بسم اللہ الرحمن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۴۳ء

ماہ ہجرت ۱۳۲۲ہش

جلد ۴۲ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحید الاذہان

نمبر ۵	ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق مئی سنہ ۱۹۴۳ء	جلد ۴۲

فہرست مضامین

مصنف	صفحہ	مضمون
جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لندن	صـ۲	ایک معزز خاتون کے نام تبلیغی خط
جناب مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل	صـ۲۷	عقیدہ نسخ فی القرآن
جناب حکیم دین محمد صاحب اکونٹنٹ۔		ذکرِ حبیبؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انعام ایسا نہیں، جو پہلے کسی انسان پر ہوا ہو اور آپکی امت کو آپ کی پیروی کی برکت سے نہ مل سکتا ہو۔ اور جو مفہوم خاتم النبیین کا ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں، اس سے آنحضرتؐ کی کوئی عظمت ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ انکی اور امت محمدیہ کی تحقیر لازم آتی ہے۔

خاتم النبیین کے معنے بیان کرنے کے بعد میں قرآن مجید کی ایک دو آیتیں پیش کرتا ہوں، جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ یعنی جو خدا اور اس رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے، جن پر خدا کا انعام ہوا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین سے

اس آیت سے صاف ظاہر ہے، کہ آنحضرتؐ کی اطاعت سے چار قسم کے لوگ پیدا ہوں گے۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اس آیت کے متعلق ہمارے مخالف کہتے ہیں، کہ اس میں تو مَعَ کا لفظ ہے، جس کے معنے ساتھ ہونے کے ہیں، نہ کہ انمیں سے ہونے کے۔ یعنی وہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے نہ کہ نبی ہوں گے۔ سو اس کا جواب یہ ہے، کہ مَعَ کے معنے عربی زبان میں مِنْ یعنی سے کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ ابلیس کے متعلق فرمایا۔ لَمْ يَكُنْ مَّعَ السّٰجِدِيْنَ اور دوسری جگہ فرمایا۔ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا۔ اسی طرح دعا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ جس روز نیک مریں، اسی روز ان کے ساتھ ہم بھی مر جائیں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں، کہ اے خدا ہمیں نیکوں میں سے بنا کے وفات دیجو۔ اور اگر مَعَ کے معنے آیت میں ساتھ کے لیں، تو آیت کے یہ معنے ہوں گے، کہ "خدا اور اس رسول کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا کا انعام ہوا" لیکن خود ان پر خدا کا انعام نہیں ہوگا۔ اور وہ منعم علیہم نہ ہوں گے۔ اب یہ کیسے غلط معنے ہیں، یعنی یہ کہ امت محمدیہ پر خدا کا انعام ہی نہیں ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نبی کا آنا بھی ممکن ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے، کہ جن پر خدا کا انعام ہوتا ہے، وہ چار قسم کے لوگ ہیں، نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اور سورہ فاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے تو دعا سکھلائی، کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے راستہ پر چلائے، جن پر اس کا انعام ہوا، تھا اس میں بھی صاف اشارہ تھا، کہ امت محمدیہ پر تمام قسم کے انعامات ہوں گے۔ لیکن نبوت چونکہ ایسی نعمت ہے، جو قومی ہے، اور ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ عطا کیا کرتا ہے، اس لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے بھی امت میں نبی آتے۔ پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی نبوت کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔

دوسری آیت سورہ اعراف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

یعنی اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں، جو تم پر میری آیات پڑھیں گے، تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اور اصلاح کرے گا، اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا۔

اس آیت میں بھی رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ ہے۔ اس کے متعلق ہمارے مخالف کہتے ہیں، کہ اسمیں آدم کی اولاد کو خطاب ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں، اور اس امر کا ثبوت کہ اس آیت میں بنی آدم سے مراد صحابہ اور آپ کے بعد کے آنے والے لوگ ہیں" یہ ہے، کہ اس آیت سے پہلے ایک اور خطاب آدم کی اولاد کو ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

کہ اے آدم کی اولاد! تم اپنی زینت (یعنی عمدہ لباس) ہر مسجد میں رکھو۔ یعنی جب عبادت کرو، تو لباس پہن کر کرو۔ اور کھاؤ اور پیو، لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے، کہ چونکہ مشرکین کعبہ کا طواف ننگے کیا کرتے تھے، اس لئے یہ آیت اتری، کہ ایسا کرنا درست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں، بلکہ لباس پہن کر طواف کرنا چاہیئے۔ پس یہ آیت بھی اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے، کہ آنحضرت ؐ کے بعد رسول آسکتے ہیں۔

تیسری دلیل اس بات کی کہ نبی آسکتا ہے، ضرورت نبوت ہے۔ یعنی ان حالات کا پیدا ہوجانا جو نبی کے بھیجے جانے کا باعث ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کی نبوت کی ضرورت کے اثبات کے لئے فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی دیکھو کہ خشکی اور تری میں یعنی عالموں اور جاہلوں، اور ان لوگوں میں جن کے پاس الٰہی کتاب تھی، اور جن کے پاس نہیں تھی، سب میں خرابی واقع ہوچکی ہے۔ صحیح راستہ سے وہ ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ اور اکثر انہیں سے مشرک ہیں۔ اور انواع و اقسام کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی یاد سے بکلی غافل ہیں۔ نیز فرمایا۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بشارت دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا، اور انہیں کتاب بھی دی، تا وہ ان اختلافات کا فیصلہ کریں جو عام لوگوں میں پیدا ہوچکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ جب لوگوں میں اختلاف رائے کثرت سے پایا جاتا ہے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نبی بھیجکر ان مذہبی اختلافات کا فیصلہ کرواتا ہے۔ پھر کچھ مان لیتے ہیں اور کچھ انکار کر کے عذاب کے مستحق ہوجاتے ہیں۔ پس ان دونوں آیات میں انبیاء کی آمد کی اغراض اور وجوہ اور اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ اب اگر یہ درست ہے، کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا، تو چاہیئے تھا، کہ وہ حالات بھی پیدا نہ ہوتے، جو نبیوں کی آمد کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ فساد اور خرابی اور گمراہی کے پھیلنے کے متعلق حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے، کہ آخری زمانہ میں اس قدر سخت گمراہی پھیلے گی، جس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں پائی گئی، اور قسم قسم کی چیزیں دین سے دور لیجانے والی نکل آئیں گی یہانتک کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسلام نام کا رہ جائیگا، اور قرآن کا پڑھنا محض رسمی طور پر ہوگا۔ مسجدیں تو بڑی عالیشان بنی ہوئی ہونگی، لیکن ہدایت سے بالکل خالی اور ویران ہوں گی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عالموں کی یہ حالت ہوگی، کہ وہ بدترین ہوں گے۔ اور پھر فرمایا کہ اگر یہود اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے، تو میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ یعنی اس قدر شدید اختلاف ہوگا، کہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بنجائیں گے۔

پھر یہ باتیں ایسی نہیں جو صرف تھیوری کے رنگ میں ہوں، بلکہ فعلاً یہ سب باتیں موجود ہیں آج دنیا میں شیطانی طاقتیں جس زور پر ہیں، اور جسقدر لوگ دین سے غافل اور بے پروا ہیں، کیا کسی پہلے زمانہ میں اس کی نظیر مل سکتی ہے؟ بیشک لندن کے چند ہندوستانی کہہ لیں، کہ مسلمانوں میں تو کوئی اختلاف نہیں، مگر وہ ہزارہا کتابیں جو پریس کے ذریعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، جن میں شیعوں نے سُنّیوں کو اور سُنّیوں نے شیعوں کو، پھر سنّیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں اور ایک دوسرے پر کفر اور بائیکاٹ وغیرہ کے فتوے دئے ہوئے ہیں، وہ کہاں چھپائی جا سکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے اگر کوئی وہابی سنّیوں کی مسجد میں داخل ہو جاتا، تو مسجد کو دھویا جاتا تھا۔ اور اگر مسجد کچی ہوتی تو وہاں سے مٹی کھود دی جاتی تھی۔ بہرحال میں اس کے متعلق اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، اپنے دو مخالفوں کی گواہیاں پیش کر دیتا ہوں۔ ایک ڈاکٹر اقبال کی، دوسری مولانا ابوالکلام آزاد کی۔

ڈاکٹر اقبال اپنی کتاب جاوید نامہ میں یہ ذکر کرکے کہ مغرب کے فلاسفروں نے اپنی ابلیسانہ اور مزوّرانہ منطق و سائنس سے دنیا کو تاریک کر دیا ہے۔ اور امیر ہوں یا فقیر، عالم ہوں یا درویش سبھی اپنا کام جھوٹ، دغا، فریب سے نکالتے ہیں۔ لکھتے ہیں ؎

عالماں از علم قرآں بے نیاز　　صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز

گرچہ اندر خانقاہاں ہائے و ہوست　　کو جوانمردے کہ در صہبا کدوست

ہم مسلمانان افرنگی مآب،　　چشمۂ کوثر بجویند از سراب

بے خبر از سرّ دیں اند ایں ہمہ　　اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ ۲۴۳

یعنی عالم علم قرآنی سے لاپروا ہیں۔ اور صوفیوں نے لمبے بال چھوڑ رکھے ہیں، مگر سیرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درندے بھیڑیوں کی سی ہے۔ خانقاہوں میں ہائے و ہُو کا شور تو بہت ہے، اگر کسی کے پاس عرفان کی شراب نہیں۔ یورپ کے نقال سراب سے چشمۂ کوثر کے متلاشی ہیں۔ سبھی دنیا کے اسرار سے بیخبر ہیں اور کینہ ور ہیں۔

پھر کہتے ہیں ؎

عقلہا بے باک و دلہا بے گداز　　　چشمہا بے شرم غرق اندر مجاز ۲۲۶

یعنی عقلیں بے باک ہو گئی ہیں، اور دلوں میں گداز نہیں رہا۔ آنکھوں میں شرم و حیا نہیں اور مجازی عشق میں غرق ہیں۔

یہ تو ہوئی عالموں، صوفیا، اور بزرگوں کی حالت۔ اب سُنئے نوجوانوں کی حالت۔ جن پر قوم کے مستقبل کا مدار ہوتا ہے ؎

نوجواناں تشنہ لب خالی ایاغ　　　شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ

کم نگاہ و بے یقین و ناامید　　　چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید ۲۲۷

یعنی نوجوان تشنہ لب ہیں، مگر پیالہ خالی ہے۔ مُنہ تو دھلے ہوئے چمکیلے ہیں، مگر روح تاریک ہے۔ دماغ روشن ہیں مگر دوراندیش نہیں۔ دل یقین و امید سے خالی ہیں۔ اور انہوں نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا۔

پھر عالموں کے متعلق لکھتے ہیں، جن کا عام طبقہ پر اثر ہوتا ہے، اور وہ طبقہ ان کے ماتحت ہوتا ہے ؎

بے نصیب از حکمت دینِ نبیؐ　　　آسمانش تیرہ از بے کوکبی!

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد　　　ملت از قال و اقولش فرد فرد

مکتب و ملا و اسرار کتاب　　　کور مادر زاد و نورِ آفتاب،

یعنی ملا کو دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اور اس کے آسمان پر کوئی ستارہ نہیں چمکتا، بلکہ وہ تاریک و سیاہ ہے۔ نہ اسے عقل ہے نہ ذوق سلیم۔ فضول گو ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لغو جھگڑوں سے قوم میں پھوٹ پڑ رہی ہے۔ ملّا اور اس کا مکتب کجا، اور کتاب اللہ کے اسرار کجا۔ کیا کسی مادر زاد اندھے کو نور دکھائی دیتا ہے؟ ملّا انوار روحانی کے لئے مادرزاد اندھے کی طرح ہے، کسی صورت میں بھی کتاب اللہ کے اسرار کو نہیں پا سکتا۔

پھر لکھتے ہیں ؎

چہ گویمت ز مسلمان نا مسلمانے جز این کہ پور خلیل است آذری داند

یعنی عہد حاضر کے مسلمانوں کی حالت کیا بتائی جائے۔ ہے تو فرزند توحید، مگر عمل میں بتوں کا پجاری ہے۔[1]

مولانا ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

"آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔ وہ پھر سو گئی ہے جبکہ بار بار اسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے، جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی، اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا، آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی۔ جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیلی ہے۔ جبکہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ اگر اُس زمانہ میں دنیا میں سب سے بڑی تاریکی دبت پرستی تھی، تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ اُس وقت انسان پتھروں کے معبودوں کو پوجتا تھا، اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اُسوقت بھی نہ تھی، اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں۔ دنیا کی وہ کونسی بیماری ہے، جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے؟ جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اسکی حالت ایسی ہی نہ تھی، جیسی کہ آج ہے؟

[1] ڈاکٹر اقبال کے مذکورہ بالا اشعار میں نے ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون سے لئے ہیں۔ شمس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی، اب چاندی سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے۔ لیکن بیماری کے بستر بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی۔ انسان لہو ولعب، حیات اور غرور، زخارف دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا، جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے، اور شیطان اسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے۔ تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔ اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا، جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔" (الہلال جلد ۴ صفحہ ۱۱)

کیا اس صراحت کے بعد آپ خیال کر سکتی ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری تو پیدا ہونے دی، لیکن اس کے علاج کی کوئی صورت نہ پیدا کی۔ تاریکی تو چھا گئی، لیکن اس کے دور کرنے کے لئے نور نازل نہ کیا۔ پیاس سے لوگ مرنے لگے، لیکن اس رحیم خدا نے انہیں تڑپنے دیا، اور ان کے لئے پانی کی خوشگوار نہر جاری نہ کی۔ جن برائیوں کے دور کرنے کے لئے نبی آیا کرتے تھے، وہ برائیاں تو پیدا ہونے دیں، لیکن نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ خدا ایسا رحیم۔ قدوس خدا پر افترا ہے۔ وہ رحمٰن خدا کبھی ایسا نہیں کرتا، کہ زہر تو پھیلنے دے لیکن اس کے لئے تریاق کوئی نہ بنائے پس یہ اس خدائے قدوس پر ایک بدظنی ہے۔ لیکن یہ قصور ہے تو اس بیمار کا، جو اپنی بیماری کا اعتراف کرتے ہوئے اس طبیب کی بات کو جو خدا نے بھیجا، ہذیان کہتا ہے۔

اس زمانہ کی بے نظیر ظلمت اور تاریکی کیا موجودہ مسلمانوں سے دور ہو سکتی ہے، جبکہ انکی اپنی حالت وہ ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اس حالت کو اس وقت پہنچے، جبکہ انمیں پہلے بعض نیک اور ہدایت دینے والے لوگ بھی موجود تھے، جو آہستہ آہستہ ان سے مفقود ہو گئے۔ اب یہ کہنا کہ یہ خود بخود راہ راست پر آجائیں گے، اور دوسروں کو ظلمت و تاریکی کے گڑھوں اور خندقوں سے باہر نکال لیں گے بالکل غلط خیال ہے۔ میں کہتا ہوں، آجکل عام مسلمانوں کی حالت آنحضرت ؐ کے زمانہ کے منافقوں جیسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ منافقوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ یعنی وہ جب نماز کے لئے آتے ہیں، تو سستی کی حالت میں آتے ہیں۔ یعنی چستی اور بشاشت سے نمازیں نہیں ادا کرتے اور وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن خوشی سے نہیں۔ بلکہ دل سے وہ خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جو مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں؟ پس یہی وہ زمانہ تھا، اور یہی وہ وقت تھا، کہ آسمان سے کوئی شخص ظاہر ہوتا، اور وہ انکی روحانی بیماریوں کا علاج کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے وہ طبیب اپنے وقت پر بھیج دیا۔ جس نے بابانگ بلند دنیا میں اعلان کر دیا ؎

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب — وادیٔ ظلمت میں کیس بیٹھے ہو تم لیل و نہار
مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر — مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور اس نے ان لوگوں کو جو کہتے تھے، کہ ہم میں سے نبی کوئی نہیں آسکتا۔ البتہ حدیثوں میں یہ وعدہ ہے، کہ تیس دجال ہم میں سے ہوں گے، کہا:۔

"اے بد قسمت قوم! کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی رہ گئے؟ تم ہر ایک طرف سے اس طرح تباہ کئے گئے، جس طرح ایک کھیتی کو رات کے وقت کسی اجنبی کے مویشی تباہ کر دیتے ہیں۔ تمہاری اندرونی حالتیں بھی بہت خراب ہوگئیں، اور بیرونی حملے بھی انتہا کو پہنچ گئے۔ صدی کے سر پر جو مجدد آیا کرتے تھے، وہ بات شاید نعوذ باللہ خدا کو بھول گئی؛ کہ اب کی دفعہ اگر صدی کے سر پر بھی آیا تو بقول تمہارے ایک دجال آیا۔ تم خاک میں مل گئے، مگر خدا نے تمہاری خبر نہ لی۔ تم بدعات میں ڈوب گئے، مگر خدا نے تمہاری دستگیری نہ کی۔ تم میں سے روحانیت جاتی رہی۔ صدق و صفا کی بُو نہ رہی۔ سچ کہو، اب تم میں روحانیت کہاں؟ خدا سے تعلقات کے نشان کہاں؟ دین تمہارے نزدیک کیا ہے؟ صرف زبان کی چالاکی اور شرارت آمیز جھگڑے، اور تعصب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوش اور اندھوں کی طرح چلے۔ خدا کی طرف سے ایک ستارہ نکلا، مگر تم نے اسکو شناخت نہ کیا۔ اور تم نے تاریکی کو اختیار کیا۔ اس لئے خدا نے تمہیں تاریکی میں ہی چھوڑ دیا۔ اس صورت میں تم میں اور غیر قوموں میں کیا فرق ہے؟ کیا ایک اندھا اندھوں میں بیٹھ کر کہہ سکتا ہے، کہ تمہاری حالت سے میری حالت بہتر ہے؟

اے نادان قوم! میں تمہیں کس سے مشابہت دوں۔ تم ان بدقسمتوں سے مشابہ ہو، جن کے گھر کے قریب ایک فیاض نے ایک باغ لگایا۔ اور اس میں ہر ایک قسم کا پھلدار درخت نصب کیا۔ اور اس کے اندر ایک شیریں نہر چھوڑ دی، جس کا پانی نہایت میٹھا تھا۔ اور اس باغ میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگائے، جو ہزاروں انسانوں کو دھوپ سے بچا سکتے تھے۔ تب اس قوم کو اس فیاض نے دعوت کی، جو دھوپ میں جل رہی تھی، اور کوئی سایہ نہ تھا، اور نہ کوئی پھل تھا۔ اور نہ پانی تھا۔ تا وہ سایہ میں بیٹھیں، اور پھل کھاویں، اور پانی پئیں۔ لیکن اس بدبخت قوم نے اس دعوت کو رد کیا۔ اور اس دھوپ میں شدت گرمی اور پیاس اور بھوک سے مر گئے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے، کہ انکی جگہ میں دوسری قوم کو لاؤں گا۔ جو ان درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھے گی، اور ان پھلوں کو کھائے گی، اور اس خوشگوار پانی کو پیئے گی۔

خدا نے مثال کے طور پر قرآن شریف میں خوب فرمایا، کہ ذوالقرنین نے ایک قوم کو دھوپ میں جلتے ہوئے پایا۔ اور انہیں اور آفتاب میں کوئی اوٹ نہ تھی۔ اور اس قوم نے ذوالقرنین سے کوئی مدد نہ چاہی، اس لئے وہ اسی بلا میں مبتلا رہی۔ لیکن ذوالقرنین کو ایک دوسری قوم ملی، جنہوں نے ذوالقرنین سے دشمن سے بچنے کے لئے مدد چاہی۔

سو ایک دیوار ان کے لئے بنائی گئی، اس لئے وہ دشمن کی دست برد سے بچ گئی۔

سو میں سچ سچ کہتا ہوں، کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں۔ جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا۔ اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہ کیا۔ اور کیچڑ کے چشمہ اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں، جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں، کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کی دست برد سے بچیگا۔ ہر ایک بنیاد جو سست ہے، اسکو شرک اور دہریت کھا جائے گی مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی، اور شیطان انپر غالب نہیں آئیگا۔ اور شیطانی گروہ ان پر غلبہ نہیں کرے گا۔ انکی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزے سے زیادہ گھسنے والی ہوگی۔ اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔

ہائے افسوس، ان نادانوں پر جنہوں نے مجھے شناخت نہ کیا۔ وہ کیسی تیرہ و تاریک آنکھیں تھیں، جو سچائی کے نور کو دیکھ نہ سکیں۔ میں انکو نظر نہیں آسکتا، کیونکہ تعصب نے انکی آنکھوں کو تاریک کر دیا۔ دلوں پر زنگ ہیں، اور آنکھوں پر پردے۔ اگر وہ سچی تلاش میں لگ جائیں، اور اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کر دیں۔ دن کو روزے رکھیں۔ اور راتوں کو اٹھ کر دعائیں کریں۔ اور روئیں، اور نعرے ماریں۔ تو امید ہے کہ خدائے کریم ان پر ظاہر کردے کہ میں کون ہوں۔ چاہیئے کہ خدا کے استغنائے ذاتی سے ڈریں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صـــ ۱۲۶)

پھر فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرکے مجھے بھیجا ہے، تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔ اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے، جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک معزّز خاتون کے نام تبلیغی خط

(از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ امام مسجد لنڈن)

مندرجہ ذیل خط میں نے ایک معزز خاتون کو ۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو لکھا تھا، جبکہ وہ لنڈن میں مقیم تھیں۔ اپریل میں انکے واپس ہندوستان جانیکی تیاری ہوگئی۔ لیکن پھر بعض وجوہات کی بناء پر انہوں نے اپنا سفر چند ماہ کیلئے ملتوی کر دیا۔ اس اثناء میں ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگوئیں بھی ہوئیں۔ اور انہوں نے "تحفہ امیر کابل" "کشتی نوح" وغیرہ کتب کا مطالعہ بھی کیا، اور جب اللہ تعالیٰ نے ان پر احمدیت کی صداقت ظاہر کر دی، تو انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ پہلی چند سطور چھوڑ کر مکتوب کا مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا کی مثال ایک پل سے دی ہے، یعنی جیسے مسافر ایک پل پر سے گزر کر اپنی منزل مقصود کے راستہ پر چلا جاتا ہے، اور پل کو اپنا اصل مقصود قرار نہیں دیتا، اسی طرح ایک انسان جو اس دنیا میں آتا ہے، اس کی مثال بھی ایک مسافر کی سی ہے، جو اس دنیا میں چند روز ٹھیر کر دارِ آخرت کو چلا جاتا ہے۔ یا اسکی مثال اس مسافر کی سی ہے، جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے سانس لیکر پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ غرض دنیا ایک عارضی چیز ہے، جسے ہر حال انسان کو ایک نہ ایک دن چھوڑنا پڑتا۔

اور آخرت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جب دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اسوقت موت کو ایک بکرے کی صورت میں لایا جائے گا، اور اسے ذبح کر دیا جائیگا، اور دوزخیوں سے کہدیا جائے گا، کہ اب موت نہیں ہوگی۔ اور جنتیوں سے بھی کہا جائیگا کہ اب مرنا نہیں ہوگا، یہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں " (آئینہ کمالات اسلام ۲۵۱) ۔

اب ایک دلیل میں قرآن مجید سے آپکی صداقت پر پیش کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۔ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۔ یعنی اگر محمد صلعم خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے یعنی دعویٰ وحی میں جھوٹے ہوتے، تو ہم انہیں دائیں بازو سے پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے ۔ اور ہمیں ایسا کرنے سے تم میں سے کوئی یا دنیا کی کوئی اور طاقت نہیں روک سکتی تھی ۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اصل بیان فرمایا ہے، کہ جیسے گورنمنٹوں کے خلاف ایجی ٹیشن اور بغاوت پھیلانے والے پکڑے جاتے ہیں، اور انہیں سزا دیجاتی ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اور کہتا ہے، کہ مجھے یہ باتیں خدا نے بتائی ہیں۔ حالانکہ خدا نے اس سے کوئی بات نہ کہی ہو، تو ایسے شخص کی سزا یہ ہے، کہ وہ قتل کیا جاتا ہے ۔ تباہ ہو جاتا ہے ۔ اور اس کا سلسلہ ہرگز نہیں چلتا ۔

اب اس اصل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو پرکھا جا سکتا ہے ۔ آپ نے تیس ۳۰ سال تک متواتر اپنے الہامات شائع کئے ۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ کلمات وحی کئے گئے ہیں ۔ پس اگر آپ جھوٹے ہوتے، تو چاہیئے تھا کہ مذکورہ بالا اصل کے ماتحت آپ قتل کئے جاتے، تباہ کئے جاتے ۔ اور آپ کا سلسلہ کٹ جاتا، اور آپ اپنے مدعا میں کامیاب نہ ہوتے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ۔ یعنی جو شخص خدا پر افترا باندھتا ہے، وہ ہمیشہ ناکام ہوتا ہے، اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۔ بلکہ آپ نے تو اپنی وفات سے تقریباً تیس ۳۰ برس پہلے یہ کلمات بھی شائع کر دیئے تھے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو خبر دی ہے، کہ آپکی عمر ۷۵ برس کے قریب ہوگی ۔ اور یہ وعدہ دیا تھا ۔ يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ ۔ یعنی اگرچہ لوگ تجھے نہ بچائیں، لیکن خدا تجھے ضرور بچائے گا ۔ اور کوئی شخص تجھے قتل نہیں کر سکیگا ۔ پس اس وعدہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد جب آپ نے دعویٰ کیا، تو آپ کے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کئی کئی منصوبے کئے گئے، آپ کے خلاف خون کے جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ کفر اور قتل کے فتوے لکھے گئے، قتل کرنے کے لئے خفیہ طور پر آدمی بھیجے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ نے کس تحدی اور کس وثوق اور یقین سے فرمایا :-

"میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے، جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دیجاتی، کہ میں تیرے ساتھ ہوں، اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں، مرنیکے بعد خدا کو دیکھیں گے۔ لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے، کہ میں اب بھی اسکو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی۔ لیکن وہ مجھے جانتا ہے، جس نے مجھے بھیجا ہے۔

یہ ان لوگوں کی غلطی ہے، اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں، جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے، اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں، کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲و۱۳)۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مولویوں نے شور مچایا، کہ آپ نعوذ باللہ مفتری تھے، کذاب تھے۔ خدا آپ کا دشمن تھا، اور وہ خود بھی آپ کے دشمن تھے۔ پھر آپ اکیلے ہو کر ان سب کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئے۔ اگر خدا نے خلاف قانون مذکور انہیں قتل ہونے سے بچا لیا تھا، تو انکو کامیاب نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور بے شک ایسا ہی ہوتا، اگر ان کا دشمن خدا ہوتا۔ لیکن اصل بات یہی تھی، کہ دنیا اگرچہ مخالف تھی۔ مولوی مخالف تھے۔ آریہ سماجی مخالف تھے۔ عیسائی دشمن تھے۔ لیکن خدا آپ کے ساتھ تھا۔ وہی تھا جس نے آپ کے خلاف دشمنوں کے تمام منصوبوں اور تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اپنے بندہ کو ترقی دی۔

پھر آپ نے واضح الفاظ میں اپنے دشمنوں سے کہدیا، کہ تمہاری دعائیں بھی میرے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو، کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے، جو اخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے، سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں، اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رُکے گا، جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔"

نیز فرماتے ہیں :۔

"ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو، گالیاں دو جسقدر چاہو، اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جسقدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جسقدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا، کہ اس کا ہاتھ غالب ہے۔"

کیا یہ عجیب امر نہیں ہے، کہ مخالفوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا بھی دشمن تھا، اور ان کا دوست تھا۔ لیکن خدا نے انکی دعائیں نہ سُنیں، اور حضرت مسیح موعود کو ترقی پر ترقی دی۔ اور آپ کی جماعت میں برکت ڈالی۔ پھر یہی نہیں، کہ ان سے کہا کہ تم بد دعائیں کرلو، بلکہ خود بھی اپنے متعلق یہ فرض کرکے کہ اگر آپ سچے نہیں بلکہ جھوٹے ہیں، خدا سے اپنی ہلاکت اور تباہی کے لئے بد دعائیں کیں، جو جھوٹا شخص کبھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء میں آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ المہدی میں لکھا ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما　　اے رحیم و مہربان و رہنما!

اے کہ میداری تو بردلہا نظر　　اے کہ از تو نیست چیزے مستتر

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر　　گر تو دیدا ستی کہ ہستم بد گہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پارہ پارہ کن منِ بدکار را ، شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار ، ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار

آتش افشاں بر در و دیوارِ من ، دشمنم باش و تبہ کن کارِ من

در مرا از بندگانت یافتی ، قبلۂ من آستانت یافتی

در دلِ من آں محبت دیدۂ ، کز جہاں آں راز را پوشیدۂ

بامن از روئے محبت کار کن ، اندکے افشاءِ آں اسرار کن

یعنی اے قادر اور زمین وآسمان کے خالق خدا! اے رحیم و مہربان رہ نمائی کرنے والے تُو وہ ہستی ہے، جس کی دلوں پر نظر ہے۔ اور جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر تیری نگاہ میں مَیں فاسق و بدکار ہوں، اور تیرے علم میں میں بدگہر ہوں، تو تُو مجھ بدکار کو پارہ پارہ کردے۔ اور میرے دشمنوں کی جماعت کو میری ہلاکت سے خوش کردے۔ اور ان کے دلوں پر رحمت کی بارش برسا۔ اور اپنے فضل سے انکی ہر مراد کو پورا کردے۔ اور میرے در و دیوار پر آگ برسا۔ اور میرا دشمن ہوجا۔ اور میرا تمام کاروبار تباہ کردے۔ لیکن اگر تُو جانتا ہے، کہ مَیں تیرا ہی بندہ ہوں اور میرا قبلہ تیرا آستانہ ہے۔ اور میرے دل میں تیری محبت ہے جسے تو جانتا ہے، اور جس کا راز اس جہان سے پوشیدہ ہے، تو پھر تو مجھ سے محبت والا معاملہ کر، اور ان اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کر۔

کیا ایسی بددعا ایک جھوٹے اور مفتری شخص کے دل سے نکل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ آیت لَوْ تَقَوَّلَ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو تو وہی چاہیئے تھا، کہ آپکو تباہ کر دیتا، اور آپ کا سلسلہ چلنے نہ دیتا۔ لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا، تو پھر آپ نے جب اپنے مخالفوں سے کہا، کہ وہ آپ کی ہلاکت کے واسطے بددعائیں کرکے دیکھ لیں، تو انکی بددعائیں قبول کرکے ہی ہلاک کر دیتا۔ اگر یہ بھی نہیں کیا تھا، تو آپ نے جب خود اپنی ہلاکت کے لئے خواہش کی تھی، اور بددعائیں کی تھیں، تو انہی کے مطابق ہلاک کر دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو ہلاک کرنے کی بجائے آپ کے دشمنوں کو ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام منصوبوں میں ناکام کیا، جو انہوں نے آپ کی تباہی کے لئے سوچے۔ اور آپ کو ترقی دی۔ مخلص جماعت عطا کی۔ اور آپ کے سلسلہ کو دنیا کے کونوں تک پھیلا دیا۔ اور جیسا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا، کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا، اس نے ایسا ہی کر دکھایا۔

اگر کوئی صدق و اخلاص اور بغیر تعصب کے آپکی تحریروں پر غور کرے۔ اور آپ کی صداقت کو ان معیاروں کے مطابق جو قرآن مجید میں دوسرے انبیاء کی صداقت کے بیان ہوئے ہیں، پرکھنا چاہے۔ تو آپ کی صداقت بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ آپ کے توکل علی اللہ اور اس یقین کامل کو دیکھا جائے، جو آپکو الٰہی وعدوں پر تھا، تو کبھی یہ خیال نہیں کیا جا سکتا، کہ آپ نعوذ باللہ مفتری یا جھوٹے تھے۔ چنانچہ اوائل دعویٰ میں آپ فرماتے ہیں :-

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے، لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے، اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں، تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں، کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں، اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں، اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں، تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہ میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔ اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا، جو میں ضائع ہو جاؤں گا؟ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا؟ جو مجھے ہلاک کرے گا؟

یقیناً یاد رکھو، اور کان کھول کر سنو! کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا، اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے، اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اس کے ساتھ ہوں، اور وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند نہیں توڑ سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے، کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے کوئی چیز بھی پیاری نہیں، کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے۔ اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من آں منم کاندر میانِ خاک و خون بینی سرے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مفصل بحث [illegible] نمبر کابل میں کی گئی ہے۔ اگر اسے مطالعہ فرمائیں، تو آپ کو اور بہت سی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

عزیزہ ہمشیرہ صاحبہ! مَیں نے یہ خط ایک قلبی تحریک کے ماتحت لکھا ہے، جو کئی دفعہ میرے دل میں پیدا ہوئی۔ آپ اسے ایسا ہی یقین فرمائیں، جیسے ایک بھائی اپنی نہایت عزیز چھوٹی ہمشیرہ کو کسی اہم امر کے متعلق لکھتا ہے، جس کے متعلق وہ سمجھتا ہے، کہ اس کے اختیار کرنے میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اور نقصان کچھ نہیں۔ اور اس کے قبول کرنے میں خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جس کی طرف ہم سب نے آخر جانا ہے۔ جبکہ ہر کوئی اپنے نفس کی طرف سے خود ہی جوابدہ ہوگا۔ نہ باپ، نہ بیٹا، نہ بہن، نہ بھائی، نہ بیوی، نہ خاوند کوئی بھی کسی کی مدد نہیں کر سکیگا۔ لیکن ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق پانا بھی اللہ تعالےٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے بھی نہایت گریہ و زاری اور تضرع اور فروتنی اور عاجزی کے ساتھ دعا کریں، کہ اگر یہ سلسلہ اُسی کی طرف سے ہے، اور یہ پودہ اسی کے اپنے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے، تو اپنے فضل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ کہ اے میرے رسول! جس کو تو چاہے تو اُسے سیدھے راستے پر نہیں لا سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت دیا کرتا ہے، جو ہدایت اختیار کرنا چاہتا ہے۔ ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی، اور گھر میں آپکو بچوں کی طرح رکھا، اور دعویٰ کے بعد بھی آپ کی ہر موقعہ پر مدد کی، اور آپ کی خاطر دشمنوں کے طعنے سہے، گالیاں کھائیں، تکلیفیں اٹھائیں، ظلم وستم کا نشانہ بنا، اور آپ کی طرف سے دشمنوں کا ہر موقعہ پر مقابلہ کیا، لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی، کہ وہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بارہا ان کی ہدایت کے لئے گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گرا، دعائیں کیں، اور آخر ان کے مرنے سے پہلے بھی آنحضرت صلعم نے ان سے کہا، کہ وہ ایک دفعہ اپنی زبان سے لا الٰہ الّا اللہ کہدیں۔ لیکن انہوں نے اس خیال سے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ آخری وقت میں بڑھے نے اپنے بھتیجے کی بات مان لی زبان سے نہ کہا۔ پس اس نے اپنے خالق خدا کا جس کے پاس وہ جا رہا تھا، خیال نہ کیا۔ بلکہ دنیوی عزت کو مقدم کیا۔ اسوقت آنحضرت صلعم کے شکرگذار دل کی جو کیفیت ہوئی ہوگی اسکا اندازہ لگانا کسی انسان کا کام نہیں، جو اس کے احسان کے عوض میں چاہتا تھا۔ کہ اسکا محسن ہدایت پا جائے اور آسمانی عزت کا وارث ہو لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی، اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابوطالب جہنم میں پاؤں تک آگ میں ہوگا پس ہدایت کو پانا جبتک کہ فضل الٰہی شامل حال نہو بہت مشکل ہے۔ بیشک اہل دنیا اس کے دشمن ہوجاتے ہیں لیکن یقین جانئے ؎

کس بچشم یار صدیقے نشد تا بچشم غیر زندیقے نشد

کہ کوئی شخص اپنے محبوب خدا کی آنکھ میں صدیق نہیں ہوسکتا جبتک کہ وہ غیروں کی نظر میں زندیق نہ ہو۔ اس لئے آپ دعا بھی کریں اور نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کو بار بار پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

آپ کا بھائی

جلال الدین شمس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقیدۂ نسخ فی القرآن

(از جناب مولانا ملک سیف الرحمن صاحب فاضل)

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

تمہارے لئے اسلام کو دین۔

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں، کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام و اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا، اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام نہیں ہوسکتا، جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے، تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج ملحد اور کافر ہے۔" (ازالہ اوہام ص۱۳۸ طبع اول)

"قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے۔ وہ نسخ سے محفوظ ہے۔ اس کے اندر جو کچھ موجود ہے، مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہے۔ اس کا کوئی حصہ نہیں جو دوسرے حصہ کے مخالف ہو، اور قابل نسخ سمجھا جائے۔ خدا خود اس کا محافظ ہے ..... اسمیں کوئی نسخ ماننا بھی غلط ہے۔ اور اس میں کوئی تغیر تسلیم کرنا بھی خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ ہو، اتہام ہے۔ وہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔" (دعوۃ الامیر ص۱۵۱)۔

یہ وہ آواز ہے جو اُس زمانہ میں بلند ہوئی، جبکہ دنیائے اسلام کا قریباً ہر فرد اس بات پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان رکھتا تھا، کہ قرآن کریم کی ایک نہیں دو نہیں، بیسیوں آیتیں منسوخ ہیں، اور ان پر عمل کرنا جائز نہیں۔ انکی صرف تلاوت کر لینی چاہیئے۔ ان کے مطابق عمل نجات کا نہیں بلکہ سلب ایمان اور کفر کا باعث ہوگا۔ ان حالات میں یہ آواز کسقدر عجیب تھی۔ اس کی زبردست مخالفت ہوئی۔ مگر یہ وہ صداقت تھی، جس کے اظہار کے لئے مسیح موعودؑ کی بعثت ازل سے مقدر تھی۔ آخر یہ غالب آئی۔ اور لاکھوں دلوں میں اس نے اپنا گھر بنا لیا۔ نسخ فی القرآن کا عنوان اسی صداقت کی وضاحت اس کی تشریح اور اسکی اہمیت کو مبرہن کرنے کا مقصد اپنے اندر رکھتا ہے۔

نسخ کی لغوی تحقیق نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ اَیْ اَزَالَتْهُ وَحَلَّتْ مَحَلَّهٗ۔ دھوپ نے سایہ کو زائل کر دیا، اور خود اس کی جگہ لے لی۔ نَسَخَتِ الرِّیْحُ اٰثَارَ الدِّیَارِ غَیَّرَتْهَا۔ ہوا نے گھر کے کھنڈرات کو متغیر کر دیا۔ نَسَخَ الْکِتَابَ اِذَا نَقَلَهٗ وَاَتٰی بِنُسْخَتِهٖ وَاَکْتَتَبَهٗ حَرْفًا بِحَرْفٍ۔ یعنی اس نے کتاب نقل کی، اور اسکی لفظ بلفظ ایک دوسری کاپی کی۔ تَنَاسَخُوا الشَّیْءَ تَدَاوَلُوْهُ۔ کسی شے کو بدل بدل کر اختیار کیا۔ پس نسخ کے معنے ہوئے۔

(۱) ایک چیز ہٹادی اور اس کی جگہ دوسری چیز رکھدی۔ (۲) کسی چیز میں ایسی تبدیلی کر دی کہ اس کی پہلی شکل نہ رہی، بلکہ ایک دوسری شکل پیدا ہوگئی۔ (۳) چیز میں تبدیلی تو کوئی نہ کیجائے لیکن اسے واضح اور ممتاز کر دیا جائے۔ (۴) کسی چیز کو حالات کے ماتحت بدل بدل کر اختیار کیا جائے، یعنی ایک حالت میں ایک امر اختیار کیا جائے، اور جب وہ حالت نہ رہے، تو دوسرے امر کو اختیار کر لیا جائے، اور پھر جب پہلی حالت پیش آگئی، تو پھر پہلے امر کے مطابق عمل شروع کر دیا جائے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ للصفار نحوی و منجد)۔

قرآن کریم میں نسخ کا لفظ قرآن کریم میں اس لفظ کے مشتقات چار صورتوں میں آئے ہیں۔ اول سورۃ بقرہ رکوع ۱۳ میں خداوند تعالے فرماتا ہے:۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آیت ہمارے موضوع سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس کی توضیح وتشریح آگے آئیگی۔ دوسری آیت سورۃ اعراف رکوع ۱۹ میں ہے۔ فرمایا:۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝

یعنی جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا، تو آپ نے الواحِ توریت کو اٹھایا، جن کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت (لکھی) تھی ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ تیسری آیت سورۃ حج رکوع ۷ کی ہے۔ فرماتا ہے:۔

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ اس روک کو ہٹا دیتا ہے، جو شیطان پیدا کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی آیات (پیشگوئیوں) کو نہایت مضبوط (ذرائع سے پورا) کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت سے کام لینے والا ہے۔ چوتھی آیت سورہ جاثیہ رکوع ۴ کی ہے۔ فرماتا ہے:۔

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ جو کچھ تم کرتے تھے، وہ (سب) ہم لکھ لیا کرتے تھے۔

نسخ کے اصطلاحی معنے اَلنَّسْخُ عِنْدَ اَهْلِ الشَّرْعِ اَنْ يَّرِدَ دَلِيْلٌ شَرْعِيٌّ مُتَرَاخِيًا عَنْ دَلِيْلٍ شَرْعِيٍّ مُقْتَضِيًا خِلَافَ حُكْمِهٖ فَالدَّلِيْلُ الشَّرْعِيُّ الْمُتَاَخِّرُ يُسَمّٰى نَاسِخًا وَالْمُتَقَدِّمُ يُسَمّٰى مَنْسُوْخًا (کشف الاصطلاحات صفحہ ۱۳۷۷) وَالْمُرَادُ بِخِلَافِ حُكْمِهٖ مَا يُدَافِعُهٗ وَيُنَافِيْهِ بِاَنْ كَانَ الشَّيْءُ حَلَالًا فَحُرِّمَ اَوْ كَانَ حَرَامًا فَيُحَلَّلُ اَوْ كَانَ مُطْلَقًا فَيُحْظَرُ اَوْ كَانَ مَحْظُوْرًا فَيُطْلَقُ اَوْ كَانَ مُبَاحًا فَيُمْنَعُ اَوْ مَمْنُوْعًا فَيُبَاحُ۔

(کتاب الناسخ والمنسوخ للصفار نحوی صفحہ ۹)۔

یعنی قائلین نسخ کی اصطلاح میں نسخ اسکو کہتے ہیں، کہ ایک شرعی دلیل کی بناء پر ایک حکم نافذ ہو پھر بعد میں ایک دوسری شرعی دلیل نازل ہو کر پہلے حکم کو منسوخ کردے، جو اس دلیل کے خلاف ہے۔ پچھلی دلیل کو ناسخ اور پہلی دلیل کو منسوخ کہا جاتا ہے۔ خلاف سے مراد یہ ہے، کہ وہ حکم پہلے حکم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوزخی اس قدر غمگین ہوں گے، کہ اگر موت ہوتی تو غم سے مرجاتے، اور جنتی اسقدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی، تو وہ خوشی سے مرجاتے۔ سو یہ دنیا کی زندگی اس ہمیشہ کی زندگی کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا کی بے ثباتی کا کوئی شخص مندا انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

عیش دنیائے دوں دمے چند است — آخرش کار با خداوند است
ایں سرائے زوال وموت وفنا است — ہر کہ بنشست اندریں برخاست
یکدمے رو بسوئے گورستاں — از خموشاں آں بپرس نشاں
کہ مآلِ حیاتِ دنیا چیست — ہر کہ پیدا شد است تا کے زیست
دولتِ عمر دمبدم بزوال — تو پریشاں بہ فکر دولت ومال
خویش وقوم وقبیلہ پُر ز دغا — تو بریدہ برائے شاں ز خدا
ہست آخر بآں خدا کارت — نہ تو یابی کسے نہ کس یارت

پس جب انسان دین کے متعلق تحقیقات کرے، تو اسے دنیا کو ایک طرف رکھ کر غور کرنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری باتوں کو جو میں لکھوں گا، اسی اصل کے ماتحت پڑھیں گی، اور انپر غور فرمائینگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور یہ دعویٰ ایسا نہیں، جسے نظر انداز کردیا جائے کیونکہ اگر وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں، تو ان کا ماننا دنیا کے ہر فرد پر فرض ہے۔ اور اگر وہ سچے نہیں، بلکہ نعوذ باللہ انہوں نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا، تو پھر لازمی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے ایک مجرم ہوں گے۔ اس لئے ہر عقلمند انسان کا یہ فرض ہے، کہ وہ ان کے دعویٰ پر سنجیدگی سے غور کرے، اور دیکھے کہ آیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے یا جھوٹے۔ اس مرحلہ پر مخالفوں کی طرف سے سب سے پہلے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، لہذا ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منافی ہو۔ مثلاً پہلے ایک چیز حلال تھی، اب حرام کر دی گئی۔ یا پہلے حرام تھی اب حلال ہو گئی۔ یا پہلے عام تھی اب مقید ہو گئی۔ یا پہلے مقید تھی اب عام ہو گئی۔ یا پہلے مباح تھی اب ممنوع ہو گئی یا پہلے ممنوع تھی اب مباح قرار دے دی گئی۔

نسخ کے مواقع قائلین نسخ کے نزدیک مندرجہ ذیل چیزوں میں نسخ ہو سکتا ہے:۔

(۱) امر میں، یعنی پہلے ایک بات کا حکم دیا گیا تھا، اب اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

(۲) نہی میں، یعنی پہلے ایک بات کے متعلق نہی تھی اب اس نہی کو اٹھا دیا گیا ہے۔

(۳) اطلاق میں، یعنی پہلے ایک حکم مطلق تھا، اب اُسے مقید کر دیا گیا ہے۔

(۴) مباح میں، یعنی پہلے ایک چیز مباح تھی، اب اسکی اباحت جاتی رہی۔

(۵) بعض کے نزدیک نسخ فی الاخبار بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلے خبر دی گئی کہ فلاں واقعہ ہوا ہے اور پھر کہدیا، کہ پہلی خبر منسوخ ہے، واقعہ نہیں ہوا، جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ یا خبر دیتے وقت علم نہ تھا، یا دیدہ و دانستہ جھوٹ بولا گیا۔ ونعوذ باللہ من ذالک۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ صٓ)

نسخ کے ذرائع (۱) قرآن کریم کی ایک آیت کی دوسری آیت کو منسوخ کر دے۔ (۲) قرآن کریم کی کسی آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث منسوخ کر دے۔ (۳) قرآن کریم کی کوئی آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو منسوخ کر دے۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث حضورؐ کی کسی دوسری حدیث کو منسوخ کر دے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ)

لیکن جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو گا، یہ سب کہنے کی باتیں ہیں، ورنہ قرآن کریم کی کسی آیت میں یا حضورؐ کی کسی مرفوع حدیث میں یہ نہیں آیا، کہ فلاں آیت منسوخ ہے۔

نسخ کے اقسام (۱) ایک آیت کے حکم کو باطل کر دینا، لیکن اس کی تلاوت کو برقرار رکھنا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ آیت کریمہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (دین میں جبر نہیں) منسوخ ہے۔ (۲) آیت کی تلاوت کو منسوخ قرار دینا لیکن اس کے حکم کو قائم رکھنا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجم کی آیت تھی، مگر بعد میں اسے قرآن سے نکال دیا گیا، اور اس کے حکم کو قائم رکھا گیا۔ (۳) تلاوت اور حکم دونوں کا منسوخ ہو جانا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ پہلے قرآن میں سورۃ توبہ کے برابر ایک سورۃ تھی، جو سب بھلا دی گئی، اور صرف یہ ایک آیت اس کی یاد رہ گئی، لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰی اِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَوْ اَنَّ لَهٗ ثَالِثًا لَابْتَغٰی اِلَيْهِ رَابِعًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔ اور یہ آیت بھی موجودہ قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ اس کی اور بھی اس قسم کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں، جن کا درج کرنا موجب طوالت ہے۔ (۴) تلاوت یا حکم کوئی بھی منسوخ نہ ہو، بلکہ کسی حدیث کے ذریعہ اس حکم میں کچھ زیادتی کر دی جائے۔ مثلاً موزوں اور جرابوں پر مسح کا حکم ہے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ)

غرض اسوقت عامۃ الناس نسخ کے یہی چار معنے لیتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک یہ چاروں معنے غلط اور ناممکن الوقوع ہیں۔ اور انکو صحیح تسلیم کرنا اتنا ہی خطرناک اور خلاف واقعہ ہے، جتنا خطرناک اور خلاف واقعہ یہ عقیدہ ہے، کہ نعوذ باللہ قرآن کریم میں کمی بیشی کی گئی ہے، اور وہ محفوظ نہیں رہا۔

عقیدۂ نسخ فی القرآن کیوں خطرناک ہے؟

(۱) نسخ فی القرآن کو صحیح تسلیم کرنے سے امان اٹھ جاتی ہے، اور قرآن کریم کا اعتبار ہی جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے، کہ نہ قرآن کریم نے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق بتایا ہے کہ وہ منسوخ اور ناقابل عمل ہو گئی ہے۔ اب معاملہ علماء کی سمجھ پر رہ گیا لیکن ہر ایک کی سمجھ اور ہر ایک کا رجحان طبع الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک کی سمجھ میں اگر ایک آیت منسوخ ہو گئی، تو دوسرے کی سمجھ میں وہ نہیں، بلکہ کوئی دوسری آیت منسوخ قرار دئے جانے کی مستحق قرار پائے گی۔ یہی وجہ ہے، کہ بعض ایسی آیات جن کا مفہوم واضح تھا، لیکن تھوڑے سے اشکال کی بناء پر انہیں منسوخ قرار دیا جاتا رہا۔ مثلاً آیۂ کریمہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[۱] کو اس وجہ سے منسوخ قرار دیا گیا، کہ یہ آیت کریمہ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً[۲] کے خلاف ہے، جس کے یہ معنے ہیں کہ اب لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، ان

[۱] و [۲] دیکھیں صفحہ ۳۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نرم بات کرنا، حکمت و موعظت سے انکو سمجھانا سب ناجائز ہو گیا، اور تلوار اور درشت کلامی نے اس کی جگہ لے لی۔

غرض نسخ کی بنیاد علماء کی سمجھ پر رکھنا، کہ وہ جس آیت کو چاہیں منسوخ قرار دیدیں، اور جس کو چاہیں ناسخ بنادیں، عمل بالقرآن کو ناممکن بنا دے گا۔ اور افتراق عمل کی یہ خلیج اتنی وسیع ہو جائیگی، کہ اس کا پُر کرنا محال ہو گا۔ اور ایک ایسا فتنہ کھڑا ہو جائے گا، جس سے عہدہ برآ ہونا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔

میرے خیال میں مسلمانوں میں جو عملی تعطل پیدا ہو گیا ہے، اور اس وجہ سے جس نکبت وادبار کے وہ شکار ہو رہے ہیں، اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک زبردست وجہ یہ عقیدہ بھی ہے۔ اور جبتک وہ اس عقیدہ سے تائب نہیں ہونگے، ان سے یہ نکبت وادبار دور نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ عقیدہ اس بات کی دعوت دیتا ہے، کہ قرآن کے ایک حصہ پر عمل کیا جائے، اور اس کے ایک معتدبہ حصہ کو نعوذ باللہ بالکل ناکارہ اور نکما بنا دیا جائے۔ جس کا ہماری زندگی پر کوئی اثر نہ ہو۔ اور یہی وہ چیز ہے، جو دینی اور دنیوی خواری کا موجب بنجاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (بقرہ ع ۱۰)

ترجمہ۔ پس کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر (عملاً) ایمان لاتے ہو اور اس کے ایک حصہ کا (عملاً) انکار کرتے ہو، سو تم میں سے جو ایسا کرے گا اس کی جزا اس کے سوا نہیں کہ وہ اس زندگی میں بھی رسوا ہو گا۔ اور قیامت کے دن وہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے جو تم کرتے ہو غافل نہیں۔

(حاشیہ متعلقہ صلا)

لہ اور لوگوں سے اچھی اور تہذیب کی بات کہو۔

لہ اور تمام محارب مشرکین سے جنگ کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) علاوہ ازیں نسخ کی بنیاد اس بات پر ہے، کہ قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں، جو بعض دوسری آیات کے خلاف ہیں۔ اور یہ اس بات کا اقرار ہے، کہ قرآن کریم میں اختلاف پایا جاتا ہے، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ (نساء رع ۱۱) یعنی کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا، تو وہ اس میں بہت بڑا اختلاف پاتے۔ پس عقیدہ نسخ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کا موجب ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

عقیدہ نسخ کے بطلان کے دلائل

پہلی دلیل۔ قرآن کریم پر اگر ہم غور کریں، تو ہمیں سینکڑوں آیات ایسی ملیں گی، جو عقیدہ نسخ کی کھلی کھلی تردید کر رہی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سورۃ ہود رکوع ۱ میں فرماتا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

خدائے علیم وخبیر نے یہ کتاب نازل کی ہے، جس کی سب آیات محکم اور ثابت الحکم ہیں۔ پھر انکی وضاحت بھی اسی حکیم وخبیر خدا کی طرف سے ہوئی ہے۔ سورہ سبا رع ۱ میں فرماتا ہے :-

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

یعنی علم رکھنے والے سمجھتے ہیں، کہ جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے، وہ حق ہے، نہ وہ بدل سکتا ہے، اور نہ اس کا کوئی حصہ بلاضرورت اور ناقابل عمل ہے، وہ عزیز وحمید کے راستہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ سورہ بینہ رکوع ۱ میں فرمایا :-

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ اس پاک کلام کی ساری تعلیم اور ساری شریعت قائم رہنے والی اور نہ منسوخ ہونے والی ہے۔

دوسری دلیل نسخ کے باطل ہونے کی حفاظت قرآن کریم کا وعدہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورہ حجر رع ۱) یعنی ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسجگہ قرآن کریم کا نام ذکر رکھ کر اس حقیقت کو واضح کیا، کہ اس کا ہر ایک حصہ یاد رکھا جائے گا۔ اور اس کی کوئی ایک آیت بھی عملاً بھلا دئے جانے کے قابل نہیں - دوسری طرف اس کی حفاظت کا وعدہ فرما کر اس خیال کی تردید فرما دی، کہ اس میں ناسخ و منسوخ کا کام علماء کی سمجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے، کہ وہ جس کو چاہیں منسوخ کہدیں اور جسکو چاہیں ناسخ بنا دیں۔

تیسری دلیل نسخ کے بطلان کی یہ ہے، کہ سورہ نحل رکوع ۱۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ

یعنی اپنے من گھڑت اصولوں کی بناء پر یہ نہ کہو، کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے - یہ اللہ پر تمہارا جھوٹا افترا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایسا جھوٹا افترا کرنے والے کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ اور سورہ یونس رکوع ۲ میں فرماتا ہے:-

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ - یعنی مجھے یہ حق نہیں پہنچتا، کہ میں اپنی طرف سے اسکو یا اس کے کسی حصہ کو بدل دوں۔

یہ آیتیں عقیدہ نسخ کی بنیادیں ہلا دیتی ہیں - آخر کسی آیت کے منسوخ ہونے کا کون حکم لگاتا ہے؟ قرآن یا حدیث نے تو بتایا نہیں، کہ فلاں آیت منسوخ ہے اور فلاں منسوخ نہیں - اب رہ گئی علماء کی سمجھ، سو جو آیت کسی کی سمجھ میں نہ آئی۔ اس نے اسے منسوخ کہدیا۔ اور اس طرح ایک حلال کو حرام اور ایک حرام کو حلال کہنے کی جرأت کی - حالانکہ خداوند کریم فرماتا ہے، کہ اپنے خیالات کے ماتحت حلال حرام قرار دینے والا شخص مفتری ہے، اور اس کا حصہ ناکامی ہے۔

چوتھی دلیل بطلان نسخ کی یہ ہے، کہ اس عقیدہ کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں - جس کی سمجھ میں کوئی آیت نہ آئی، اس نے اسے منسوخ کہدیا - کسی کو آدھا قرآن سمجھ میں نہ آیا، اس کے نزدیک آدھا قرآن منسوخ ہوگیا - کسی کو ۵۰۰ آیتیں ناقابل فہم معلوم ہوئیں، کسی کو ۳۰۰ - کسی نے اس تعداد کو گھٹا کر ۲۱ آیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منسوخ قرار دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ ؒ نے اس تعداد کو اور بھی کم کیا، اور صرف پانچ آیتیں منسوخ مانیں باقی سارا قرآن کریم ان کی سمجھ میں آگیا۔ جماعت احمدیہ نے خدا کے فضل سے ان پانچ آیتوں کو بھی حل کر دیا۔ اور عقیدۂ نسخ کی عمارت دھڑام سے نیچے آگری یہی حشر اس خیال کی بنیاد کا ہونا تھا۔ جو ایسے ناپاک عقیدے پر قائم ہو، وہ کیونکر اس کتاب کی آیات کے لئے حکم قرار پا سکتا ہے، جس کتاب سے ٹکرا کر دنیا کے تمام مذاہب اور انسانوں کے تمام ذاتی خیالات پاش پاش ہو گئے۔ اور اس کا یہ دعویٰ کہ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ[1] اسی شان کے ساتھ قائم رہا، جس شان کے ساتھ یہ دعویٰ کیا گیا تھا۔

عقیدۂ نسخ کے اسباب اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ جب اتنا ہی خطرناک اور خلاف واقع ہے، تو پھر علمائے سلف کو، جن میں بعض محقق بھی تھے، یہ غلطی کیوں لگی؟ اور کیوں انہوں نے اس بحث کو اٹھایا؟ اس کا جواب تاریخ اسلامی کے مختلف دوروں پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اندرونی اسباب بھی ایسے پیدا ہو گئے۔ جن سے اس غلطی کو تقویت ملتی گئی۔ مثلاً آیت کا لفظ قرآن کریم میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے ایک معنے قرآنی آیات کے بھی ہیں۔ اس بنا پر بعد کے علماء نے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا الآیۃ اور اسی قسم کی بعض دوسری آیات سے جن کی تفصیل بعد میں آئیگی یہ سمجھ لیا، کہ اس سے نسخ آیات قرآنی مراد ہے۔ حالانکہ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان آیات کا مفہوم بالکل اور ہے۔ اور نسخ فی القرآن سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا سبب اس غلط خیال کی تقویت کا یہ ہوا، کہ قرآن کریم کی بعض آیات محکم ہیں، اور بعض متشابہ۔ متشابہ آیات میں کئی معنوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جو اپنی اپنی جگہ سب صحیح ہوتے ہیں۔ لیکن ایک مرکزی

---

[1] یعنی گذشتہ باطل خیالات یا نظام ہوں یا آیندہ پیدا ہونیوالے ہوں، کوئی اس کے قریب نہیں آسکیگا۔ یہ حکیم و حمید کا نازل کردہ کلام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مشترک مفہوم ان سب میں پایا جاتا ہے۔ تشابہ کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھنے اور دقتِ استنباط کی وجہ سے علماء کو بعض روایات کی بناء پر بعض آیات کے متعلق غلطی لگی، کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ مثلاً آیۂ کریمہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى[1] کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کے بارے میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ نازل ہوئے تھے۔ اس سے آپکی مراد یہ تھی، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کی الہامی تشریح اور تفسیر صلوٰۃ العصر (نمازِ عصر) ہے، جس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ مقصود تھا کہ صلوٰۃ العصر کا نام صلوٰۃ الوسطیٰ کیوں رکھا گیا ہے۔ لیکن بعض دوسری روایات میں صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد اور وقت کی نمازیں بھی بیان ہوئی تھیں۔ اس لیے اس سے علماء نے یہ سمجھ لیا، کہ صلوٰۃ العصر قرآنی آیت تھی جو منسوخ ہو گئی ہے، اور صلوٰۃ الوسطیٰ کے معنے عام ہو گئے ہیں۔ حالانکہ یہ قرآنی آیت نہ تھی، بلکہ مدینہ کے حالات کے مطابق صلوٰۃ الوسطیٰ کی ایک الہامی تشریح تھی، جس سے یہ بتانا مقصود تھا، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ ہر وہ نماز ہے جو کثرتِ اشغال اور کام کاج کی بھیڑ اور مصروفیات کے ہجوم کے وقت میں آئے۔ اور یہ ہر ملک، ہر زمانہ اور ہر شخص کے حالات کے مطابق مختلف ہے۔

تیسرا سبب اس غلطی کا یہ ہوا کہ کئی جگہوں میں قوانین اور احکام کی اصل روح کو نظر انداز کر دیا گیا۔ قوانین مختص الوقت اور مختص المقام بھی ہوتے ہیں۔ حالات کے مطابق وہ بدل بدل کر نافذ ہوتے ہیں۔ ایک حالت میں ایک قانون نافذ کیا جاتا ہے، تو دوسری حالت میں دوسرا قانون اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ پھر جب پہلی حالت عود کر آتی ہے، تو پہلا قانون واپس آجاتا ہے۔ مثلاً جنگ کے دنوں میں جو قوانین نافذ کئے جاتے ہیں، وہ امن کے زمانہ میں نہیں رہتے۔ اسی طرح محارب فریق کے متعلق جو احکام دئے جاتے ہیں، وہ اسوقت نہیں رہتے جب فریق محارب مغلوب ہو جائے یا صلح کر لے۔ لیکن اس بات کو اُن قوانین کی منسوخی یا عدم منسوخی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

---

[1] نمازوں کی حفاظت کرو۔ خصوصاً درمیانی نماز کو فوت نہ ہونے پائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علماء نے اس ادلی بدلی کو نسخ سمجھ لیا، اور سینکڑوں آیات اس وجہ سے منسوخ قرار دیدیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعض ایسے امور کہ جن کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا، ان میں انبیاء سابق کے دستور و آئین کیمطابق عمل فرمالیا کرتے۔ بعد میں اس کے متعلق جب کوئی حکم آجاتا، تو پہلے طریق عمل کو ترک کر دیتے۔ مثلاً پہلے کچھ عرصہ تک حضور ؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ بعد میں خدا نے فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ[1] کا حکم نازل فرما کر بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا۔ علماء نے اس سے یہ اندازہ لگایا، کہ پہلے کوئی حکم تھا جس کی بناء پر آپ ایسا کرتے رہے تھے۔ اب دوسرے حکم کے ذریعہ پہلے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ حالانکہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہ تھی، نہ کوئی حکم نازل ہوا تھا اور نہ اسکی منسوخی کا کوئی سوال تھا۔

چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہوا، کہ بعض اوقات ایک آیت نازل ہوتی، اور بعض سامعین غلطی سے اس کا ایک مفہوم سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے، مگر مراد الٰہی کچھ اور ہوتی تھی، جس کی وضاحت بعد کی وحی میں کر دی جاتی۔ مثلاً جب روزے فرض ہوئے، تو بعض صحابہ ؓ نے خیال کیا، کہ شاید روزے رکھنے کا طریق وہی ہوگا جو اسجگہ کے اہل کتاب میں رائج تھا۔ جبکی بعض صحابہ ؓ مختلف روزوں میں پہلے بھی پابندی کرتے تھے۔ اس کے مطابق وہ رات کو جب ایک دفعہ سو جاتے، تو پھر اگلی شام تک نہ کچھ کھاتے اور نہ اس رات اپنی بیویوں کے پاس جاتے۔ لیکن الٰہی ارادہ یہ نہ تھا۔ اس لئے فرمان نازل ہوا۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ الآیۃ کہ رمضان کی راتوں میں تبیین فجر تک میاں بیوی کے تعلقات اور کھانا پینا جائز ہے۔ اس قسم کی غلط فہمی کے ازالہ اور وضاحتِ مراد کو بعض صحابہ نسخ سے تعبیر کرتے تھے۔ اور لغوی اعتبار سے اس میں کچھ حرج نہ تھا۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ ؒ فرماتے ہیں:۔

"آنچہ از استقرائے کلام صحابہ و تابعین معلوم میشود کہ ایشاں نسخ را استعمال میکردند

---

[1] (نماز میں) اپنے چہرے اُس (مسجد حرام) کی طرف پھیرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بازائے معنے لغوی کہ ازالہ چیزے است بہ چیزے نہ بازائے مصطلحہ اصولیاں۔" (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صفحہ ۱۹)۔

یعنی جو کچھ صحابہ رضا اور تابعین کے کلام کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے، کہ وہ نسخ کو لغوی معنی میں استعمال کرتے تھے۔ یعنی ایک چیز کے ذریعہ دوسری چیز کو ہٹانا۔ انکی مراد نسخ سے وہ معنے نہ تھے، جو آجکل علمائے اصول کے نزدیک اصطلاحی معنے ہیں۔ لیکن بعد کے علماء نے اس سے وہ حقیقی نسخ مراد لے لیا۔ جس کے اقسام اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

پانچواں سبب عقیدۂ نسخ کا یہ ہوا، کہ قرآن کریم کی طرز تربیت اور اس کے اسلوب بیان کی حکمتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ بعض دفعہ ایک قانون کو دائمی شکل دینی ہوتی، لیکن حسن تربیت اور دوسری حکمتوں کے ماتحت اس میں آہستہ آہستہ سختی پیدا کیجاتی۔ پہلے اس کی خوبیوں پر زور دیا جاتا، پھر اس کے نہ نافذ کرنے کے نقصانات سامنے لائے جاتے، اور بتایا جاتا کہ وہ قانون کیوں ضروری ہے، اور آخر کار اسے رائج کر دیا جاتا۔ مثلاً شراب کی ممانعت کرنی تھی۔ اس کے متعلق پہلے ایسی آیتیں نازل کی گئیں، جن میں مخاطبین کو توجہ دلائی گئی، کہ وہ شراب کی مضرتوں اور اس کے فائدوں کا موازنہ کریں۔ جیسے فرمایا۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ یعنی وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ کہو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔

پھر اس کا ایک سب سے بڑا نقصان بیان کیا گیا، کہ اسکی وجہ سے عبادت الٰہی ناممکن ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمایا۔ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ جب تم مدہوش ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ آخر میں ان وضاحتوں کے بعد آیت کریمہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآیہ کے ذریعہ اسے دائمی طور پر حرام قرار دیدیا۔ اس تدریجی تعلیم سے بعد کے مفسرین نے یہ خیال کیا، کہ پہلی دو آیتیں اس آخری آیت کیوجہ سے منسوخ ہو گئیں۔ حالانکہ انکی منسوخی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت کے نزول کے بعد شراب کے نقصانات اور اس کے مخصوص دنیوی فائدے زائل ہو گئے؟ یا اس کے نزول کے بعد بدہوشی کی حالت میں نماز جائز ہو گئی؟ آخر کونسی چیز منسوخ ہو گئی، جو ان آیات کے مقاصد نزول میں شامل تھی؟

چھٹا سبب اس غلط عقیدہ کے رواج کا یہ ہوا، کہ اسلامی نظام خلافت کمزور ہو چکا تھا، اور منافقین جھوٹی روایات پھیلانے میں نڈر ہو گئے تھے۔ ہر شخص اپنی رائے کا مالک تھا۔ حالات پر وسیع نظر نہ تھی مختص الوقت اور مختص المقام احکام اور انکی ضرورتوں کا اندازہ نہ لگایا جا سکا اور انکو منافقین کی بعض روایات کی بناء پر ایک دوسرے کا مخالف قرار دے کر ناسخ و منسوخ کی تبر سے سینکڑوں آیات کو معمول بہ قرآن سے کاٹ دیا گیا۔ یہ سبب اس عقیدہ کی اصل جڑ ہے پہلے اسباب اس سبب کی تقویت کا موجب بنے۔ عقیدہ نسخ کے رواج کا حقیقی موجب صرف یہی امر تھا۔ ایک آیت کا مفہوم بظاہر دوسری آیت کے مخالف نظر آیا۔ تطبیق کی توفیق نہ ملی۔ فوراً اس کی منسوخی کا خیال سامنے آگیا، اور فیصلہ صادر کر دیا کہ وہ منسوخ ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ آیات کے درمیان جوں جوں تطبیق کی توفیق ملتی گئی، منسوخ آیات کی تعداد گھٹتی گئی۔ ایک وہ زمانہ تھا، کہ صرف سورۃ بقرہ میں ۲۶ کے قریب آیات منسوخ قرار پائیں۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ بحث سورۃ بقرہ) لیکن پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ سارے قرآن میں صرف ۵ آیات منسوخ رہ گئیں۔ حالانکہ اگر وہ آیات منسوخ تھیں، اور خدا نے انہیں منسوخ کر دیا تھا، تو پھر ان کا مفہوم ایک عالم کی سمجھ میں آجانے کی وجہ سے وہ غیر منسوخ کیسے بن گئیں؟ خدا تو انہیں منسوخ قرار دے، اور بعد میں ایک شخص اپنی سمجھ کی بنائ پر انہیں غیر منسوخ بنا دے۔ یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اور اگر خدا نے انکو منسوخ نہیں کیا تھا، تو پھر انہیں منسوخ کہنا کس بناء پر جائز تھا؟ علاوہ ازیں اس بات کی کیا ضمانت ہے، کہ وہ پانچ آیات واقعہ میں ہی ایک دوسرے کے مخالف ہیں، اور کوئی نہیں جو انمیں تطبیق پیدا کر سکے؟ غرض اس بے بنیاد خیال کی بناء پر ہی اس عقیدہ کو رواج دیا گیا۔ ورنہ اس کی اصل حقیقت کچھ نہ تھی۔

قائلین نسخ کے دلائل | قائلین نسخ کی پہلی دلیل یہ ہے، کہ نسخ قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی مدعی کے دعویٰ کی نسبت غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

پہلا جواب اس سوال کا یہ ہے، کہ یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کوئی نبی نہیں بھیجیگا، اور کسی سے کلام نہیں کرے گا، پہلے لوگوں کا بھی تھا۔ چنانچہ اصول فقہ کی کتاب مسلّم الثبوت میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہ عقیدہ ہو گیا تھا، کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا انکی زندگی میں انکار کیا گیا۔ حَتّٰٓی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ط یعنی وہ مر گئے تو پھر تم نے کہدیا، کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی لوگوں کا یہ عقیدہ تھا، کہ خدا تعالیٰ کسی کو مبعوث نہیں کرے گا۔ جیسا کہ سورہ جن میں مذکور ہے۔ پس یہ کہدینا کہ چونکہ کوئی نبی نہیں آئیگا، لہذا ہمیں غور کرنے کی ضرورت نہیں، درست نہیں۔ کیونکہ ایسا ہی عقیدہ رکھنے سے پہلی قومیں رسولوں کے انکار کر دینے کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ ہندوؤں نے صرف اپنے پہلے چار رشیوں کے بعد کسی نبی کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد کسی رسول کا آنا تسلیم نہ کیا۔ یہود نے بھی بنی اسرائیل سے باہر کسی نبی کا وجود نہ مانا۔

دوسرا جواب تمام مسلمانوں کا آجتک یہ عقیدہ رہا ہے، کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ نبی تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع ایسے نبی تھے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو حضرت عیسیٰؑ کیسے آسکتے تھے؟ لیکن ان کے متعلق تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے، کہ وہ آئیں گے اور نبی ہونگے۔ اب فرق اتنا رہ جاتا ہے، کہ ہم کہتے ہیں، اگر کوئی نبی آسکتا ہے، تو وہ اسی امت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں سے ہو سکتا ہے، باہر سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں، کہ نیا نبی تو نہیں آسکتا، لیکن پرانا آسکتا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں، کہ امت اسقدر بگڑ جائے گی، دنیا میں اسقدر گمراہی چھا جائے گی، کہ اس کے لیے نبی کی ضرورت تو ہوگی، لیکن چونکہ امت محمدیہ بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہونے کے اس لائق نہیں رہی، کہ اس کے کسی فرد کو نبوت کے مقام پر پہنچایا جائے لہذا حضرت عیسیٰؑ ہی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (بقرہ ع ۱۳) کہ ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں، یا اُسے بھلا دیتے ہیں، تو پھر اس سے اچھی یا اس کے برابر کی ایک اور آیت لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح سورۃ نحل ع ۱۴ میں فرماتا ہے۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ کوئی دوسری آیت لے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس کا اچھی طرح علم ہے، جو وہ اُتارتا ہے، تو وہ کہنے لگ جاتے ہیں، کہ تُو مفتری ہے (تم تو مفتری نہیں) بلکہ وہ خود علم سے بے بہرہ ہیں۔

اسکا جواب یہ ہے، کہ قرآن کریم میں آیت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دلیل[1]۔ نشان[2]۔ معجزہ[3]۔ قانون[4] قدرت۔ سابقہ[5] نظام۔ انقلاب[6] اقوام۔ عذاب[7] الٰہی۔ غرض کئی چیزیں ہیں جنہیں آیت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ[1] دوسری جگہ فرمایا۔ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا[2]۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ[3] غرض بیسیوں آیات ہیں جن میں آیت کے معنے قرآنی آیات کے نہیں، بلکہ اور معنے ہیں۔ اور پیش کردہ آیات کا سیاق وسباق اور خود ان کا اندرونی مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ یہاں آیت سے مراد قرآن کی آیت نہیں، بلکہ سابقہ مذاہب اور اقوام عالم کا نظام مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نظام قائم ہوتے رہے ہیں یا آئندہ قائم ہونگے اُن سب کے متعلق ایک قانون جاری ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ کبھی تو وہ اپنی ضرورت کو پورا کر چکے ہیں، اور اس قابل ہوتے ہیں، کہ انہیں ہٹا دیا جائے اور ان کی جگہ ایک نیا نظام آسمان سے

---

[1] تُو اور تیرا بھائی دونوں میری آیات لے کر جاؤ۔

[2] اور ہم انہیں کوئی نشان نہیں دکھاتے مگر وہ دوسرے نشان سے بڑا ہوتا ہے۔

[3] اور ان کے لئے مردہ زمین بھی نشان ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتارا جائے، اور کبھی لوگ انہیں بھلا دیتے ہیں، اور صرف اس امر کی ضرورت ہوتی ہے، کہ جو نظام لوگوں کی غفلت کی وجہ سے الٰہی نظام کی جگہ قائم ہو گیا ہے، اسے مٹا کر پھر نئے سرے سے وہی پہلا الٰہی نظام قائم کیا جائے۔ جب الٰہی نظام ہی اپنی ضرورت پوری کر کے مٹائے جانے کے قابل ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر نظام دنیا میں بھجوا دیتا ہے۔ اور جب وہ نظام تو صحیح ہو صرف لوگوں نے اسے بھلا دیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسی پہلے نظام کو بجنسہٖ پھر دنیا میں قائم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ دونوں قدرتیں حاصل ہیں۔

پس اس آیت میں بتایا گیا ہے، کہ نظام الٰہی بھی ایک عرصہ کے بعد یا قابل عمل نہیں رہتا، یا لوگ اس پر عمل ترک کر دیتے ہیں۔ قابل عمل نہ رہنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ لوگ اس میں ملاوٹ کر دیتے ہیں، یا زمانہ کے مطابق تعلیم نہیں رہتی۔ جب کلام ناقابل عمل ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا ہے، اور اس سے بہتر تعلیم بھیج دیتا ہے۔ لیکن جب لوگ عمل ترک کر دیں اور تعلیم محفوظ ہو، تو اللہ تعالیٰ اسی کلام کو دُہرا دیتا ہے، اور اس کا مثل نازل کر دیتا ہے۔ یعنی اس تعلیم میں ایک نئی زندگی ڈال دیتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس میں اسی طرف اشارہ ہے، کہ ہر کلام جب آئے یا جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائے، وہ ایک انقلاب چاہتا ہے۔ اور یہی امر لوگوں کے خیال میں ناممکن ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے انقلاب پر قادر ہے۔ خواہ نئے کلام کے ذریعہ سے وہ انقلاب پیدا کر دے، خواہ پرانے کلام کو ہی زندہ کر کے انقلاب پیدا کر دے۔ آیات قرآنی کے نسخ کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ قرآنی آیات کے منسوخ ہونے سے قدرت الٰہی کے اظہار کا کوئی واسطہ ہے۔" (انقلاب حقیقی صفحہ ۲ و ۱۳)

دوسری دلیل قائلین نسخ کی طرف سے یہ پیش کی جاتی ہے، کہ بعض امور قرآن کریم میں اور طرح مذکور ہیں، اور احادیث میں ان کے متعلق اور حکم ہے۔ مثلاً قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے، کہ وضو کے وقت پاؤں بہرحال دھوئے جائیں۔ لیکن احادیث سے پتہ چلتا ہے، کہ موزوں اور جرابوں کی حالت میں مسح کر لینا کافی ہے۔ اسی طرح احادیث میں بعض چیزیں حرام بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ قرآن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے حرام ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ پس اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ قرآن میں نسخ ممکن ہے، تو یہ زیادۃ علی القرآن کیونکر جائز ہو گی؟

اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ خیال ہی بے بنیاد ہے، کہ قرآن کریم ساری مذہبی ضروریات کے اصول پر مشتمل نہیں۔ قرآن کریم جیسی جامع مانع کتاب تو دنیا بھر میں نہیں مل سکتی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (انعام ع ۴) ہم نے قرآن میں کسی مذہبی ضرورت کی کمی نہیں رہنے دی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے دریافت کیا۔ بِمَا تَقْضِیْ یَا مُعَاذُ؟ یعنی اے معاذ تو کس پر فیصلہ کرے گا؟ تو انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب پر۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ؟ اگر تو اس کے متعلق کوئی حکم قرآن کریم میں نہ پائے تو پھر کیا کرے گا؟ انہوں نے عرض کی، پھر رسول اللہ کی سنت پر فیصلہ کروں گا۔ الحدیث (نور الانوار ص۷) دیکھئے یہاں حضرت معاذؓ سے یہ نہیں پوچھا گیا، کہ اگر کسی چیز کے متعلق قرآن میں کوئی حکم نہ ہو تو کیا کرو گے، بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر اسمیں کوئی حکم نہ پاؤ تو کیا کرو گے۔ اور ظاہر ہے کہ نہ پایا جانا نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ غرض قرآن کریم میں تمام مذہبی اصول کا ذکر ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے، کہ کمیٔ علم کی وجہ سے ہم ان سے استنباط نہ کر سکیں کیونکہ استخراج یا استنباط بجز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا اس شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو، ہر ایک کا کام نہیں۔ (مباحثہ لودھیانہ ص۹ بمفہومہ)۔

تیسری دلیل قائلین نسخ یہ پیش کرتے ہیں، کہ قرآن کریم میں بہت سی آیات ایسی ہیں، جو دوسری آیات کے خلاف ہیں۔ اگر نسخ نہ مانا جائے، تو پھر انمیں تعارض پیدا ہو جائے گا، اور دونوں ساقط الاعتبار ہو جائیں گی۔ مثلاً فرماتا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۨ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ [1] (البقرہ ع ۲۲)

---

[1] اور تم پر وصیت فرض کی گئی ہے، جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو، والدین اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق یہ متقیوں کے لئے ضروری حکم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آیت آیت میراث يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ (انفال ع ۹) اور حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ کے خلاف ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ الخ[1] آیہ کریمہ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ الخ[2] کے مخالف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیت وصیت اور آیت اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ مقابل کی آیات کیوجہ سے منسوخ ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اختلاف کا ادعا محض ناسمجھی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ خداوند تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ پس اس صریح تردید کے بعد قرآن کریم میں اختلاف تسلیم کرنا اور اپنی سمجھ کا قصور یا درنہ کرنا ایک مومن کے شان کے شایاں نہیں۔ اگر کوئی آیت بظاہر کسی دوسری آیت کے مخالف نظر آئے تو اس وجہ سے ایک کو منسوخ قرار دینے کی بجائے انہیں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر پھر بھی وہ حل نہ ہو تو توقف کرنا چاہیئے، یہانتک کہ کوئی دوسرا صاحب بصیرت آکر اس کو حل کر دے۔ اب ہم نمونہ کے طور پر انہی آیات کے معنے بیان کرتے ہیں، جو اختلاف کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ اور قائلین نسخ کے نزدیک نسخ کے ثبوت کی ناقابل تردید دلیل ہیں۔

آیت وصیت کے الفاظ پر ہم اگر غور کریں، تو معلوم ہوگا، کہ اس آیت اور آیت میراث اور حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ میں کوئی تضاد نہیں۔ آیت وصیت میں مرنے والے کو وصیت کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا، اور نہ اس کو اس وقت حکم دینے کے کچھ معنے ہیں۔ بلکہ غرغرے کی حالت کی وصیت کو تو قابل قبول ہی قرار نہیں دیا گیا۔ یہ خطاب قوم کو ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مرے، تو تمہارا فرض

---

[1] اگر تم میں سے بیس صابر ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔

[2] اب اللہ تعالیٰ نے تم سے تخفیف کر دی اور اسنے ظاہر کیا کہ تم میں کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سے سو صابر ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، کہ تم اُس مرنے والے کی جائداد کو شرعی احکام کے مطابق تقسیم کرواؤ۔ اَلْوَصِیَّۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہی تاکیدی حکم ہے جس کا ذکر یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ میں کیا گیا ہے۔ یہ آیت تو آیت میراث کی تائید کی ہے۔ یہ اس کے ذریعہ منسوخ کیونکر ہو گئی؟ پس اس جگہ ناسخ منسوخ کی بحث بالکل بے تعلق ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر اگلی آیت فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَیْنَھُمْ[1] میں موصی سے کونسا موصی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ اگر ہم قرآن کریم کے طرزِ بیان پر غور کریں اور اس کی حکمتوں کو سمجھیں، تو یہ اشکال آسانی سے حل ہو جائے گا۔ قرآن کریم کا عام اسلوب بیان ہے کہ جب ایک بات کا حکم دیتا ہے، یا کوئی حقیقت بیان کرتا ہے، تو اس کے ان تمام پہلوؤں کو بھی واضح کر دیتا ہے، جو اس حکم یا حقیقت کے ساتھ وجہ اور سبب میں اشتراک رکھتے ہیں۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ میں وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا ۝ کے حکم کے ساتھ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ ۚ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝[2] الآیات وغیرہ احکام بھی دیے، جن کا بظاہر

---

[1] پس اگر تم میں سے کوئی موصی کے متعلق کجی یا گناہ کا خوف کرے اور انہیں اصلاح کرا دے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

[2] اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے مت قتل کرو۔ کیونکہ انکو اور تم کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ، کیونکہ یہ بےحیائی اور برائی کا راستہ ہے۔ (اور قتل نفس کے مرادف ہی) اور اس نفس کو مت قتل کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپس میں کوئی ایسا تعلق معلوم نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے انکو اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ زنا بھی قتل نفس ہے، کیونکہ بدکاری کے نتیجہ میں اگر حمل نہیں ٹھیرا، تو نطفہ غیر محل میں ضائع ہوا۔ اگر حمل قرار پا گیا، تو اول تو خاندانی عزت کو بچانے کے لئے اسے پہلے ضائع کر دیا جائیگا۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ کامل بھی ہو گیا تو پیدائش کے بعد اس ولد الحرام کی پرورش کا کون ذمہ لے گا؟ غرض اور خرابیوں کے علاوہ اس بدکاری میں قتل نفس کے کئی پہلو ہیں۔ پس جب ہم اس وجہ پر غور کریں گے، تو ہمیں تمام احکام مذکورہ میں ایک خاص ربط اور ایک خاص جوڑ نظر آنے لگ جائے گا۔ اسی طرح آیت وصیت میں جب متعلقین کو احکام شرعی کی پابندی کا حکم دیا، تو اس کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دیا۔ کہ اگر مرنے والا ثلث جائداد میں حق وصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناجائز رعایت کر جائے، یا اپنے حق سے زیادہ وصیت کر جائے، تو تمہارا فرض ہے، کہ اس کی بھی اصلاح کرو، اور اس کی تقسیم میں احکام شرعی کی پوری

(بقیہ ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴) جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ قتل کا مستحق قرار پائے۔ اور جو بھی مظلومیت میں قتل کیا جائے گا اس کے ولی کو ہم نے قانونی حق اس کے بدلہ کا دیدیا ہے۔ پس قاتل کو قتل کرنے میں جائز حدود سے تجاوز نہ کرے، اسکو قانونی امداد حاصل ہے۔ اور یتیم کے مال سے ناجائز تعلق نہ رکھو، ہاں احسن طریق سے اسکی نگرانی کر سکتے ہو کیونکہ اس کے مال سے ناجائز فائدہ اٹھانا بھی ایک جان کو ضائع کرنے کا موجب ہو گا۔ اور اگر تم اس سے بالکل بے تعلق ہو جاؤ گے، اور اس کے مال کی جائز نگرانی نہ کرو گے، تو بھی اس کا مال ضائع ہو گا۔ اور اس سے وہ یتیم ضائع ہو جائے گا۔ اور اپنے عہدوں کو پورا کرو، کیونکہ عہدوں کے متعلق ضرور پوچھا جائے گا۔ اور جب تم ماپنے لگو تو پورا ماپ رکھو۔ ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔ کیونکہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو دنیا سے امن اٹھ جائیگا۔ اور فتنہ و فساد پیدا ہو جائیں گے، اور اسوجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نگرانی کرو۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ مرنے والا آخر مال کا مالک تھا۔ اس نے بڑی محنت سے یہ مال کمایا تھا، اگر ہم اس کی وصیت کے مطابق عمل نہ کریں تو یہ شاید ظلم ہو۔ الٰہی احکام ظلم کو مٹاتے ہیں، اسے قائم نہیں کرتے۔

اسی طرح سورۃ انفال کی آیات میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ یہ دونوں حکم الگ الگ حالات کے ماتحت ہیں۔ مثلاً جہاں قومی تباہی اور مذہبی بربادی کا زبردست سوال پیدا ہو جائے، وہاں پہلا حکم ہوگا۔ اور جہاں یہ حالات نہ ہوں، وہاں دوسرا حکم جاری ہوگا۔ اس میں جنگ کی حالت میں بھاگنے کا کوئی سوال نہیں۔ یہ شروع میں مقابلہ پر آمادگی کے وقت کی بات ہے۔ فنونِ جنگ میں مہارت، تیاریٔ سامان کی تکمیل پہلے حکم کو چاہتی ہے۔ اور جہاں یہ صورت نہ ہو وہاں اسکی جگہ دوسرا حکم لے لیگا۔ غرض مختلف حالات میں احکام بھی مختلف ہوں گے۔ اور ان آیات میں حالات کے ماتحت کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قائدِ لشکر جس قسم کے حالات دیکھے، ان کے مطابق اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنائے۔ یہاں ناسخ و منسوخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مَیں نے اس مضمون میں بعض تنبیہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میرا مقصد ان سے نکتہ چینی نہیں، اور نہ علمائے سلف پر الزام دھرنا مطلب ہے بلکہ مراد صرف موضوع کی اہمیت کا اظہار اور موجودہ زمانہ کے ضدی طبع عوام کو متنبہ کرنا ہے۔ کُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ کے مطابق ہر حقیقت کے انکشاف کا ایک وقت ہوتا ہے۔ یہ عظیم الشان انکشاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حصہ میں لکھا تھا۔ آپ نے جہاں اَور اصلاحیں فرمائیں وہاں اس حقیقت کو بھی اظہر من الشمس کیا۔ علمائے سلف رضی اللہ عنہم بہرحال شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کے خیالات اور اقوال جمع کر دئے۔ آج ہمیں اگر وہ خیالات ملتے ہیں، جنہیں ہم غلط سمجھتے ہیں، تو وہ باتیں بھی ملتی ہیں جو ہمارے مقاصد کے ثبوت کی زبردست دلیل ہیں۔ اگر وہ یہ باتیں نہ لکھ جاتے تو ممکن تھا کہ ہم اپنے مقاصد کو اس طرح زبردست دلائل کے ساتھ ثابت نہ کر سکتے جس طرح کہ اب کرتے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایات حکیم دین محمدؐ صاحب اکونٹنٹ

ذکرِ حبیبؑ

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف)

۱۔ سردار فضل حق صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے موضع دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ کے رئیس تھے۔ ان کا سابق نام سردار سندر سنگھ تھا، اور والد کا نام سردار جیون سنگھ تھا۔ آپ پنجاب چیفس میں سے تھے۔ سر لیپل گریفن کی کتاب "پنجاب چیفس" میں آپکے خاندانی حالات درج ہیں۔ سردار صاحب مرحوم نے بیان کیا، کہ وہ جوان تھے اور مشن سکول بٹالہ میں تعلیم پاتے تھے انکے ہموطن مولوی فتح دین صاحب مرحوم کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملاقات رہتی تھی۔ سردار صاحب کے دل میں ان دنوں دہریت کے خیالات پیدا ہو رہے تھے، جن کا تذکرہ ایک دفعہ انہوں نے مولوی فتح دین صاحب مذکور سے کیا۔ انہوں نے وہ باتیں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر دیں۔ پھر انکے جواب میں جو کچھ حضرت اقدسؑ نے فرمایا وہ واپس لوٹ کر سردار صاحب کو سنا دیا۔ اسطرح کچھ عرصہ تک زبانی پیغامات کے ذریعہ تبلیغ ہوتی رہی۔ مگر چونکہ سردار صاحب دہرم کوٹ بگہ کے رئیس زادہ تھے اور مولوی فتحدین صاحب ادنیٰ زمیندار تھے۔ مولوی فتحدین صاحب کا یا تو اثر نہ پڑتا تھا، یا وہ حضرت اقدسؑ کے زبانی دلائل کو پوری طرح ان تک پہنچا نہ سکتے تھے۔ اس لئے بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضروری سمجھا کہ خود ان سکھ رئیس زادوں کو تبلیغ کرنے کے لئے دھرم کوٹ بگہ تشریف لیجائیں۔ چنانچہ ایک دن حضور علیہ السلام اکیلے ہی موضع دہرم کوٹ میں مولوی فتحدین صاحب مرحوم کے مکان پر پہنچ گئے اور سردار فضل حق اور انکے بھائی سے ان کے والد سے مخفی رات کیوقت مولوی صاحب کے مکان پر ملاقات کی۔ حضورؑ نے ان سکھ نوجوانوں کے سامنے ہستی باریتعالیٰ کے متعلق ان کے فہم اور قابلیت کے مطابق دلائل بیان کئے۔ جن میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی، کہ جو مکانات انسان بناتے ہیں جبتک ان کا کوئی نگران اور مرمت کرنیوالا نہو، یہ قائم نہیں رہ سکتے۔ مگر زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاند، سورج اور ستارے اپنے اپنے مفوضہ کام برابر باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ انکی نگرانی کون کرتا ہے اور کون انکو قائم رکھے ہوئے ہے؟ وہی جو اُن کا خالق ہے، ان کا نگران بھی ہے۔ آپکی قدرتِ کاملہ سے یہ اپنا اپنا مفوضہ کام باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی نگران نہ ہو تو یہ دنیا درہم برہم ہو جائے۔ یہ اور اسی قسم کے اور بھی کئی دلائل بیان کئے۔

سردار صاحب فرماتے تھے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت اقدسؑ کا ابھی کوئی دعوٰی نہ تھا۔ نیز سردار صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدسؑ کی اس ملاقات کے بعد انکو اسلام اور دیگر مذاہب کے متعلق مطالعہ کا شوق پیدا ہوگیا۔ اور بعد ازاں حضرت اقدس بذریعہ ترسیل کتب اور خط وکتابت انکی مدد کرتے رہے۔ آخر سردار صاحب ایک طویل مدت گزر جانے پر قریباً ۴۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۵ء میں مشرف باسلام ہوئے۔

۲۔ سردار صاحب نے بیان کیا، کہ میرے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پیشتر حضرت اقدسؑ نے بھائی عبدالرحیم صاحب نو مسلم سابق سردار جگت سنگھ (جو سردار فضل حق صاحب سے تین سال قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے) کی معرفت پیغام بھیجا، کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، جب صداقت کو آپنے پالیا ہے تو اسکو دنیوی اغراض کے ماتحت کہاں تک چھپاؤگے؟ جلد آئیں اور اسلام قبول کریں۔ یہ زندگی چندروزہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ صداقت کو معلوم کرکے بھی تہی دست رہ جائیں۔ اس کے جواب میں سردار صاحب نے کہلا بھیجا، کہ میں بہت جلد حاضرِ خدمت ہوتا ہوں۔ چنانچہ حسب وعدہ سردار صاحب قادیان حاضر ہوئے۔ اور حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ سردار صاحب کے مسلمان ہونے کی خبر بجلی کی طرح اطراف میں پھیل گئی۔ اور اس سے علاقہ کے سکھ دیہات میں بڑا جوش پیدا ہوگیا۔

۳۔ سردار صاحب نے بیان کیا، کہ جب سکھوں میں جوش پیدا ہوگیا تو حضرت اقدس نے بنظرِ احتیاط سردار صاحب سے فرمایا، کہ آپ مسجد مبارک میں رہا کریں اور وہیں کھانا منگوالیا کریں، اور قضاء حاجت کے لئے اطلاع دیکر ہمارے گھر کے اندر آجایا کریں۔ سردار صاحب کا بیان ہے کہ ضرورت پر وہ دادی مرحومہ (حضرت اقدسؑ کی ملازمہ) کو آواز دیتے۔ تب حضرت اقدسؑ پردہ کا انتظام کرکے سردار صاحب کو اندر بلا لیتے، اور جائے ضرور میں جانے کی ہدایت فرماتے۔ اور خود لوٹا بھر کر زنانہ کی دیوار پر رکھدیتے۔ سردار صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ حضرت اقدسؑ کے اس کریمانہ سلوک پر بڑے پریشان ہوئے، اور آپ سے عرض کیا، کہ میں بڑا نادم اور شرمسار ہوں، کہ حضور میری خاطر لوٹا بھر کر لاتے ہیں۔ اسپر حضورؑ نے فرمایا، کہ سردار صاحب! میاں محمود احمدؓ کی طرح ہم آپکو بھی اپنا بیٹا ہی تصور کرتے ہیں۔ اس سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ اور نہ یہ آپکی طرف سے کوئی گستاخی ہے۔ تسلی رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۵۸۷ :۔ منکہ ملک عنایت الرحمٰن ولد بابو فقیر اللہ صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ $\frac{1}{43}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت مبلغ ساٹھ روپے ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ العبد :۔ ملک عنایت الرحمٰن احمدی بقلم خود۔ گواہ شد : غلام مصطفیٰ صادق کلرک آئی۔ اے۔ او۔ سی جبل پور۔ گواہ شد :۔ نواب دین احمدی نیا محلہ جبل پور شہر۔

نمبر ۶۶۱۶ :۔ منکہ مسماۃ کریم بی بی زوجہ شیخ محمد عبد اللہ احمدیہ بوٹ ہاؤس قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ $\frac{4}{43}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ تفصیل جائیداد منقولہ مبلغ ایک ہزار روپیہ مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے بطور ورثہ نقد مل گیا ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ مبلغ پانچصد روپیہ میرا مہر ہے۔ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ یہ غیر منقولہ جائیداد مبلغ پندرہ سو روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ رقم میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کر دونگی۔ تفصیل جائیداد غیر منقولہ ایک دکان واقعہ قادیان بعمارت پختہ ہے۔ بمشرق دوکان عبد الرحیم صاحب سوڈا واٹر کی ہے جانب جنوب زمین مولوی عبد الرحیم صاحب نیر حضرت مولوی شیر علی جانب شرق بازار کلاں کی سڑک ہے۔ یہ دوکان میں نے اپنا تمام زیور فروخت کر کے خرید کر بنائی ہے۔ اسکی اسوقت موجودہ قیمت کا اندازہ مبلغ ۱۵۰۰ پندرہ سو روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ وصیت کے طور پر ادا کر دونگی۔ تو وہ ۱/۱۰ حصہ میں سے منہا کر دی جائیگی۔ میری کوئی ماہوار آمدنی نہیں ہے۔ کاتب الحروف محمد عبد اللہ خاوند کریم بی بی احمدیہ بوٹ ہاؤس قادیان۔ الامۃ :۔ کریم بی بی۔ گواہ شد :۔ مہر بلند احمدی صدر محلہ دار الفتوح قادیان گواہ شد :۔ محمد نذیر خان دار الفتوح۔

نمبر ۶۶۲۸ :۔ منکہ علی محمد ولد بابو محمد بخش قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن انبالہ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ / اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اسوقت ۶۶ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوں۔ میں اس آمدنی کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :۔ علی محمد بقلم خود [illegible] الہ دین [illegible] نور محلہ انبالہ۔ گواہ شد :۔ الہ بخش ولد [illegible] انبالہ شہر [illegible] گواہ شد :۔ [illegible] بقلم خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی طور پر باپ ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء بھائی بھائی ہیں، اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی آپ کے بھائی ہیں۔ لہٰذا وہ امت محمدیہ کے روحانی طور پر چچا ہوئے۔ اور امت محمدیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہے، اسکی موجودگی میں آنحضرت صلعم کے روحانی ورثہ کا وارث چچا کیونکر ہوسکتا ہے، جب کہ عقلاً، شرعاً، قانوناً اور رواجاً ہمیشہ اولاد وارث ہوتی ہے۔ ہاں اولاد اگر بے وقوف ہو، تو چچا وغیرہ کو ان کا گارڈین مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن امت محمدیہ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ یعنی امت محمدیہ سب امتوں سے بہتر امت ہے۔ اس لئے یہ کیونکر ہوسکتا ہے، کہ اولاد کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے روحانی ورثہ کا وارث چچا ہو۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کے تو غیر احمدی بھی قائل ہیں اور ہم بھی۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ وہ سمجھتے ہیں کہ امت اسقدر نالائق ہے، کہ وہ یہود اور عیسائیوں کی برائیوں کی تو وارث ہوسکتی ہے، لیکن خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی انکی طرح وارث نہیں ہوسکتی۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی توہین اور ہتک ہے۔ اور یہ خودداری کے بھی خلاف ہے۔ یہود نے آنحضرتؐ کی نبوت کا اس لئے انکار کر دیا، کہ آپ بنی اسرائیل سے نہ تھے، بلکہ اسماعیلی تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر نبوت کے انعام کا کوئی مستحق ہوسکتا ہے، تو وہ صرف بنی اسرائیلی ہیں، بنی اسماعیلی نہیں ہوسکتے۔ لیکن اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو امت میں سے بھیجا، تو مسلمانوں نے کہدیا، اتنا بڑا بول، بھلا ایک امتی نبوت کے مقام کو کب پہنچ سکتا ہے؟ یہ تو بنی اسرائیل ہی کا حصہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے مسیح موعود کا انکار اس بناء پر کر دیا، کہ وہ اسرائیلی نہیں، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔

تیسرا جواب۔ خاتم النبیین کے معانی پر غور نہیں کیا گیا۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا تھا، کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد ایک نبی مسیح کے آنے کی پیشگوئی کریں، اور دوسری طرف خاتم النبیین کے الفاظ کی بناء پر یہ عقیدہ بھی رکھیں، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے میں مختصر طور پر خاتم النبیین کی صحیح تفسیر بیان کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڈہارڈ سٹیشن ماسٹر محلہ خلوت انبالہ شہر نمبر ۶۶۲۹:۔ منکہ سلیمہ بانو نجمہ زوجہ بابو علی محمد صاحب قوم پٹھان۔
پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالعلوم حال انبالہ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا
جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت سوائے زیورات و مہر مندرجہ ذیل کے اور
کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے
مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان
ہوگی۔ ۱۔ مہر بذمہ خاوند ۵۰۰ روپے۔ ۲۔ زیورات طلائی اسوقت مالیتی ۴۰۰ روپے۔ الامۃ: سلیمہ بانو نجمہ بقلم خود
گواہ شد:۔ علی محمد خاوند موصیہ محلہ شکل کنڈ انبالہ شہر۔ آڈیٹر آف دی کنٹرولر آف اکاؤنٹس ایر فورسز انبالہ۔ گواہ شد:۔
محمد بخش موتی ولد رحیم بخش شیخ انبالہ شہر ہیڈ سب جج صاحب درجہ سوئم انبالہ۔ گواہ شد:۔ نتھے خان بقلم خود ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر
محلہ خلوت انبالہ شہر نمبر ۶۶۳۰:۔ منکہ بلقیس جہاں بیگم بنت حکیم محمد عبد الصمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری
عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۳/۴۳
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اسوقت پارچات و برتن قیمتی مبلغ دو سو روپے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ
کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے میرے والد صاحب پانچ روپے ماہوار بطور
جیب خرچ دیتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر بعد میں میری
ملکیت یا آمدنی میں کمی بیشی ہوئی تو اس کی اطلاع بھی دفتر میں کرتی رہونگی۔ الامۃ: بلقیس جہاں بیگم بقلم خود۔
گواہ شد:۔ عبد الصمد والد موصیہ دارالفضل قادیان۔ گواہ شد:۔ عبد الواحد صدیقی دارالفضل قادیان۔ گواہ شد غلام نبی مصری
نمبر ۶۶۳۱:۔ منکہ مسماۃ رضیہ زوجہ عبد الحمید ایڈیٹر "سن رائز" قوم ڈرائچ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن
کشمیر بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میری اسوقت جائیداد حسب ذیل ہے۔ تفصیل ایک جوڑی طلائی وزن دو تولہ ۳ ماشہ قیمتی ۱۳۵ روپے۔ نکلس طلائی ۲ تولہ
[illegible] ماشہ بازاری قیمتی ۱۵۵ روپے۔ سنگار پٹی طلائی ایک تولہ ۹ ماشہ بازاری قیمت ۱۰۵ روپے۔ پن طلائی ۹ ماشہ قیمت
۴۵ روپے۔ انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد وزن کل تینوں انگوٹھیوں کا ۸ ماشہ ۴ رتی قیمت ۴۲ روپے ۸ آنے۔ کانٹے طلائی
ایک جوڑی ۹ ماشہ ۵ رتی قیمت ۷۴ روپے ۸ آنے قیمت کل زیور ۵۳۰ روپے۔ جبکہ خالص سونے کا نرخ تقریباً ۸۰ روپے
تولہ ہے۔ علاوہ ازیں ۶۰۰ روپیہ حق مہر بذمہ خاوندم واجب الاداء ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت
بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یعنی میرے مرنے پر صدر انجمن احمدیہ قادیان میری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی
مالک ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت اگر میری اور کوئی جائیداد بھی ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ
قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔ الامۃ :۔ رضیہ زوجہ عبدالحمید ایڈیٹر "سن رائز" ۔ گواہ شد :۔ عبدالحمید ایڈیٹر "سن رائز" خاوند موصیہ ۔ گواہ شد :۔ غلام محمد ثالث بقلم خود ولد بابو غلام محمد صاحب فورمین ریٹائرڈ ۹ کشمیر بلڈنگس میکلوڈ روڈ لاہور

نمبر ۶۶۳۲ :۔ منکہ امۃ المنان ریحانہ زوجہ مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔ (۱) نفسیاں طلائی سوا دو تولے ۔ ہار طلائی سوا دو تولے ۔ سوئی طلائی پون تولہ ۔ کانٹے طلائی نصف تولہ ۔ انگوٹھیاں طلائی تین عدد نو ماشے ۔ پازیب نقری اٹھائیس تولے ان سب کی قیمت تخمیناً ۳۸۸ روپے ہے ۔ اور یکصد روپیہ میرے پاس نقد ہے ۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپے جو ابھی میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں ۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ (۴) علاوہ ازیں مجھے میرے خاوند سے بطور جیب خرچ پانچ روپے ملتے ہیں ۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی ۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں ۔ کہ جو میری جائیداد بوقت وفات ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی الامۃ :۔ امۃ المنان ریحانہ بقلم خود ۔ گواہ شد :۔ بھائی عبدالرحیم محلہ دارالرحمت ۔ گواہ شد :۔ مرزا برکت علی احمدی کارکن دعوۃ و تبلیغ ساکن محلہ دارالعلوم قادیان ۔ گواہ شد :۔ مرزا ظہیر الدین منور احمد خاوند موصیہ محلہ دارالعلوم ۔

نمبر ۶۶۳۳ :۔ منکہ محمد بشیر بھٹی ولد مولوی اللہ بخش صاحب قوم راجپوت بھٹی ۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن زیرہ ضلع فیروز پور حال دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۴۵ روپے ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو ۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد :۔ محمد بشیر بھٹی سٹورمین آرڈننس کلوذنگ فیکٹری دہلی ۔ گواہ شد :۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری سکرٹری مال حلقہ پہاڑ گنج دہلی ۔ گواہ شد :۔ محمد شریف چغتائی پریذیڈنٹ حلقہ پہاڑ گنج دہلی ۔ گواہ شد :۔ نذیر احمد احمدی امیر جماعت احمدیہ دہلی

نمبر ۶۶۳۴ :۔ منکہ مرزا مجید احمد ولد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر انیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ مجھے اپنے محترم والد صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف سے مبلغ ۱۵ روپے بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہوئی تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ مرزا مجید احمد گواہ شد:۔ مرزا مبشر احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد والد موصی **نمبر ۶۶۲۵**:۔ منکہ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی قوم قریشی ہاشمی پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ اور منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مشین سلائی قیمت ۱۲۰ روپے (۲) نکہ طلائی قیمت ۴۰ روپے۔ (۳) توڑے نقری قیمت ۲۲ روپے۔ (۴) ڈنڈیاں طلائی ۴۰ روپے (۵) بٹڑیاں نقری قیمت ۲۰ روپے۔ میرے کل زیور کی قیمت موجودہ جنگی وقت کے لحاظ سے تخمیناً ۱۲۲ روپے بنتی ہے۔ اور مشین کی قیمت ملا کر دوسو بیالیس (۲۴۲ روپے) ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ چار سو روپیہ میرا حق مہر میرے خاوند کے ذمہ تھا جس میں سے مَیں نے ۱۲۰ روپے کی سیونگ مشین لے لی ہے۔ اب میرا حق مہر ۲۸۰ روپے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ پس اسطرح میرا واجب الادا حق مہر اور زیور کی قیمت مع مشین ملا کر کل رقم ۵۲۲ روپے صرف بنتی ہے جسکا دسواں حصہ یعنی ۵۲ روپے ۳ آنے ۳ پائی کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا کردونگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر میری موجودہ جائیداد میں کوئی اضافہ ہو جائے۔ تو جتنے حصہ کی وصیت ادا ہو چکی ہو اتنا حصہ منہا کر کے باقی ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد: محمد اعظم بوتالوی فضل منزل قادیان۔ گواہ شد: محمد عبداللہ بوتالوی محلہ دارالبرکات قادیان **نمبر ۶۶۳۶**: منکہ بدرالنساء بیگم زوجہ محمد شریف احمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۸ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں البتہ میرے شوہر نے میرے مہر (مالہ ۲/۱۰۰) سکہ عثمانیہ کے معاوضہ میں ایک سنگر سیونگ مشین قیمتی مالہ ۲/۱۰۰ (جس کے معادل ماسہ کلدار ہوتے ہیں) دیدی ہے۔ جو اسوقت میرے قبضہ میں ہے۔ اس کی آمدنی بطریق کرایہ (سے) سکہ عثمانیہ جسکے معادل ۲/۱ سکہ کلدار ہوتے ہیں مجھے وصول ہوتی ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور سردست یہی سنگر مشین میری جائیداد ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ:۔ نشان انگوٹھا بدرالنساء بیگم موصیہ گواہ شد:۔ محمد شریف احمد شوہر موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید بشارت احمد امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۶۳۷:۔ منکہ محبوب النساء بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۲ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ تبلیغ ۱۳۲۲ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں ہے میرا مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل ۴۲۰ روپیہ کلدار ہوتے ہیں) ہیں جس کے منجملہ ۳۰۰ روپیہ سکہ عثمانیہ مجھے اپنے خاوند سے بصورت زیور وصول ہو چکے ہیں۔ اور جو اسوقت میرے قبضہ و تصرف میں ہے بقیہ ۲۰۰ روپیہ سکہ عثمانیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس طرح میری جملہ جائیداد ۴۲۰ روپیہ کلدار ہوتی ہے میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر اگر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی بقلم محمد معین الدین۔ العبدۃ:۔ (نشان انگوٹھا) محبوب النساء زوجہ مولوی محمد عمر صاحب۔ گواہ شد:۔ محمد عمر خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ حبیب اللہ خاں سکرٹری وصایا جماعت حیدرآباد دکن

نمبر ۶۶۳۸:۔ منکہ امۃ الرشید بیگم زہرہ بنت ڈاکٹر مرزا برکت علی صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالعلوم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں اسوقت دینیات کلاس درجہ خامسہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ البتہ مجھے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے اس جیب خرچ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہا کرونگی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کیوقت جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبدۃ:۔ امۃ الرشید بیگم زہرہ بقلم خود گواہ شد: مرزا ظہیر الدین منور احمد برادر موصیہ۔ گواہ شد:۔ مرزا برکت علی احمدی والد موصیہ کارکن دعوۃ و تبلیغ قادیان محلہ دارالعلوم گواہ شد:۔ بھائی عبدالرحیم محلہ دارالرحمت قادیان

نمبر ۶۶۳۹:۔ منکہ امام بخش خاں ولد احمد خان صاحب قوم بلوچ نتکانی پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ہیرو غربی ڈاکخانہ ہیرو شرقی ضلع ڈیرہ غازی خاں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) اراضی زرعی ساڑھے دس بیگہ رقبہ واقعہ موضع مہندا و موضع بنڈی تحصیل سنگھڑ قیمتی اندازاً مبلغ ۱۵۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ۶۲ روپے ماہوار (مع مہنگائی الاؤنس مبلغ دس روپے) ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں

[illegible] حیدرآباد دکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد :۔ امام بخش خاں موصی۔ گواہ شد :۔ گل محمد خان برادر امام بخش خان موصی۔ گواہ شد :۔ (چودہری) فیض احمد انسپکٹر بیت المال قادیان

نمبر ۶۶۴۰ :۔ منکہ حسینی بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت ۲ جنوری ۱۹۰۲ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں۔ (۲) میری اسوقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ میرا زر مہر مبلغ ([illegible]) سکہ عثمانیہ (جسکے معادل [illegible] کلدار ہوتے ہیں) مجھے میرے خاوند سے بصورت زیور وصول ہو چکا ہے اور وہ اس وقت میری ملکیت ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ (بقلم محمد معین الدین) الامۃ :۔ (نشان انگوٹھا) حسینی بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب۔ گواہ شد :۔ محمد عمر خاوند موصیہ۔ گواہ شد :۔ حبیب اللہ خان سکرٹری وصایا جماعت حیدرآباد دکن۔

نمبر ۶۶۴۱ :۔ منکہ محمد عبد الستار فاروقی ولد محمد عبد الکریم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازم عمر ۲۸ سال ساکن جدید ملے پلی ڈاکخانہ حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری آمد مبلغ ([illegible]) سکہ عثمانیہ (جس کے معادل [illegible] سکہ کلدار ہوتے ہیں) میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ماہوار ادا کرونگا۔ (۲) میری اسوقت جائیداد صرف ایک سیکل اور اسباب امور خانہ داری تقریباً [illegible] روپیہ عثمانیہ ایک دستی گھڑی قیمتی [illegible] منجملہ تقریباً [illegible] سکہ عثمانیہ (جس کے معادل مبلغ [illegible] ہوتے ہیں) میں اپنی اس جائیداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ میری وفات پر کوئی منقولہ وغیر منقولہ اس کے علاوہ جائیداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد :۔ محمد عبد الستار فاروقی۔ گواہ شد :۔ ذوالفقار علی خان۔ گواہ شد محمد معین الدین

نمبر ۶۶۴۲ :۔ منکہ محمد شریف احمد ولد محمد مختار احمد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن حیدرآباد دکن۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ [illegible] سکہ عثمانیہ (جس کے معادل [illegible] سکہ کلدار ہوتے ہیں) ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ماہوار ادا کرونگا۔ (۲) میری اسوقت جائیداد صرف ایک بائیسکل اور اسباب خانہ داری پر مشتمل ہے۔ جس کی جملہ مالیت مبلغ [illegible] سکہ عثمانیہ (جس کے معادل [illegible] سکہ کلدار ہوتے ہیں) ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اسکے علاوہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد :۔ محمد شریف احمد احمدیہ گلشن بیرون دروازہ غازی بنڈہ حیدر آباد دکن۔ گواہ شد :۔ سید بشارت احمد۔ گواہ شد :۔ محمد معین الدین۔

نمبر ۶۶۴۳ :۔ منکہ محمد امام غوری ولد محمد یوسف غوری صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد مبلغ ۱۸ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل ۱۵ کلدار ہوتے ہیں) ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصّہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ کے حساب سے اپنا حصۂ آمد ماہوار ادا کرونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی فقط العبد : محمد امام غوری مکان ۱۴۴ محلہ کھوکر واڑی حیدر آباد دکن۔ گواہ شد : محمد معین الدین۔ گواہ شد :۔ ذوالفقار علیخان

نمبر ۶۶۴۴ :۔ منکہ شیخ عبد العزیز ولد شیخ محمد دین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن ملتان حال کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد اوسطاً ۱۵۰ روپے ہے۔ جو کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کیوقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :۔ عبد العزیز بقلم خود۔ گواہ شد :۔ تحریر کنندہ شیخ فضل حق دوکاندار کوئٹہ۔ گواہ شد :۔ شیخ کریم بخش امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

نمبر ۶۶۴۵ :۔ منکہ حمیدہ بیگم زوجہ شیخ محمد شریف صاحب اقبال بوٹ ہاؤس قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۲/۱۹۲۲، ساکن قادیان حال کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے اس وقت میری ماہوار آمد کچھ نہیں۔ جملہ زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں کی قیمت تین سو (۳۰۰) روپے ہے۔ اور میرا حق مہر مبلغ سات سو روپے ہے۔ یعنی کل جائیداد کی قیمت مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں جو میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دونگی۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ :۔ حمیدہ بیگم زوجہ شیخ محمد شریف صاحب۔ گواہ شد :۔ تحریر کنندہ شیخ محمد اقبال ولد شیخ کریم بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد :۔ S.M. Sharif Prop. Iqbal Boot House Quetta۔ میں اس وصیت کو تصدیق کرتا ہوں کیونکہ زیورات کی قیمت مبلغ تین صد روپیہ درست ہے۔ اور حق مہر مبلغ سات صد روپیہ بذمہ عزیز محمد شریف ہے، جو کہ وہ ہر وقت ادا کر دینے کو تیار ہے۔ خاکسار کریم بخش امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۶۴۶ :۔ منکہ محمد عبد الکریم ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم قوم راجپوت (بھجراو) پیشہ ملازمت عمر ۲۵ برس پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار الفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ؍ امان ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت Indian Air Force میں بطور Wireless Operator مبلغ ساٹھ (۶۰) روپے ماہوار پر ملازم ہوں جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں غیر منقولہ جائیداد ایک پختہ مکان واقعہ محلہ دار الفضل قادیان ہے جس میں ہم پانچ بھائی ایک بہن اور والدہ شریک ہیں اسمیں بھی اپنے حق کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جو بھی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور مالک ہوگی۔ العبد :۔ محمد عبد الکریم بن حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم۔ گواہ شد :۔ محمد امین بن مولوی محمد صدیق صاحب وائرلیس اوپریٹر اندھیری (بمبئی) گواہ شد :۔ راجہ محمد اکرم گجراتی ولد بابو فضل الٰہی وائرلیس اوپریٹر اندھیری (بمبئی)

نمبر ۶۶۴۷ :۔ منکہ مسماۃ آمنہ بی بی زوجہ مولوی محمد منور صاحب قوم پٹھان عمر تقریباً اٹھارہ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر مبلغ پانسو روپے ہے۔ جس میں سے مبلغ تین صد روپیہ کے قریب لے چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ میں دیتی رہونگی۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میرے مرنے پر میری جائیداد ثابت ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل نہ کرا چکی ہونگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثا اس حصہ کی ادائیگی میں روکاوٹ ڈالنے کے حقدار نہ ہونگے۔ الامۃ :۔ آمنہ بی بی۔ گواہ شد :۔ محمد منور خاوند موصیہ۔ گواہ شد :۔ عبد اللطیف معلم المجاہدین قادیان

نمبر ۶۶۴۸ :۔ منکہ محمد منور ولد بابو غلام احمد صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ واقف تحریک جدید عمر تقریباً اکیس سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ والدین بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ ۱۷ روپے ۴ آنے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں تا زندگی اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی میرے ورثا کو اس میں کسی قسم کی مزاحمت کا حق نہ ہوگا۔ العبد :۔ محمد منور مولوی فاضل محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد :۔ ابو العطاء جالندہری قادیان۔ گواہ شد :۔ عبد اللطیف بہاولپوری معلم المجاہدین قادیان دار الامان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۵۸۹ :۔ منکہ عبدالحق ملک کیپٹن ائی۔ ایم۔ ایس ولد ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) قطعہ زمین ۱۲ کنال واقعہ محلہ دارالانوار قادیان نزد مسجد محلہ مذکورہ قیمت مبلغ ۹۶۰۰ روپیہ۔ اس کی قیمت کل ادا کر چکا ہوں مگر فی الحال قبضہ نہیں ملا۔ (۲) دو عدد قطعات زمین سفید واقع بطرف مغرب احمدیہ فروٹ فارم قیمتاً مبلغ ۲۱۰۰ روپیہ اس کی بھی قیمت ادا کر چکا ہوں مگر فی الحال قبضہ نہیں ملا۔ (۳) جدی جائیداد جو کہ لاہور اور جہلم میں سفید زمین اور مکان کی صورت میں ہے۔ سفید زمین واقعہ اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور اور مکان واقعہ محلہ عید گاہ جہلم ہے۔ اس کی تقسیم ابھی مکمل طور پر نہیں ہوئی اور اس میں میرے ساتھ میری والدہ اور دیگر چار بھائی ہیں۔ مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں جس کی کوئی آمدنی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ماہوار تنخواہ کے ہے۔ جو کہ مبلغ چھ سو روپیہ ہے۔ اس میں مبلغ ۵۴ روپے انکم ٹیکس منہا ہو جاتا ہے۔ باقی ۵۴۶ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے۔ العبد :۔ عبدالحق ملک۔ گواہ شد :۔ سید عبدالرشید احمدی سب انسپکٹر آف ورکس ریلوے شہر سیالکوٹ۔ گواہ شد :۔ محمد شفیع سکرٹری وصایا سیالکوٹ شہر۔

نمبر ۶۶۲۰ :۔ منکہ چودہری نصیر احمد ولد چودہری فضل احمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت خان ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۱۰۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :۔ بقلم خود چودہری نصیر احمد این۔ سی۔ او ۳۴۰ سپلائی سیکشن معرفت ۶ ایڈوانس بیس پوسٹ آفس انڈیا۔ گواہ شد :۔ چودہری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد کلرک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:۔ چوہدری نذیر احمد خان جٹ دارالرحمت قادیان نمبر ۶۵۹۵:۔
منکہ برکت علی لائق ولد میاں امام بخش صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ گورنمنٹ پنشنر عمر ۵۵½ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء
ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۳-۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد ایک
پختہ مکان موسوم بہ دارالفضل واقعہ کوچہ مولوی برکت علی لائق قریشی لدھیانہ اور ایک مکان پختہ و خام واقعہ قصبہ دھرم کوٹ ضلع
فیروزپور پر مشتمل ہے۔ جو مکان میرا لدھیانہ میں ہے۔ اسکی قیمت قریبًا پانچہزار روپیہ ہے۔ اور دھرم کوٹ والے مکان کی
میرے حصہ کی قیمت قریبًا چارسو روپیہ ہے۔ گویا اسوقت میں ۵۴۰۰ روپیہ (پانچہزار چارسو) کی جائیداد کا مالک
ہوں۔ لیکن ایک ہزار روپیہ میری بیوی کا حق مہر مجھ پر قرض ہے۔ اس لئے بعد منہائی ایک ہزار روپیہ مبلغ چارہزار
چارسو روپے (۴۴۰۰ روپے) میری جائیداد کی قیمت ہوئی جس کے دسویں حصہ یعنی ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز چار ہزار چارسو روپے کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ چارسو چالیس روپے
(۴۴۰ روپے) اپنی زندگی میں یکمشت یا بالاقساط ادا کر دونگا۔ علاوہ ازیں مجھے گورنمنٹ کی طرف سے ۵۱ روپے ۲ آنے
بطور پنشن ملتے ہیں۔ میں اپنی پنشن کا ۱/۱۰ حصہ بھی ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ میری
وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ خاکسار برکت علی لائق امیر جماعت
احمدیہ لدھیانہ۔ گواہ شد:۔ عبدالغنی قریشی پسر موصی دارالفضل لدھیانہ۔ گواہ شد:۔ محمد اقبال احمد قریشی پسر موصی لدھیانہ
نمبر ۶۵۹۹:۔ منکہ محمد عبداللہ خان ولد مولوی غلام رسول صاحب قوم کھچی راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال
پیدائشی احمدی ساکن بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۴۳ء
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت غیر منقولہ و منقولہ جائیداد کچھ نہیں ہے۔ صرف آمدنی ماہوار ۶۵ روپے ہے جس
پر میرا گذارہ ہے۔ گذشتہ دنوں کی تنخواہوں میں سے کچھ رقم بقایا میرے پاس نقد ۳۰۰ روپے موجود ہے۔ اس نقد جائیداد
اور آمد ماہوار کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نقد رقم کا ۱/۱۰ مبلغ ۳۰ روپے نقد ادا کر دیئے
ہیں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر بوقت وفات میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جس کے دسویں حصہ کی وصیت
میں حین حیات میں ادا نہ کر سکا ہوں۔ تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ میرے ورثاء کو کوئی اختیار
ممانعت نہ ہوگا۔ چند حروف بطور سند لکھدیئے ہیں۔ المرقوم یکم اپریل ۱۹۴۳ء۔ العبد:۔ بقلم خود محمد عبداللہ خان ۱-۴-۴۳
گواہ شد: غلام احمد مولوی فاضل بدوملہی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ غلام رسول بقلم خود والد موصی۔ نمبر ۶۶۰۱:۔ منکہ
عبدالرزاق خان ولد سردار احمد خان قوم بلوچ پیشہ حال ملازمت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۳۹ء ساکن بستی
رانجھا چاہ وروالا۔ ڈاکخانہ شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۳ء
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ میں سے اپنے وطن ڈیرہ غازی خاں میں کچھ مزروعہ زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ہمارے دیگر غیر احمدی رشتہ داروں میں مشترک اور متنازعہ فیہ ہے۔ اسیطرح قادیان میں پانچ مرلہ زمین ہے۔ جو مکان کے لئے لی گئی ہے۔ اور محلہ دار الیسر میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی جائیداد نہیں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میرا گذارا اس وقت ملازمت پر ہے لوکو ورکشاپ لاہور میں نو آنے روز ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ قحط الاؤنس بھی ملتا ہے۔ جو حالات کے لحاظ سے بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔ اس وقت اوسطاً ۲۵ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے پر میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی۔ العبد:۔ عبد الرزاق خان بقلم خود معرفت برادرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر محلہ دار الفضل قادیان دار الامان۔ گواہ شد:۔ عبد الرحمٰن مبشر محلہ دار الفضل قادیان گواہ شد:۔ ایس عبد الرحمٰن عفی عنہ

نمبر ۶۶۰۴ :۔ مسماۃ ریشم بی بی زوجہ محمد رمضان قوم گلٹی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد صرف مہر مبلغ دوصد روپے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامۃ:۔ (نشان انگوٹھا) ریشم بی بی۔ گواہ شد:۔ محمد رمضان خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ بقلم خود حکیم احمد دین محلہ دار السعۃ موصی نمبر ۵۱۰۳

نمبر ۶۶۰۵ :۔ میں شیخ لعل محمد ولد شیخ منصب علی صاحب مرحوم قوم شیخ انصاری پیشہ پنشن عمر ۶۱ سال تاریخ بیعت ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ دو قطعہ مکان بلا شرکت غیری محلہ بشیرت گنج لکھنؤ میں ہے جس کی قیمت بوقت خرید ۲۳۵۰ روپیہ تھی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) میری ماہوار پنشن ۸۶ روپے ۱۳ آنے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جس کی ادائیگی ماہ صلح ۲۲/۱۳ ہش مطابق جنوری ۱۹۴۳ء سے شروع کی جاتی ہے۔ مجھے تین ماہ بعد پنشن ملتی ہے۔ اس لئے ہر پنشن پر گذشتہ تین ماہ کا حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ جو ۲۶ روپے ایک آنہ بشرح آٹھ روپیہ گیارہ آنہ ماہوار ہوتے ہیں۔ گذشتہ سہ ماہی (جنوری۔ فروری۔ مارچ ۱۹۴۳ء) کا چندہ اب ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ البتہ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہو گی۔ العبد:۔ لعل محمد بقلم خود موصی دار البرکات قادیان۔ گواہ شد:۔ کریم الرحمٰن بقلم خود کارکن نظارت امور عامہ قادیان۔ گواہ شد فضل قادر بقلم خود محلہ دار البرکات قادیان

نمبر ۶۶۰۷ :۔ مسماۃ برکت بی بی بیوہ محمد ابراہیم قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید میں خاتَم تاء کی زبر سے لکھا ہے، جس کے معنے مُہر کے ہیں۔ دوسری قرأت خاتِم ہے، جس کے معنے مہر لگانے والا ہے۔ اور مُہر کے لگانے سے غرض تصدیق کرنا ہوتی ہے۔ اس صورت میں خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے، کہ آپ سب نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ یعنی کسی نبی کی نبوت اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی، اور نہ کسی کو کوئی روحانی کمال حاصل ہوسکتا ہے، جبتک کہ آپکی مُہر (تصدیق) اس کے ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ مولوی آل حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار میں لکھا ہے۔

"کہ انبیائے بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیین کے اور کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اور وہ (یعنی آنحضرت صلعم) خاتم الانبیاء بنے، مگران معنوں سے نہیں کہ آئندہ ان سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا، اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے، بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا، کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو، اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپکو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔" (حقیقۃ الوحی صـ۲۷)

نیز فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہوتا، اور آپکی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے، تو پھر بھی میں کبھی شرف مکالمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں اپنے مرحوم شوہر کی جائیداد جو کہ ایک خام مکان قیمتی تین سو روپیہ اور پانچ بگھہ زمین قیمتی ۲۷۰۰ روپے یعنی کل تین ہزار کی جائیداد کے ⅛ حصہ کی مالک ہوں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرا حق مہر ۳۲ روپے ابھی تک شوہر مرحوم کے ذمہ واجب الادا ہے۔ جو کہ انکی جائیداد سے لیا جائیگا۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے نہ منقولہ نہ غیر منقولہ۔ میری کوئی ماہوار آمدنی نہیں ہے۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الـــمـــشـــتـــہ:۔ نشان انگوٹھا برکت بی بی موضع لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات۔ گواہ شد:۔ عبدالحمید حوالدار کلرک ۹ انڈین فیلڈ رجمنٹ کوئٹہ حال موضع لاہوریاں۔ گواہ شد:۔ بقلم خود محمد حسین ولد خوشی محمد قوم راجپوت نارمہ ساکن حال لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر تحصیل و ضلع گجرات

نمبر ۶۶۱۱:۔ منکہ فضل کریم ولد میاں محمد امین صاحب قوم پراچہ پیشہ وکالت عمر ۷۴ برس تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ راپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت ماہوار آمدنی ۸۰ روپے ماہوار ہے جسکا ⅒ حصہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ نیز میرا اثاث البیت و کتب وغیرہ قریبًا ایک ہزار ہوگا اور غیر منقولہ سکنی مکان واقعہ محلہ پراچگان بھیرہ مالیتی قریبًا پانچہزار میں سے میرا حصہ شرعی قریبًا ⅟₇ ہوتا ہے۔ اور اس مکان میں میری دو بہنیں اور ہم تین بھائی شریک ہیں۔ اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ⅒ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور اگر مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد چھوڑوں تو اس کے ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی ایسے ہی اگر میری موجودہ آمدنی میں ترقی ہوگی۔ تو اسی نسبت سے یعنی ⅒ حصہ اسکا ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ مکان مذکورہ بالا کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ العبد:۔ فضل کریم وکیل قادیان۔ گواہ شد:۔ عظیم الرحمن بقلم خود کارکن نظارت امور عامہ گواہ شد:۔ جلال الدین کارکن نظارت امور عامہ قادیان

نمبر ۶۶۱۳:۔ منکہ رقیہ خانم زوجہ سید مبارک علیشاہ قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۱۸ء ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۳ ؍ ۴۴ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ اور زیورات قیمتی دو سو روپے پر مشتمل ہے۔ میرا مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ شوہر ہے جو ابھی تک میں نے وصول نہیں کیا۔ زیورات قیمتی دو صد روپے میرے خاوند نے مجھ سے قرض لیکر خانگی ضروریات میں خرچ کیا ہوا ہے۔ گویا ۱۲۰۰ روپے میرے شوہر کے ذمہ واجب الاداء قرض ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں اور اقرار کرتی ہوں۔ کہ اپنی منقولہ جائیداد کا ⅒ یعنی ایک سو بیس روپے یکمشت یا بالاقساط ادا کر دونگی۔ اگر خدانخواستہ میں یہ رقم اپنی حین حیات میں ادا نہ کرسکی۔ یا اس رقم کا کوئی حصہ میرے ذمہ واجب الادا رہ گیا۔ تو اسکی ادائیگی کا ذمہ دار میرا شوہر سید مبارک علی شاہ سکرٹری مال جماعت احمدیہ لدھیانہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر بوقتِ وفات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ نشان انگوٹھا رقیہ خانم۔ گواہ شد:۔ مبارک علی شاہ بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید محمد احمد باہری پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ برکت علی لائق امیر جماعت احمدیہ لدھیانہ۔

نمبر ۶۶۱۴:۔ منکہ احمد خان ولد شیر محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑیواہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳ ، حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اڑہائی گھماؤں زمین واقعہ موضع بگول ہے۔ ایک مکان واقع موضع بگول جو ہم تین بھائیوں میں مشترک ہے جسمیں میرا ۱/۳ حصہ ہے۔ میری ماہوار تنخواہ مبلغ ۴۸ روپے ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اپنی آمدنی کا دسواں حصہ تا حیات داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا احمد خان موصی۔ گواہ شد عبدالغنی ہیڈ کلرک ۳۰۴ ورکشاپ اینڈ پارک کمپنی۔ بی۔ اے آئی فورس ساکن موضع بھلیر ڈاکخانہ گجرات پنجاب۔ گواہ شد:۔ Ghulam Sarwar Store Keeper 304 W/S & PK. Coy. I. A. ساکن موضع چوہور ڈاکخانہ سانگلاہل ضلع شیخوپورہ۔

نمبر ۶۶۱۸:۔ منکہ فاطمہ زوجہ عبدالمنان قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات نغیسیاں طلائی دو تولہ قیمت ۱۴۰ ایکسو چالیس روپے۔ کانٹے طلائی نصف تولہ قیمت تیئیس روپے اور مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے اور دس روپے جیب خرچ جو مجھے اپنے خاوند کی طرف سے ماہوار ملتا ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی کسی قسم کی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنے زیورات۔ مہر اور جیب خرچ ماہوار سب کے آٹھویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان آٹھویں حصہ کی مالک ہوگی۔ الامۃ:۔ فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مرزا عبدالکریم ریٹائرڈ محلہ دارالعلوم قادیان۔ گواہ شد:۔ جمعدار عبدالمنان ۲/۱۲ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی

نمبر ۶۶۱۹:۔ منکہ زینب زہرہ زوجہ چودہری نصیر احمد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ سونا ساڑھے چھ تولہ بصورت زیورات جس کی موجودہ قیمت مبلغ ۵۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر ۱۰۰۰ روپے ہے۔ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اراضی دس مرلہ واقعہ محلہ دارالشکر قیمتی مبلغ ۶۱۰ روپے بنتی ہے۔ نقد مبلغ ۵۰۰ روپے۔ یعنی کل رقم ۲۱۱۰ روپے بنتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اور اگر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میرے مرنے کے وقت ثابت ہو - تو اسکے
بھی 1/10 حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی - اور اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردوں - تو وہ رقم
میرے مرنے کے بعد ثابت شدہ جائیداد سے منہا ہوگی - اسوقت میری کوئی آمد نہیں ہے - لیکن میرا گذارہ میرے خاوند
کی آمدنی پر ہے - الامۃ :- زینب زہرہ - گواہ شد - بشیر احمد برادر موصیہ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان - گواہ شد :-
چوہدری نصیر احمد - میں تصدیق کرتا ہوں کہ موصیہ زینب زہرہ کا حق مہر مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ میرے ذمہ واجب الادا ہے - چوہدری
نصیر احمد جٹ باجوہ **نمبر ۶۶۲۲** :- منکہ شیر محمد احمدی ولد مہتاب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی
ساکن چک لوہٹ ڈاکخانہ بہلول پور ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3/43 ۲۹ حسب ذیل
وصیت کرتا ہوں - (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے - جدی زرعی زمین دس بیگھہ پختہ اور زر خرید گیارہ بیگھہ پختہ
جو کہ موضع چک لوہٹ اور قصبہ بہلول پور تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ میں واقعہ ہے - کل زرعی زمین کہ قیمت موجودہ نرخ
سے مبلغ چار ہزار روپیہ کے قریب ہے - اور اسی طرح مبلغ چار ہزار روپیہ میں مختلف دیہاتوں میں مختلف قطعات زمین
میرے پاس رہن ہے - اسی طرح ایک مویشی خانہ اور ایک رہائشی مکان بھی میرے پاس ہے - جن کی موجودہ قیمت قریباً
۴۰۰ روپے ہوگی - یعنی کل جائیداد قریباً مبلغ آٹھ ہزار چار سو روپے کی ہوتی ہے - کہ نصف جن کے چار ہزار دو سو
روپے بنتے ہیں - اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - (۲) اگر میں اپنی زندگی میں
کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں - تو ایسی
رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی - (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں
تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے وقت
جسقدر میری جائیداد ہو - اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اللہ تعالے اسے قبول فرمائے
آمین - کاتب الحروف خاکسار محمد شجاعت علی احمدی انسپکٹر بیت المال قادیان - العبد :- شیر محمد بقلم خود سکرٹری مال
چک لوہٹ (نشان انگوٹھا) گواہ شد :- محمد موسیٰ بقلم خود (نشان انگوٹھا) گواہ شد :- محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
چک لوہٹ بقلم خود (نشان انگوٹھا) - گواہ شد :- ابراہیم احمدی نمبردار بقلم خود (نشان انگوٹھا - **نمبر ۶۶۲۳** :- منکہ
غلام محمد ولد میاں احمد دین صاحب قوم ولیوں پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ
کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3/43 ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری
اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے - میں دوکانداری کرتا ہوں - میری ماہوار آمد دوکان کی اوسطاً پندرہ روپے
ماہوار ہے - جس کا 1/10 حصہ ہر ماہ میں بفضل خدا ادا کرتا رہونگا - اور اگر کم و بیش آمد ہوئی - اس کے حساب سے 1/10 حصہ
ادا کردوں گا - نیز اس کے علاوہ اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری زندگی میں یا مرنے کے بعد ثابت ہوگی -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ اگر کوئی حصّہ اس جائیداد کا اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ تو وہ حصّہ اس جائیداد سے مجرائی کر دیا جائیگا۔ اگر میں ادا نہ کر سکوں۔ تو میرے ورثاء اس کو ادا کریں گے۔ میرے پاس اس وقت ایک زیور کانٹے طلائی قیمتی ۹۳ روپے ہیں جس کا ۱/۱۰ حصہ یعنی ۹ روپے ۵ آنے ادا کر دونگا۔ والسلام۔ خاکسار سیّد محمد لطیف انسپکٹر بیت المال کاتب الحروف ۲۲-۳/۴۳۔ العبد: بقلم خود غلام محمد ولد احمد دین سکرٹری تبلیغ موضع مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد:۔ بقلم خود نواب دین سکرٹری مال جماعت احمدیہ مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد:۔ بقلم خود خوشی محمد احمدی موضع مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ

نمبر ۶۶۲۴: منکہ سائرہ بیگم بنت قاضی حبیب اللہ صاحب قریشی قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ طبیہ کالج ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳-۳/۴۳ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ میری اسوقت مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میں شاہدرہ گرلز کول میں ملازم ہوں۔ میں اپنی تنخواہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ یا میں آئندہ پیدا کروں یا تنخواہ میں ترقی ہوتی رہی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کروں گی۔ میرے مرنے کے بعد بھی جو میری جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ میں نے اسوقت برائے اعلان وصیّت ۳ روپے ۸ آنے ادا کر دیئے ہیں۔ الامۃ:۔ سائرہ بیگم معلمہ طبیّہ کالج شاہدرہ باغ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد:۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد: منصور احمد برادر موصیہ طبیہ کالج شاہدرہ ضلع شیخوپورہ۔

نمبر ۶۶۲۶: منکہ سید محمود ولد میاں متولی قوم اعوان پیشہ تجارت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن لی مارکیٹ کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸-۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جدی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک مکان خام مبلغ ۲ صد روپے میں موضع نڈھی بستی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ میں خرید کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تقریبًا انیس کنال زمین زیر کاشت میرے پاس مبلغ آٹھ صد روپیہ میں رہن ہے۔ اس میں سے چار کنال نڈھی بستی میں واقع ہے۔ اور باقی گیارہ کنالی اور چار کنال موضع سیہاں داکٹھا تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں واقع ہے۔ اسوقت میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ میں لی مارکیٹ کراچی میں برف وسوڈا واٹر فیکٹری کا مالک ہوں۔ میری ماہوار آمد تقریبًا ۸۰ روپے ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیّت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہونگا۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع باقاعدہ دیتا رہونگا۔ اور نیز میرے مرنے پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ سید محمود بقلم خود مالک سوڈا واٹر فیکٹری لی مارکیٹ کراچی۔ گواہ شد:۔ فیض احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد:۔ امین الدین عباسی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔

نمبر ۶۶۲۷: منکہ فاطمہ بی بی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زوجہ محمد اسحاق قوم کھوکھر عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ملکھانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج $\frac{4}{43}$ ۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد نقد ۱۸۰ روپے اور ساڑھے تولہ چاندی قیمتی ۵۵ روپے سونا تین ماشہ قیمت پندرہ روپے کل اڑہائی سو روپیہ ہوتے ہیں۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور آج ہی بذریعہ منی آرڈر مبلغ ۲۵ روپے۔ جو کہ میری جائیداد کا دسواں حصہ ہے قادیان مرکز میں بھیجدئے ہیں۔ نیز مجھے پچیس ۲۵ روپے ماہوار میرے خاوند کی تنخواہ میں سے جو کہ آسام میں فرم کے کام پر ملازم ہیں ملتے ہیں۔ اس کا بھی $\frac{1}{10}$ حصہ ماہوار جب تک ملتے رہیں گے ادا کرتی رہوں گی۔ اور میرے مرنے کے وقت بھی جو میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ بقلم خود ملک سراج الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سبھڑیال۔ العبد:۔ فاطمہ بی بی زوجہ محمد اسحاق۔ گواہ شد:۔ احمد دین راجپوت سبھڑیال بقلم خود۔ گواہ شد:۔ خوشی محمد احمدی سکنہ ملکھانوالہ والد موصیہ۔

نمبر ۶۵۹۷:۔ منکہ امۃ السلام زوجہ ڈاکٹر عبد الحق ملک کپٹن ائی۔ ایم۔ ایس قوم کشمیری بٹ عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کشمیری محلہ سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{43}$ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ زیورات طلائی کڑے گیارہ تولہ۔ گلوبند ۵ تولہ۔ نکلس ۴ تولہ۔ نفیسیاں ۲ تولہ۔ بٹن $\frac{3}{4}$ ۱ تولہ سنگار پٹی ۲ تولہ۔ انگوٹھیاں ۲ تولہ۔ کانٹے ۴ تولہ۔ کل زیورات کا وزن $\frac{3}{4}$ ۳۵ تولہ۔ اس کے علاوہ مہر مبلغ دو ہزار روپے (۲۰۰۰ روپے) بذمہ خاوند ہے۔ اس کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی بھی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اس کا $\frac{1}{3}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ امۃ السلام۔ گواہ شد:۔ عبد الحق ملک خاوند موصیہ گواہ شد:۔ محمد شفیع سکرٹری وصایا سیالکوٹ۔

نمبر ۶۵۶۷:۔ منکہ غلام رسول خاں ولد مولوی میر ولی خانصاحب قوم اعظم آل پیشہ ملازمت عمر بیس سال پیدائشی احمدی ساکن میراں والی گلی۔ ڈاکخانہ پوئی ضلع ہزارہ حال منورآباد ڈاکخانہ سمارو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{42}$ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میرا گذارہ صرف اس تنخواہ پر ہے جو مجھے ایم۔ این سنڈیکیٹ سے ماہانہ مبلغ بیس روپے اور الاؤنس ۵ روپے اور ایک من گندم ملتی ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ زر وصیت ہر تنخواہ ملنے پر ادا کرتا رہوں گا انشاء اللہ العزیز۔ اگر کوئی کمی بیشی ہوئی۔ تو اس کے مطابق $\frac{1}{10}$ حصہ ادا کرتا رہونگا اس کے علاوہ اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ غلام رسول ہزاروی ولد مولوی میر ولی خانصاحب منشی منورآباد (سندھ) گواہ شد:۔ عبد السلام احمدی [illegible] منورآباد (سندھ) گواہ شد:۔ محمد حسین خان منشی منورآباد (سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا، اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)۔

غرض ان معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کا سردار دو جہان اور افضل الانبیاءؐ ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور جس قسم کی نبوت کو ہم آپ کے بعد جاری مانتے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتی ہے، اور صرف اسی کو مل سکتی ہے، جو امتی ہو، اور غیر مذاہب والے جب تک کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوں، وحی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے کسی ولی اور کسی مسلّم عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے سے انکار نہیں کیا۔

پھر ہمیں دیکھنا چاہیئے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے کیا معنے سمجھے؟ سو واضح ہو کہ آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی، اور حضورؐ کے فرزند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۱۰ھ کو بروز منگل وار وفات پا گئے۔ انکی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا، تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ پس آیت خاتم النبیین کے نزول پر پانچ سال گذر جانے کے بعد حضورؐ کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے، کہ حضورؐ نے آیت خاتم النبیین سے نبوت کو بکلی بند نہیں سمجھا تھا۔ نیز حضورؐ نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ بتایا۔ نیز فرمایا کہ اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ۔ کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں، مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر امت میں سے کوئی نبی ہوا تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا، کہ آنے والا نبی اسی امت میں سے ہونا چاہیئے نہ کہ باہر سے۔

اس کے بعد یہ دیکھیئے کہ صحابہؓ اور سلف صالحین خاتم النبیین کے کیا معنے سمجھے؟ حضرت عائشہؓ کا رتبہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ آپ قرآن مجید کے سمجھنے میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ بڑے بڑے صحابہؓ آپ سے فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں۔ قُوْلُوْا خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ - یعنی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ رض کے اس قول سے ظاہر ہے کہ جو لوگ لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھے ہیں، کہ آپ کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں آسکتا، وہ غلطی پر ہیں۔

۱- امام ملا علی قاری جو حنفی فرقہ کے ایک بہت بڑے امام گذرے ہیں، اپنی کتاب موضوعات کبیر میں یہ لکھ کر کہ اگر ابراہیم اور عمر زندہ رہتے اور نبی بنجاتے، تو وہ دونوں آپ کے پیرو ہوتے، فرماتے ہیں۔ فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَہٗ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا یَاْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ - خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا، جو آپکی امت سے نہ ہو اور آپکی ملت اور شریعت کو منسوخ کرے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ایسا نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور امتی ہو، اور آپکی شریعت کو منسوخ نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے، آسکتا ہے۔ اور اس کا آنا خاتم النبیین کے منافی نہیں۔

۲- مولانا جلال الدین رومی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

پیشہ اش اندر ظہور و در کمون ۔۔۔ اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن

باز گشتہ از دم او ہر دو باب ۔۔۔ در دو عالم دعوتِ او مستجاب

بہر این خاتم شد است او کہ بجود ۔۔۔ مثلِ او نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست ۔۔۔ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشہ مبارک خلوت و جلوت میں یہی تھا، کہ آپ خدا سے اپنی قوم کے لئے ہدایت طلب کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے دین و دنیا کے دروازے کھل گئے، اور آپکی دعا دونوں جہانوں میں مقبول ہوئی۔ یعنی اس عالم میں بھی لوگوں کے لئے شفیع ٹھیرے، اور آخرت میں بھی۔ پس روحانی فیض کی سخاوت کی وجہ سے آپ خاتم ہوئے۔ نہ آپکی مثل پہلے کوئی کامل انسان اور کامل بھی روحانی فیض پہنچانے میں ہوا، اور نہ آئندہ ہوگا۔ اے دوست جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی شخص کسی صنعت میں دسترس حاصل کر کے کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے، تو کیا تو اس کے متعلق یہ نہیں کہتا کہ اس پر کاریگری ختم ہے؟

۳۔ حضرت امام محمد طاہر نے تکملہ مجمع بحار الانوار میں حضرت عائشہؓ کا مذکورہ بالا قول نقل کر کے حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے یہ معنے لکھے ہیں۔ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ۔ کہ آنحضرتؐ کی اس قول سے یہ مراد ہے، کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا، جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔

۴۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳ میں آنحضرتؐ کی حدیث کی تشریح میں صاف طور پر لکھا ہے، کہ آپ کے بعد ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو آپکی شریعت کے مخالف ہو۔ بلکہ جب بھی ہوگا آپکی شریعت کے ماتحت ہوگا۔

۵۔ علامہ السید شریف محمد بن رسول الحسنی البرزنجی جن کا شمار مجددین میں کیا گیا ہے، اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں امام ملا علی قاری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:۔

"اَمَّا حَدِیْثُ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ فَبَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ نَعَمْ وَرَدَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَمَعْنَاہُ عِنْدَ الْعُلَمَآءِ لَا یَحْدُثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ بِشَرْعٍ یَنْسِخُ شَرْعَہٗ۔"

یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں، باطل اور بے اصل ہے۔ ہاں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ آیا ہے، جس کے معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا، جو ایسی شریعت لائے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ ہو جائے۔

پس جس قسم کی نبوت آنحضرتؐ کے بعد ہم مانتے ہیں، اس قسم کی نبوت کا امت محمدیہ میں پایا جانا قرآن مجید اور احادیث اور صحابہؓ اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلعم اور امت محمدیہ کی شان دوبالا ہوتی ہے۔

غرضیکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم ایسے عظیم الشان نبی ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا روحانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کردی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل
سرمہ چشم آریہ
آئینہ کمالاتِ اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
چشمۂ معرفت
مسیح ہندوستان میں
تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۶۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچیں۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ

(ضیاء الاسلام پریس، قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کیلئے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ مطابق ماہِ مئی ۱۹۴۳ء

ماہِ ہجرت ۱۳۲۲ھ

جلد ۴۲ عدد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق مئی سنہ ۱۹۴۳ء | نمبر ۵

فہرست مضامین

ایک معزز خاتون کے نام تبلیغی خط	صہ ۲	جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن
عقیدہ نسخ فی القرآن	صہ ۲۷	جناب مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل
ذکر حبیبؑ		جناب حکیم دین محمد صاحب اکونٹنٹ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک معزز خاتون کے نام تبلیغی خط

(از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لندن)

مندرجہ ذیل خط میں نے ایک معزز خاتون کو ۴ مارچ ۱۹۴۲ء کو لکھا تھا، جبکہ وہ لندن میں مقیم تھیں۔ اپریل میں انکے واپس ہندوستان جانیکی تیاری ہوگئی۔ لیکن پھر بعض وجوہات کی بناء پر انہوں نے اپنا سفر چند ماہ کیلئے ملتوی کر دیا۔ اس اثناء میں ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگوئیں بھی ہوئیں۔ اور انہوں نے "تحفہ امیر کابل" "کشتی نوح" وغیرہ کتب کا مطالعہ بھی کیا، اور جب اللہ تعالیٰ نے ان پر احمدیت کی صداقت ظاہر کر دی، تو انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ پہلی چند سطور چھوڑ کر مکتوب کا مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا کی مثال ایک پل سے دی ہے، یعنی جیسے مسافر ایک پل پرسے گزر کر اپنی منزل مقصود کے راستہ پر چلا جاتا ہے، اور پل کو اپنا اصل مقصود قرار نہیں دیتا، اسی طرح ایک انسان جو اس دنیا میں آتا ہے، اس کی مثال بھی ایک مسافر کی سی ہے، جو اس دنیا میں چند روز ٹھیر کر دار آخرت کو چلا جاتا ہے۔ یا اسکی مثال اس مسافر کی سی ہے، جو ایک سایہ دار درخت کے نیچے سانس لیکر پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ غرض دنیا ایک عارضی چیز ہے، جسے بہرحال انسان کو ایک نہ ایک دن چھوڑنا پڑتا۔

اور آخرت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اسوقت موت کو ایک بکرے کی صورت میں لایا جائے گا، اور اسے ذبح کر دیا جائیگا، اور دوزخیوں سے کہدیا جائے گا، کہ اب موت نہیں ہوگی۔ اور جنتیوں سے بھی کہا جائیگا کہ اب مرنا نہیں ہوگا، یہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوزخی اس قدر غمگین ہوں گے، کہ اگر موت ہوتی تو غم سے مرجاتے، اور جنتی اسقدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی؛ تو وہ خوشی سے مرجاتے۔ سو یہ دنیا کی زندگی اس ہمیشہ کی زندگی کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا کی بے ثباتی کا کوئی حق مند انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

عیش دنیائے دوں دمے چند است　　آخرش کار با خداوند است
ایں سرائے زوال و موت و فنا است　　ہر کہ بنشست اندریں برخاست
یکدمے رو بسوئے گورستاں　　از خموشاں آں بپرس نشاں
کہ مآلِ حیاتِ دنیا چیست　　ہر کہ پیدا شد است تا کے زیست
دولتِ عمر دمبدم بزوال　　تو پریشاں بہ فکر دولت و مال
خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دغا　　تو بریدہ برائے شاں ز خدا
ہست آخر باآں خدا کارت　　نہ تو پائے کسے نہ کس یارت

پس جب انسان دین کے متعلق تحقیقات کرے، تو اسے دنیا کو ایک طرف رکھ کر غور کرنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری باتوں کو جو میں لکھوں گا، اسی اصل کے ماتحت پڑھیں گی، اور انپر غور فرمائینگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور یہ دعویٰ ایسا نہیں، جسے نظر انداز کردیا جائے کیونکہ اگر وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں، تو ان کا ماننا دنیا کے ہر فرد پر فرض ہے۔ اور اگر وہ سچے نہیں، بلکہ نعوذ باللہ انہوں نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا، تو پھر لازمی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے ایک مجرم ہوں گے۔ اس لئے ہر عقلمند انسان کا یہ فرض ہے، کہ وہ ان کے دعویٰ پر سنجیدگی سے غور کرے، اور دیکھے کہ آیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے یا جھوٹے۔ اس مرحلہ پر مخالفوں کی طرف سے سب سے پہلے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، لہذا ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی مدعی کے دعویٰ کی نسبت غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

پہلا جواب اس سوال کا یہ ہے، کہ یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کوئی نبی نہیں بھیجیگا، اور کسی سے کلام نہیں کرے گا، پہلے لوگوں کا بھی تھا۔ چنانچہ اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا بھی یہ عقیدہ ہو گیا تھا، کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا انکی زندگی میں انکار کیا گیا۔ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ یعنی وہ مر گئے تو پھر تم نے کہدیا، کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی لوگوں کا یہ عقیدہ تھا، کہ خدا تعالیٰ کسی کو مبعوث نہیں کرے گا۔ جیسا کہ سورہ جن میں مذکور ہے۔ پس یہ کہہ دینا کہ چونکہ کوئی نبی نہیں آئیگا، لہذا ہمیں غور کرنے کی ضرورت نہیں، درست نہیں۔ کیونکہ ایسا ہی عقیدہ رکھنے سے پہلی قومیں رسولوں کے انکار کر دینے کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ ہندوؤں نے صرف اپنے پہلے چار رشیوں کے بعد کسی نبی کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد کسی رسول کا آنا تسلیم نہ کیا۔ یہود نے بھی بنی اسرائیل سے باہر کسی نبی کا وجود نہ مانا۔

دوسرا جواب تمام مسلمانوں کا آجتک یہ عقیدہ رہا ہے، کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئینگے اور ظاہر ہے کہ وہ نبی تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ ایسے نبی تھے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو حضرت عیسیٰؑ کیسے آسکتے ہیں؟ لیکن ان کے متعلق تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے۔ کہ وہ آئینگے اور نبی ہونگے۔ اب فرق اتنا رہ جاتا ہے، کہ ہم کہتے ہیں، اگر کوئی نبی آسکتا ہے، تو وہ اسی امت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں سے ہو سکتا ہے، باہر سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نبی ہی تو نہیں [illegible] پرانا آسکتا ہے۔ جس سے یہ معنے ہیں، کہ امت اسقدر بگڑ جائے گی اور دنیا میں اسقدر گمراہی پھیل جائے گی، کہ اس کے لیے نبی کی ضرورت ہوگی، لیکن چونکہ امت محمدیہ بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہونے کے اس لائق نہیں رہی، کہ اس کے کسی فرد کو نبوت کے مقام پر پہنچایا جائے لہذا حضرت عیسیٰؑ ہی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی طور پر باپ ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء بھائی بھائی ہیں، اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی آپکے بھائی ہیں۔ لہذا وہ امت محمدیہ کے روحانی طور پر چچا ہوئے۔ اور امت محمدیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہے، اسکی موجودگی میں آنحضرت صلعم کے روحانی ورثہ کا وارث چچا کیونکر ہوسکتا ہے، جب کہ عقلاً، شرعاً، قانوناً اور رواجاً ہمیشہ اولاد وارث ہوتی ہے۔ ہاں اولاد اگر بے وقوف ہو تو چچا وغیرہ کو ان کا گارڈین مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن امت محمدیہ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ یعنی امت محمدیہ سب امتوں سے بہتر امت ہے۔ اس لئے یہ کیونکر ہوسکتا ہے، کہ اولاد کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے روحانی ورثہ کا وارث چچا ہو۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کے تو غیر احمدی بھی قائل ہیں اور ہم بھی۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ وہ سمجھتے ہیں کہ امت اسقدر نالائق ہے، کہ وہ یہود اور عیسائیوں کی برائیوں کی تو وارث ہوسکتی ہے، لیکن خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی انکی طرح وارث نہیں ہوسکتی۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی توہین اور ہتک ہے۔ اور یہ خود دانائی کے بھی خلاف ہے۔ یہود نے آنحضرتؐ کی نبوت کا اس لئے انکار کر دیا، کہ آپ بنی اسرائیل سے نہ تھے، بلکہ اسمٰعیلی تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر نبوت کے انعام کا کوئی مستحق ہوسکتا ہے، تو وہ صرف بنی اسرائیلی ہیں، بنی اسماعیلی نہیں ہوسکتے۔ لیکن اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو امت میں سے بھیجا، تو مسلمانوں نے کہدیا، اتنا بڑا نول، بھلا ایک امتی نبوت کے مقام کو کب پہنچ سکتا ہے؟ یہ تو بنی اسرائیل ہی کا حصہ ہے۔ لہذا انہوں نے مسیح موعود کا انکار اس بناء پر کر دیا، کہ وہ اسرائیلی نہیں، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔

تیسرا جواب۔ خاتم النبیین کے معانی پر غور نہیں کیا گیا۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا تھا، کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد ایک نبی مسیح کے آنے کی پیشگوئی کریں، اور دوسری طرف خاتم النبیین کے الفاظ کی بناء پر یہ عقیدہ بھی رکھیں، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے میں مختصر طور پر خاتم النبیین کی صحیح تفسیر بیان کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید میں خاتَم تاء کی زبر سے لکھا ہے، جس کے معنے مُہر کے ہیں۔ دوسری قرأت خاتِم ہے، جس کے معنے مہر لگانے والا ہے۔ اور مُہر کے لگانے سے غرض تصدیق کرنا ہوتی ہے۔ اس صورت میں خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے، کہ آپ سب نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ یعنی کسی نبی کی نبوت اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی، اور نہ کسی کو کوئی روحانی کمال حاصل ہوسکتا ہے، جبتک کہ آپکی مُہر (تصدیق) اس کے ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ مولوی آل حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار میں لکھا ہے۔

"کہ انبیائے بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیین کے اور کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اور وہ (یعنی آنحضرت صلعم) خاتم الانبیاء ہے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ ان سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا، اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے، بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا، کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو، اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپکو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۷)

نیز فرماتے ہیں:-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہوتا، اور آپکی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے، تو پھر بھی میں کبھی شرف مکالمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا، اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صٓ۲۵)۔

غرض ان معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کا سردار دوجہان اور افضل الانبیاءؑ ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور جس قسم کی نبوت کو ہم آپ کے بعد جاری مانتے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتی ہے، اور صرف اسی کو مل سکتی ہے، جو امتی ہو، اور غیر مذاہب والے جب تک کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوں، وحی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے کسی ولی اور کسی مسلّم عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے سے انکار نہیں کیا۔

پھر ہمیں دیکھنا چاہیئے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے کیا معنے سمجھے؟ سو واضح ہو کہ آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی، اور حضورؐ کے فرزند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۱۰ھ کو بروز منگلوار وفات پا گئے۔ انکی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقاً نَبِيًّا۔ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا، تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ پس آیت خاتم النبیین کے نزول پر پانچ سال گذر جانے کے بعد حضورؐ کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے، کہ حضورؐ نے آیت خاتم النبیین سے نبوت کو بکلی بند نہیں سمجھا تھا۔ نیز حضورؐ نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ بتایا۔ نیز فرمایا کہ اَبُوْبَكْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ۔ کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں، مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر امت میں سے کوئی نبی ہوا تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا، کہ آنے والا نبی اسی امت میں سے ہونا چاہیئے نہ کہ باہر سے۔

اس کے بعد یہ دیکھیئے کہ صحابہؓ اور سلف صالحین خاتم النبیین کے کیا معنے سمجھے؟ حضرت عائشہؓ کا رتبہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ آپ قرآن مجید کے سمجھنے میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ بڑے بڑے صحابہؓ آپ سے فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں۔ قُوْلُوْا خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ - یعنی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ رض کے اس قول سے ظاہر ہے کہ جو لوگ لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھے ہیں، کہ آپ کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں آسکتا، وہ غلطی پر ہیں۔

۱- امام ملّا علی قاری جو حنفی فرقہ کے ایک بہت بڑے امام گذرے ہیں، اپنی کتاب موضوعات کبیر میں یہ لکھ کر کہ اگر ابراہیم اور عمر زندہ رہتے اور نبی بنجاتے، تو وہ دونوں آپ کے پیرو ہوتے، فرماتے ہیں۔ فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَہٗ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا یَاْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یَنْسِخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِّنْ اُمَّتِہٖ - خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا، جو آپکی امت سے نہ ہو اور آپکی ملت اور شریعت کو منسوخ کرے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ایسا نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور امتی ہو، اور آپکی شریعت کو منسوخ نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ آسکتا ہے۔ اور اس کا آنا خاتم النبیین کے منافی نہیں۔

۲- مولانا جلال الدین رومی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

پیشہ اش اندر ظہور و در کمون اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن
بازگشتہ از دم او ہر دو باب در دو عالم دعوتِ او مستجاب
بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود مثل او نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشہ مبارک خلوت و جلوت میں یہی تھا، کہ آپ خدا سے اپنی قوم کے لیے ہدایت طلب کرتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری سے دین و دنیا کے دروازے کھل گئے، اور آپکی دعا دونوں جہانوں میں مقبول ہوئی۔ یعنی اس عالم میں بھی لوگوں کے لئے شفیع ٹھہرے، اور آخرت میں بھی۔ پس روحانی فیض کی سخاوت کی وجہ سے آپ خاتم ہوئے۔ نہ آپکی مثل پہلے کوئی کامل انسان اور کامل سخی روحانی فیض پہنچانے میں ہوا، اور نہ آیندہ ہوگا۔ اے دوست جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی شخص کسی صنعت میں دسترس حاصل کرکے کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے، تو کیا تو اس کے متعلق یہ نہیں کہتا کہ اس پر کاریگری ختم ہے؟

۳. حضرت امام محمد طاہر نے تکملہ مجمع بحار الانوار میں حضرت عائشہؓ کا مذکورہ بالا قول نقل کرکے حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے یہ معنے لکھے ہیں۔ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ۔ کہ آنحضرتؐ کی اس قول سے یہ مراد ہے، کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا، جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔

۴۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳ میں آنحضرتؐ کی حدیث کی تشریح میں صاف طور پر لکھا ہے، کہ آپ کے بعد ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو آپکی شریعت کے مخالف ہو۔ بلکہ جب بھی ہوگا آپکی شریعت کے ماتحت ہوگا۔

۵۔ علامہ السید شریف محمد بن رسول الحسنی البرزنجی جن کا شمار مجددین میں کیا گیا ہے، اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں امام ملا علی قاری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:۔

"اَمَّا حَدِیْثُ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ فَبَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ نَعَمْ وَرَدَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَمَعْنَاہُ عِنْدَ الْعُلَمَآءِ لَا یَحْدُثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ بِشَرْعٍ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ۔"

یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں، باطل اور بے اصل ہے۔ ہاں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ آیا ہے، جس کے معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا، جو ایسی شریعت لائے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ ہو جائے۔

پس جس قسم کی نبوت آنحضرتؐ کے بعد ہم مانتے ہیں، اس قسم کی نبوت کا امت محمدیہ میں پایا جانا قرآن مجید اور احادیث اور صحابہؓ اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور اس سے آنحضرتؐ کی اور امت محمدیہ کی شان دوبالا ہوتی ہے۔

غرضیکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم ایسے عظیم الشان نبی ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا روحانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انعام ایسا نہیں، جو پہلے کسی انسان پر ہوا ہو اور آپکی امت کو آپ کی پیروی کی برکت سے نہ مل سکتا ہو۔ اور جو مفہوم خاتم النبین کا ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں، اس سے آنحضرتؐ کی کوئی عظمت ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ انکی اور امت محمدیہ کی تحقیر لازم آتی ہے۔

خاتم النبین کے معنے بیان کرنے کے بعد میں قرآن مجید کی ایک دو آیتیں پیش کرتا ہوں، جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ یعنی جو خدا اور اس رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے، جن پر خدا کا انعام ہوا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین سے

اس آیت سے صاف ظاہر ہے، کہ آنحضرتؐ کی اطاعت سے چار قسم کے لوگ پیدا ہوں گے۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اس آیت کے متعلق ہمارے مخالف کہتے ہیں، کہ اس میں تو مَعَ کا لفظ ہے، جس کے معنے ساتھ ہونے کے ہیں، نہ کہ انمیں سے ہونے کے۔ یعنی وہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے نہ کہ نبی ہوں گے۔ سو اس کا جواب یہ ہے، کہ مَعَ کے معنے عربی زبان میں مِنْ یعنی سے کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ ابلیس کے متعلق فرمایا۔ لَمْ يَكُنْ مَّعَ السّٰجِدِيْنَ اور دوسری جگہ فرمایا۔ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا۔ اسی طرح دعا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ جب دو نیک مریں، اسی روز ان کے ساتھ ہم بھی مر جائیں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں، کہ اے خدا ہمیں نیکوں میں سے بنا کے وفات دیجو۔ اور اگر مَعَ کے معنے آیت میں ساتھ کے لیں، تو آیت کے یہ معنے ہوں گے، کہ "خدا اور اس رسول کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا کا انعام ہوا"۔ لیکن خود ان پر خدا کا انعام نہیں ہوگا۔ اور وہ منعم علیہم نہ ہوں گے۔ اب یہ کیسے غلط معنے ہیں، یعنی یہ کہ امت محمدیہ پر خدا کا انعام ہی نہیں ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نبی کا آنا بھی ممکن ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے، کہ جن پر خدا کا انعام ہوتا ہے، وہ چار قسم کے لوگ ہیں، نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اور سورہ فاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی، کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے راستہ پر چلائے، جن پر اس کا انعام ہوا۔ تو اس میں بھی صاف اشارہ تھا، کہ امت محمدیہ پر تمام قسم کے انعامات ہوں گے لیکن نبوت چونکہ اعلیٰ نعمت ہے، جو قومی ہے، اور ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ عطا کیا کرتا ہے، اس لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے بھی امت میں نبی آتے۔ پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی نبوت کے مقام کو حاصل کرسکتا ہے۔

دوسری آیت سورہ اعراف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

یعنی اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم ہی سے رسول آئیں، جو تم پر میری آیات پڑھیں گے، تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اور اصلاح کرے گا، اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا۔

اس آیت میں بھی رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ ہے۔ اس کے متعلق ہمارے مخالف کہتے ہیں، کہ اسمیں آدم کی اولاد کو خطاب ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں، اور اس امر کا ثبوت کہ اس آیت میں بنی آدم سے مراد صحابہ اور آپ کے بعد کے آنے والے لوگ ہیں، یہ ہے، کہ اس آیت سے پہلے ایک اور خطاب آدم کی اولاد کو ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

کہ اے آدم کی اولاد! تم اپنی زینت (یعنی عمدہ لباس) ہر مسجد میں رکھو یعنی جب عبادت کرو، تو لباس پہن کر کرو۔ اور کھاؤ اور پیو، لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے، کہ چونکہ مشرکین کعبہ کا طواف ننگے کیا کرتے تھے، اس لئے یہ آیت اتری، کہ ایسا کرنا درست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں، بلکہ لباس پہن کر طواف کرنا چاہیئے۔ پس یہ آیت بھی اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے، کہ آنحضرت ؐ کے بعد رسول آسکتے ہیں۔

تیسری دلیل اس بات کی کہ نبی آسکتا ہے، ضرورت نبوت ہے۔ یعنی ان حالات کا پیدا ہو جانا جو نبی کے بھیجے جانے کا باعث ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کی نبوت کی ضرورت کے اثبات کے لئے فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی دیکھو کہ خشکی اور تری میں یعنی عالموں اور جاہلوں، اور ان لوگوں میں جن کے پاس الہٰی کتاب تھی، اور جن کے پاس نہیں بھی، سب میں خرابی واقع ہو چکی ہے۔ صحیح راستہ سے وہ ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے مشرک ہیں۔ اور انواع و اقسام کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی یاد سے بکلی غافل ہیں۔ نیز فرمایا۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بشارت دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا، اور انہیں کتاب بھی دی، تا وہ ان اختلافات کا فیصلہ کریں جو عام لوگوں میں پیدا ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ جب لوگوں میں اختلاف رائے کثرت سے پایا جاتا ہے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نبی بھیجکر ان مذہبی اختلافات کا فیصلہ کرواتا ہے۔ پھر کچھ مان لیتے ہیں اور کچھ انکار کر کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ پس ان دونوں آیات میں انبیاء کی آمد کی اغراض اور وجوہ اور اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ اب اگر یہ درست ہے، کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا، تو چاہیئے تھا، کہ وہ حالات بھی پیدا نہ ہوتے، جو نبیوں کی آمد کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ فساد اور خرابی اور گمراہی کے پھیلنے کے متعلق حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے، کہ آخری زمانہ میں اس قدر سخت گمراہی پھیلے گی، جس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں پائی گئی، اور قسم قسم کی چیزیں دین سے دور لیجانے والی نکل آئیں گی یہاں تک کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسلام نام کا رہ جائیگا، اور قرآن کا پڑھنا محض رسمی طور پر رہ جائیگا۔ مسجدیں تو بظاہر عالیشان بنی ہوئی ہونگی، لیکن ہدایت سے بالکل خالی اور ویران ہونگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عالموں کی یہ حالت ہوگی ، کہ وہ بدترین ہوں گے ۔ اور پھر فرمایا کہ اگر یہود اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے ، تو میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے ۔ یعنی اس قدر شدید اختلاف ہوگا ، کہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بنجائیں گے ۔

پھر یہ باتیں ایسی نہیں جو صرف تھیوری کے رنگ میں ہوں ، بلکہ فعلاً یہ سب باتیں موجود ہیں آج دنیا میں شیطانی طاقتیں جس زور پر ہیں ، اور جسقدر لوگ دین سے غافل اور بے پرواہ ہیں ، کیا کسی پہلے زمانہ میں اس کی نظیر مل سکتی ہے ؟ بیشک لندن کے چند ہندوستانی کہہ دیں ، کہ مسلمانوں میں تو کوئی اختلاف نہیں ، مگر وہ ہزاروں کتابیں جو پریس کے ذریعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہیں ، جن میں شیعوں نے سُنیوں کو اور سُنیوں نے شیعوں کو ، پھر سُنیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں اور ایک دوسرے پر کفر اور بائیکاٹ وغیرہ کے فتوے دئے ہوئے ہیں ، وہ کہاں چھپائی جاسکتی ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے اگر کوئی وہابی سنیوں کی مسجد میں داخل ہو جاتا ، تو مسجد کو دھویا جاتا تھا ۔ اور اگر مسجد کچی ہوتی تو وہاں سے مٹی کھود دی جاتی تھی ۔ بہرحال میں اس کے متعلق اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ، اپنے دو مخالفوں کی گواہیاں پیش کر دیتا ہوں ۔ ایک ڈاکٹر اقبال کی ، دوسری مولانا ابوالکلام آزاد کی ۔

ڈاکٹر اقبال اپنی کتاب جاوید نامہ میں یہ ذکر کر کے کہ مغرب کے فلاسفروں نے اپنی ہیجانانہ اور مزوّرانہ منطق و سائنس سے دنیا کو تاریک کر دیا ہے ۔ اور امیر ہوں یا فقیر ، عالم ہوں یا درویش سبھی اپنا کام جھوٹ ، دغا ، فریب سے نکالتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ؎

عالماں از علم قرآں بے نیاز — صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز
گرچہ اندر خانقاہاں ہائے و ہوست — کو جوانمردے کہ در صہبا کدوست
ہم مسلماناں افرنگی مآب — چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سرّ دیں اند ایں ہمہ — اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ ص ۲۴۳

یعنی عالم علمِ قرآن سے لاپرواہ ہیں ۔ اور صوفیوں نے لمبے بال چھوڑ رکھے ہیں ، مگر سیرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درندے بھیڑیوں کی سی ہے ۔ خانقاہوں میں ہائے و ہُو کا شور تو بہت ہے ، اگر کسی کے پاس عرفان کی سوغات اب نہیں ۔ یورپ کے نقال سراب سے چشمۂ کوثر کے متلاشی ہیں ۔ سبھی دنیا کے اسرار سے بےخبر ہیں اور کینہ ور ہیں ۔

پھر کہتے ہیں ؎

عقلہا بے باک و دلہا بے گداز چشمہا بے شرم غرق اندر مجاز ص۲۲۶

یعنی عقلیں بے باک ہو گئی ہیں ، اور دلوں میں گداز نہیں رہا ۔ آنکھوں میں شرم و حیا نہیں اور مجازی عشق میں غرق ہیں ۔

یہ تو ہوئی عالموں ، صوفیا ، اور بزرگوں کی حالت ۔ اب سُنئے نوجوانوں کی حالت ۔ جن پر قوم کے مستقبل کا مدار ہوتا ہے ؎

نوجواناں تشنہ لب خالی ایاغ شستہ رو ، تاریک جاں ، روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین و نا امید چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید ص۲۲۷

یعنی نوجوان تشنہ لب ہیں ، مگر پیالہ خالی ہے ۔ مُنہ تو دھلے ہوئے چمکیلے ہیں ، مگر روح تاریک ہے ۔ دماغ روشن ہیں مگر دوراندیش نہیں ۔ دل یقین و امید سے خالی ہیں ۔ اور انہوں نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا ۔

پھر عالموں کے متعلق لکھتے ہیں ، جن کا عام طبقہ پر اثر ہوتا ہے ، اور وہ طبقہ ان کے تحت ہوتا ہے ؎

بے نصیب از حکمت دینِ نبیؐ آسمانش تیرہ از بے کوکبی !
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرارِ کتاب کور مادر زاد و نورِ آفتاب ،

یعنی ملا کو دینِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت سے کوئی حصہ نہیں ملا ۔ اور اس کے آسمان پر کوئی ستارہ نہیں چمکتا ، بلکہ وہ تاریک و سیاہ ہے ۔ نہ اسے عقل ہے نہ ذوقِ سلیم ۔ فضول گو ہے ۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لغو جھگڑوں سے قوم میں پھوٹ پڑ رہی ہے۔ ملّا اور اس کا مکتب کجا، اور کتاب اللہ کے اسرار کجا۔ کیا کسی مادرزاد اندھے کو نور دکھائی دیتا ہے؟ ملّا انوار روحانی کے لئے مادرزاد اندھے کی طرح ہے، جو کسی صورت میں بھی کتاب اللہ کے اسرار کو نہیں پا سکتا۔

پھر لکھتے ہیں ؎

چہ گویمت ز مسلمان نا مسلمانے جز ایں کہ پور خلیل است آذری داند

یعنی عہد حاضر کے مسلمانوں کی حالت کیا بتائی جائے۔ ہے تو فرزند توحید، مگر عمل میں بتوں کا پجاری ہے۔[1]

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں :-

" آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔ وہ پھر سو گئی ہے جیسے بار بار اسے جگایا گیا تھا۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے، جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی، اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا، آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی۔ جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیلی ہے۔ جبکہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ اگر اُس زمانہ میں دنیا میں سب سے بڑی تاریکی دبت پرستی تھی، تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ اُس وقت انسان پتھروں کے معبودوں کو پوجتا تھا، اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اُس وقت بھی نہ تھی، اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں۔ دنیا کی وہ کونسی بیماری ہے، جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے؟ جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اسکی حالت ایسی ہی نہ تھی، جیسی کہ آج ہے؟

[1] ڈاکٹر اقبال کے مذکورہ بالا اشعار میں نے ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون سے لئے ہیں۔ شمس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی، اب چاندی سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے۔ لیکن بیماری کے بستر بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی۔ انسان لہو ولعب، جہالت اور غرور، زخارف دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا، جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے۔ اور شیطان اسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے۔ تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی نہ ہوئی تھی۔ اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا، جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔" (الہلال جلد ۴ ص ۳۳)

کیا اس صراحت کے بعد آپ خیال کر سکتی ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری تو پیدا ہونے دی، لیکن اس کے علاج کی کوئی صورت نہ پیدا کی۔ تاریکی تو چھا گئی، لیکن اس کے دور کرنے کے لئے نور نازل نہ کیا۔ پیاس سے لوگ مرنے لگے، لیکن اس رحیم خدا نے انہیں تڑپنے دیا، اور ان کے لئے پانی کی خوشگوار نہر جاری نہ کی۔ جن برائیوں کے دور کرنے کے لئے نبی آیا کرتے تھے، وہ برائیاں تو
بقول ڈاکٹر [illegible] اقبال [illegible] اس بیماری [illegible] کوئی مسیحا بھی
پیدا ہونے دیں، لیکن نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ خدائے رحیم۔ قدوس خدا پر افترا ہے۔ وہ رحمٰن خدا کبھی ایسا نہیں کرتا، کہ زہر تو پھیلنے دے لیکن اس کے لئے تریاق کوئی نہ بتائے پس یہ کسی خدائے قدوس پر ایک بدظنی ہے لیکن یہ قصور ہے تو اس بیمار کا جو اپنی بیماری کا اعتراف کرتے ہوئے اس طبیب کی بات کو جو خدا نے بھیجا، ہذیان کہتا ہے۔

اس زمانہ کی بے نظیر ظلمت اور تاریکی کیا موجودہ مسلمانوں سے دور ہو سکتی ہے، جبکہ انکی اپنی حالت وہ ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اس حالت کو اس وقت پہنچے، جبکہ انمیں پہلے بعض نیک اور ہدایت دینے والے لوگ بھی موجود تھے، جو آہستہ آہستہ ان سے مفقود ہوگئے۔ اب یہ کہنا کہ یہ خود بخود راہ راست پر آجائیں گے، اور دوسروں کو ظلمت و تاریکی کے گڑھوں اور خندقوں سے باہر نکال لیں گے بالکل غلط خیال ہے۔ میں کہتا ہوں، آجکل عام مسلمانوں کی حالت آنحضرت م کے زمانہ کے منافقوں جیسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah
بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ منافقوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَھُمْ کٰرِھُوْنَ۝ یعنی وہ جب نماز کے لئے آتے ہیں، تو سستی کی حالت میں آتے ہیں۔ یعنی چستی اور بشاشت سے نمازیں نہیں ادا کرتے اور وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن خوشی سے نہیں۔ بلکہ دل سے وہ خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جو مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں؟ پس یہی وہ زمانہ تھا، اور یہی وہ وقت تھا، کہ آسمان سے کوئی شخص ظاہر ہوتا، اور وہ انکی روحانی بیماریوں کا علاج کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے وہ طبیب اپنے وقت پر بھیجدیا۔ جس نے ببانگ بلند دنیا میں اعلان کر دیا ؎

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب　　وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر　　میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور اس نے ان لوگوں کو جو کہتے تھے، کہ ہم میں سے نبی کوئی نہیں آسکتا۔ البتہ حدیثوں میں یہ وعدہ ہے، کہ تیس دجال ہم میں سے ہوں گے، کہا :۔

"اے بدقسمت قوم! کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی رہ گئے؟ تم ہر ایک طرف سے اس طرح تباہ کئے گئے، جس طرح ایک کھیتی کو رات کے وقت کسی اجنبی کے مویشی تباہ کر دیتے ہیں۔ تمہاری اندرونی حالتیں بھی بہت خراب ہوگئیں، اور بیرونی حملے بھی انتہا کو پہنچ گئے۔ صدی کے سر پر جو مجدد آیا کرتے تھے، وہ بات شاید نعوذ باللہ خدا کو بھول گئی: کہ اب کی دفعہ اگر صدی کے سر پر بھی آیا تو بقول تمہارے ایک دجال آیا۔ تم خاک میں مل گئے، مگر خدا نے تمہاری خبر نہ لی۔ تم بدعات میں ڈوب گئے، مگر خدا نے تمہاری دستگیری نہ کی۔ تم میں سے روحانیت جاتی رہی۔ صدق و صفا کی بُو نہ رہی۔ سچ کہو، اب تم میں روحانیت کہاں؟ خدا سے تعلقات کے نشان کہاں؟ دین تمہارے نزدیک کیا ہے؟ صرف زبان کی چالاکی اور شرارت آمیز جھگڑے، اور تعصب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوش اور اندھوں کی طرح چلے۔ خدا کی طرف سے ایک ستارہ نکلا، مگر تم نے اسکو شناخت نہ کیا۔ اور تم نے تاریکی کو اختیار کیا۔ اس لئے خدا نے تمہیں تاریکی میں ہی چھوڑ دیا۔ اس صورت میں تم میں اور غیر قوموں میں کیا فرق ہے؟ کیا ایک اندھا اندھوں میں بیٹھ کر کہہ سکتا ہے، کہ تمہاری حالت سے میری حالت بہتر ہے؟

اے نادان قوم! میں تمہیں کس سے مشابہت دوں۔ تم ان بدقسمتوں سے مشابہ ہو، جن کے گھر کے قریب ایک فیاض نے ایک باغ لگایا۔ اور اس میں ہر ایک قسم کا پھلدار درخت نصب کیا۔ اور اس کے اندر ایک شیریں نہر چھوڑ دی، جس کا پانی نہایت میٹھا تھا۔ اور اس باغ میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگائے، جو ہزاروں انسانوں کو دھوپ سے بچا سکتے تھے۔ تب اس قوم کو اُس فیاض نے دعوت کی، جو دھوپ میں جل رہی تھی، اور کوئی سایہ نہ تھا، اور نہ کوئی پھل تھا۔ اور نہ پانی تھا۔ تا وہ سایہ میں بیٹھیں، اور پھل کھاویں، اور پانی پئیں۔ لیکن اس بدبخت قوم نے اس دعوت کو رد کیا۔ اور اس دھوپ میں شدت گرمی اور پیاس اور بھوک سے مر گئے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے، کہ انکی جگہ میں دوسری قوم کو لاؤں گا۔ جو ان درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھے گی، اور ان پھلوں کو کھائے گی، اور اس خوشگوار پانی کو پئے گی۔

خدا نے مثال کے طور پر قرآن شریف میں خوب فرمایا، کہ ذوالقرنین نے ایک قوم کو دھوپ میں جلتے ہوئے پایا۔ اور انہیں اور آفتاب میں کوئی اوٹ نہ تھی۔ اور اس قوم نے ذوالقرنین سے کوئی مدد نہ چاہی، اس لئے وہ اسی بلا میں مبتلا رہی۔ لیکن ذوالقرنین کو ایک دوسری قوم ملی، جنہوں نے ذوالقرنین سے دشمن سے بچنے کے لئے مدد چاہی۔ سو ایک دیوار ان کے لئے بنائی گئی، اس لئے وہ دشمن کی دست برد سے بچ گئی۔

سو میں سچ سچ کہتا ہوں، کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں۔ جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا۔ اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah
جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہ کیا۔ اور کیچڑ کے چشمہ اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں، جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں، کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کی دست برد سے بچیگا۔ ہر ایک بنیاد جو سست ہے، اسکو شرک اور دہریت کھا جائے گی۔ مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی، اور شیطان انپر غالب نہیں آئیگا۔ اور شیطانی گروہ ان پر غلبہ نہیں کرے گا۔ انکی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزے سے زیادہ گھسنے والی ہوگی۔ اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔

ہائے افسوس ان نادانوں پر جنہوں نے مجھے شناخت نہ کیا۔ وہ کیسی تیرہ و تاریک آنکھیں تھیں، جو سچائی کے نور کو دیکھ نہ سکیں۔ میں انکو نظر نہیں آسکتا، کیونکہ تعصب نے انکی آنکھوں کو تاریک کر دیا۔ دلوں پر زنگ ہیں، اور آنکھوں پر پردے۔ اگر وہ سچی تلاش میں لگجائیں، اور اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کر دیں۔ دن کو روزے رکھیں۔ اور راتوں کو اٹھ کر دعائیں کریں۔ اور روئیں، اور نعرے ماریں۔ تو امید ہے کہ خدائے کریم ان پر ظاہر کر دے کہ میں کون ہوں۔ چاہیئے کہ خدا کے استغنائے ذاتی سے ڈریں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)

پھر فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔ اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے، جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۵)۔

اب ایک دلیل میں قرآن مجید سے آپکی صداقت پر پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝ یعنی اگر محمد صلعم خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے یعنی دعوٰی وحی میں جھوٹے ہوتے، توہم انہیں دائیں بازو سے پکڑکر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔ اور ہمیں ایسا کرنے سے تم میں سے کوئی یا دنیا کی کوئی اور طاقت نہیں روک سکتی تھی۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اصل بیان فرمایا ہے، کہ جیسے گورنمنٹوں کے خلاف ایجی ٹیشن اور بغاوت پھیلانے والے پکڑے جاتے ہیں، اور انہیں سزا دیجاتی ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اور کہتا ہے، کہ مجھے یہ باتیں خدا نے بتائی ہیں۔ حالانکہ خدا نے اس سے کوئی بات نہ کہی ہو، تو ایسے شخص کی سزا یہ ہے، کہ وہ قتل کیا جاتا ہے۔ تباہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سلسلہ ہرگز نہیں چلتا۔

اب اس اصل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو پرکھا جاسکتا ہے۔ آپ نے تیس ۳۰ سال تک متواتر اپنے الہامات شائع کئے۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ کلمات وحی کئے گئے ہیں۔ پس اگر آپ جھوٹے ہوتے، تو چاہیئے تھا کہ مذکورہ بالا اصل کے ماتحت آپ قتل کئے جاتے، تباہ کئے جاتے اور آپ کا سلسلہ کٹ جاتا، اور آپ اپنے مدعا میں کامیاب نہ ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی۔ یعنی جو شخص خدا پر افترا باندھتا ہے، وہ ہمیشہ ناکام ہوتا ہے، اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ نے تو اپنی وفات سے تقریباً تیس ۳۰ برس پہلے یہ کلمات بھی شائع کر دیئے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو خبر دی ہے، کہ آپکی عمر ۷۵ برس کے قریب ہوگی۔ اور یہ وعدہ دیا تھا۔ يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ۔ یعنی اگرچہ لوگ تجھے نہ بچائیں، لیکن خدا تجھے ضرور بچائے گا۔ اور کوئی شخص تجھے قتل نہیں کرسکیگا۔ پس اس وعدہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد جب آپ نے دعویٰ کیا، تو آپ کے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کئی کئی منصوبے کئے گئے، آپ کے خلاف خون کے جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ کفر اور قتل کے فتوے لکھے گئے، قتل کرنے کے لئے خفیہ طور پر آدمی بھیجے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ نے کس تحدی اور کس وثوق اور یقین سے فرمایا:۔

"میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے، جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دیجاتی، کہ میں تیرے ساتھ ہوں، اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں، مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے۔ لیکن مجھے اس کے منہ کی قسم ہے، کہ میں اب بھی اسکو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی۔ لیکن وہ مجھے جانتا ہے، جس نے مجھے بھیجا ہے۔

یہ ان لوگوں کی غلطی ہے، اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں، جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے، اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں، کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲ و ۱۳)۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مولویوں نے شور مچایا کہ آپ نعوذ باللہ مفتری تھے، کذاب تھے۔ خدا آپ کا دشمن تھا، اور وہ خود بھی آپ کے دشمن تھے۔ پھر آپ اکیلے ہو کر ان سب کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئے۔ اگر خدا نے خلاف قانون مذکور نہیں قتل ہونے سے بچا لیا تھا، تو انکو کامیاب نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور بے شک ایسا ہی ہوتا، اگر ان کا دشمن خدا ہوتا۔ لیکن اصل بات یہی تھی، کہ دنیا اگرچہ مخالف تھی۔ مولوی مخالف تھے۔ آریہ سماجی مخالف تھے۔ عیسائی دشمن تھے۔ لیکن خدا آپ کے ساتھ تھا۔ وہی تھا جس نے آپ کے خلاف دشمنوں کے تمام منصوبوں اور تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اپنے بندہ کو ترقی دی۔

پھر آپ نے واضح الفاظ میں اپنے دشمنوں سے کہدیا، کہ تمہاری دعائیں بھی میرے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو، کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے، جو اخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے، سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہانتک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں، اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رُکے گا، جبتک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔"

نیز فرماتے ہیں :۔

"ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو، گالیاں دو جسقدر چاہو، اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جسقدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جسقدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا، کہ اس کا ہاتھ غالب ہے۔"

کیا یہ عجیب امر نہیں ہے، کہ مخالفوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا بھی دشمن تھا، اور ان کا دوست تھا۔ لیکن خدا نے انکی دعائیں نہ سنیں، اور حضرت مسیح موعود کو ترقی پہ ترقی دی۔ اور آپ کی جماعت میں برکت ڈالی۔ پھر یہی نہیں، کہ ان سے کہا کہ تم بد دعائیں کر لو، بلکہ خود بھی اپنے متعلق یہ فرض کر کے کہ اگر آپ سچے نہیں بلکہ جھوٹے ہیں، خدا سے اپنی ہلاکت اور تباہی کے لئے بد دعائیں کیں، جو جھوٹا شخص کبھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء میں آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ المہدی میں لکھا ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما　　اے رحیم و مہربان و رہنما!

اے کہ میداری تو بر دلہا نظر　　اے کہ از تو نیست چیزے مستتر

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر　　گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پارہ پارہ کن من بدکار را ، شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن اندکے افشاء آں اسرار کن

یعنی اے قادر اور زمین و آسمان کے خالق خدا ! اے رحیم و مہربان رہ نمائی کرنے والے تُو وہ ہستی ہے، جس کی دلوں پر نظر ہے۔ اور جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر تیری نگاہ میں مَیں فاسق و بدکار ہوں، اور تیرے علم میں مَیں بدگہر ہوں، تو تُو مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر دے۔ اور میرے دشمنوں کی جماعت کو میری ہلاکت سے خوش کر دے۔ اور ان کے دلوں پر رحمت کی بارش برسا۔ اور اپنے فضل سے انکی ہر مراد کو پورا کر دے۔ اور میرے در و دیوار پر آگ برسا۔ اور میرا دشمن ہو جا۔ اور میرا تمام کاروبار تباہ کر دے لیکن اگر تُو جانتا ہے، کہ مَیں تیرا ہی بندہ ہوں۔ اور میرا قبلہ تیرا آستانہ ہے۔ اور میرے دل میں جو تیری محبت ہے مجھے تو جانتا ہے، اور جس کا راز اس جہان سے پوشیدہ ہے، تو پھر تو مجھ سے محبت والا معاملہ کر، اور ان اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کر۔

کیا ایسی بد دعا ایک جھوٹے اور مفتری شخص کے دل سے نکل سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔ آیت لَوْ تَقَوَّلَ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو خود ہی چاہیئے تھا، کہ آپکو تباہ کر دیتا، اور آپ کا سلسلہ چلنے نہ دیتا۔ لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا، تو پھر آپ نے جب اپنے مخالفوں سے کہا، کہ وہ آپ کی ہلاکت کے واسطے بد دعائیں کر کے دیکھ لیں، تو انکی بد دعائیں قبول کر کے ہی ہلاک کر دیتا۔ اگر یہ بھی نہیں کیا تھا، تو آپ نے جب خود اپنی ہلاکت کے لئے خواہش کی تھی، اور بد دعائیں کی تھیں، تو انہی کے مطابق ہلاک کر دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو ہلاک کرنے کی بجائے آپ کے دشمنوں کو ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام منصوبوں میں ناکام کیا، جو انہوں نے آپ کی تباہی کے لئے سوچے۔ اور آپ کو ترقی دی۔ مخلص جماعت عطا کی۔ اور آپ کے سلسلہ کو دنیا کے کونوں تک پھیلا دیا۔ اور جیسا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا، کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ اس نے ایسا ہی کر دکھایا۔

اگر کوئی صدق واخلاص اور بغیر تعصب کے آپکی تحریروں پر غور کرے۔ اور آپ کی صداقت کو ان معیاروں کے مطابق جو قرآن مجید میں دوسرے انبیاء کی صداقت کے بیان ہوئے ہیں۔ پرکھنا چاہے۔ تو آپ کی صداقت بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ آپ کے توکل علی اللہ اور اس یقین کامل کو دیکھا جائے، جو آپکو الٰہی وعدوں پر تھا، توکبھی یہ خیال نہیں کیا جا سکتا، کہ آپ نعوذ باللہ مفتری یا جھوٹے تھے۔ چنانچہ اوائل دعویٰ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے، لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے، اور سب چھوڑ چھوڑ کر اپنا اپنا راہ لیں، تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں، کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں، اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں، اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں، تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہ میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں، اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔ اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا، جو میں ضائع ہو جاؤں گا؟ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا؟ جو مجھے ہلاک کرے گا؟

یقیناً یاد رکھو، اور کان کھول کر سنو! کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا، اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے، اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اس کے ساتھ ہوں، اور وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند نہیں توڑ سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے، کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے کوئی چیز بھی پیاری نہیں، کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے۔ اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں! ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من ۔ آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مفصل بحث دعوۃ الامیر کتاب میں کی گئی ہے۔ اگر اسے مطالعہ فرمائیں، تو آپ کو اور بہت سی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

عزیزہ ہمشیرہ صاحبہ! مَیں نے یہ خط ایک قلبی تحریک کے ماتحت لکھا ہے، جو کئی دفعہ میرے دل میں پیدا ہوئی۔ آپ اسے ایسا ہی یقین فرمائیں، جیسے ایک بھائی اپنی نہایت عزیز چھوٹی ہمشیرہ کو کسی اہم امر کے متعلق لکھتا ہے، جس کے متعلق وہ سمجھتا ہے، کہ اس کے اختیار کرنے میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اور نقصان کچھ نہیں۔ اور اس کے قبول کرنے میں خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جس کی طرف ہم سب نے آخر جانا ہے۔ جبکہ ہر کوئی اپنے نفس کی طرف سے خود ہی جوابدہ ہوگا۔ نہ باپ، نہ بیٹا، نہ بہن، نہ بھائی، نہ بیوی، نہ خاوند کوئی بھی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔ لیکن ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق پانا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے بھی نہایت گریہ و زاری اور تضرع اور فروتنی اور عاجزی کے ساتھ دعا کریں، کہ اگر یہ سلسلہ اُسی کی طرف سے ہے، اور یہ پودہ اسی کے اپنے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے، تو اپنے نفس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ کہ اے میرے رسول! جس کو تو چاہے تو اُسے سیدھے راستے پر نہیں لا سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت دیا کرتا ہے، جو ہدایت اختیار کرنا چاہتا ہے۔ ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی، اور گھر میں آپکو بچوں کی طرح رکھا، اور دعویٰ کے بعد بھی آپ کی ہر موقعہ پر مدد کی، اور آپ کی خاطر دشمنوں کے طعنے سہے، گالیاں کھائیں، تکلیفیں اٹھائیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا، اور آپ کی طرف سے دشمنوں کا ہر موقعہ پر مقابلہ کیا، لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی، کہ وہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بارہا ان کی ہدایت کے لئے گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گرا، دعائیں کیں، اور آخر ان کے مرنے سے پہلے بھی آنحضرت صلعم نے ان سے کہا۔ کہ وہ ایک دفعہ اپنی زبان سے لا الٰہ الّا اللہ کہدیں۔ لیکن انہوں نے اس خیال سے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ آخری وقت میں بوڑھے نے اپنے بھتیجے کی بات مان لی زبان سے نہ کہا۔ پس اس نے اپنے خالق خدا کا جس کے پاس وہ جا رہا تھا، خیال نہ کیا۔ بلکہ دنیوی عزت کو مقدم کیا۔ اسوقت آنحضرت صلعم کے شکر گذار دل کی جو کیفیت ہوئی ہوگی اسکا اندازہ لگانا کسی انسان کا کام نہیں، جو اس کے احسان کے عوض میں چاہتا تھا کہ اسکا محسن ہدایت پا جائے اور آسمانی عزت کا وارث ہو لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی! اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابو طالب جہنم میں پاؤں تک آگ میں ہوگا پس ہدایت کو پانا جبتک کہ فضل الٰہی شامل حال نہو بہت مشکل ہے۔ بیشک اہل دنیا اسکے دشمن ہو جاتے ہیں لیکن یقین جانئے ؎

کس بچشم یار صدیقے نشد تا بچشم غیر زندیقے نشد

کہ کوئی شخص اپنے محبوب خدا کی آنکھ میں صدیق نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ غیروں کی نظر میں زندیق نہ ہو۔ اس لئے آپ دعا بھی کریں اور نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کو بار بار پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

آپ کا بھائی
جلال الدین شمس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقیدۂ نسخ فی القرآن

(از جناب مولانا ملک سیف الرحمن صاحب۔ ؤ منل)

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

تمہارے لئے اسلام کو دین۔

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں، کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام و اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا، اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام نہیں ہوسکتا، جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے، تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج ملحد اور کافر ہے۔" (ازالہ اوہام ص۱۳۸ طبع اول)

"قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے۔ وہ نسخ سے محفوظ ہے۔ اس کے اندر جو کچھ موجود ہے، مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہے۔ اس کا کوئی حصہ نہیں جو دوسرے حصہ کے مخالف ہو، اور قابل نسخ سمجھا جائے۔ خدا خود اس کا محافظ ہے..... اسمیں کوئی نسخ ماننا بھی غلط ہے۔ اور اس میں کوئی تغیر تسلیم کرنا بھی خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ ہو، اتہام ہے۔ وہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔" (دعوۃ الامیر ص۱۷۱)۔

یہ وہ آواز ہے جو اُس زمانہ میں بلند ہوئی، جبکہ دنیائے اسلام کا قریباً ہر فرد اس بات پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان رکھتا تھا، کہ قرآن کریم کی ایک نہیں دو نہیں، بیسیوں آیتیں منسوخ ہیں، اور انپر عمل کرنا جائز نہیں۔ انکی صرف تلاوت کرلینی چاہیئے۔ ان کے مطابق عمل نجات کا نہیں بلکہ سلب ایمان اور کفر کا باعث ہوگا۔ ان حالات میں یہ آواز کسقدر عجیب تھی۔ اس کی زبردست مخالفت ہوئی۔ مگر یہ وہ صداقت تھی، جس کے اظہار کے لئے مسیح موعودؑ کی بعثت ازل سے مقدر تھی۔ آخر یہ غالب آئی۔ اور لاکھوں دلوں میں اس نے اپنا گھر بنالیا۔ نسخ فی القرآن کا عنوان اسی صداقت کی وضاحت اس کی تشریح اور اسکی اہمیت کو مبرہن کرنے کا مقصد اپنے اندر رکھتا ہے۔

نسخ کی لغوی تحقیق نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ اَیْ اَزَالَتْهُ وَحَلَّتْ مَحَلَّهٗ۔ دھوپ نے سایہ کو زائل کردیا، اور خود اس کی جگہ لے لی۔ نَسَخَتِ الرِّیْحُ اٰثَارَ الدِّیَارِ غَیَّرَتْهَا۔ ہوا نے گھر کے کھنڈرات کو متغیر کردیا۔ نَسَخَ الْکِتَابَ اِذَا نَقَلَهٗ وَاَتٰی بِنُسْخَتِهٖ وَاکْتَتَبَهٗ حَرْفًا بِحَرْفٍ۔ یعنی اس نے کتاب نقل کی، اور اسکی لفظ بلفظ ایک دوسری کاپی کی۔ تَنَاسَخُوا الشَّیْءَ تَدَاوَلُوْهُ۔ کسی شے کو بدل بدل کر اختیار کیا۔ پس نسخ کے معنے ہوتے۔

(۱) ایک چیز ہٹادی اور اس کی جگہ دوسری چیز رکھدی۔ (۲) کسی چیز میں ایسی تبدیلی کردی کہ اس کی پہلی شکل نہ رہی، بلکہ ایک دوسری شکل پیدا ہوگئی۔ (۳) چیز میں تبدیلی تو کوئی نہ کیجائے لیکن اسے واضح اور ممتاز کردیا جائے۔ (۴) کسی چیز کو حالات کے ماتحت بدل بدل کر اختیار کیا جائے، یعنی ایک حالت میں ایک امر اختیار کیا جائے، اور جب وہ حالت نہ رہے، تو دوسرے امر کو اختیار کرلیا جائے، اور پھر جب پہلی حالت پیش آگئی، تو پھر پہلے امر کے مطابق عمل شروع کردیا جائے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ للصفار نحوی ومنجد)۔

قرآن کریم میں نسخ کا لفظ قرآن کریم میں اس لفظ کے مشتقات چار صورتوں میں آئے ہیں۔ اول سورۃ بقرہ رکوع ۱۳ میں خداوند تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آیت ہمارے موضوع سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس کی توضیح و تشریح آگے آئیگی۔ دوسری آیت سورۃ اعراف رکوع ۱۹ میں ہے۔ فرمایا:۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى
وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝

یعنی جب موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہوا، تو آپ نے الواحِ توریت کو اٹھایا، جن کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت (لکھی) تھی ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ تیسری آیت سورۃ حج رکوع ۷ کی ہے۔ فرماتا ہے:۔

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ الآیۃ اللہ تعالیٰ اس دخل کو ہٹا دیتا ہے، جو شیطان پیدا کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی آیات (پیشگوئیوں) کو نہایت مضبوط (ذرائع سے پورا) کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت سے کام لینے والا ہے۔ چوتھی آیت سورہ جاثیہ رکوع ۴ کی ہے۔ فرماتا ہے:۔

إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ جو کچھ تم کرتے تھے، وہ (سب) ہم لکھ لیا کرتے تھے۔

نسخ کے اصطلاحی معنے النَّسْخُ عِنْدَ أَهْلِ الشَّرْعِ أَنْ يَّرِدَ دَلِيلٌ شَرْعِيٌّ مُتَرَاخِيًا عَنْ دَلِيلٍ شَرْعِيٍّ مُقْتَضِيًا خِلَافَ حُكْمِهِ فَالدَّلِيلُ الشَّرْعِيُّ الْمُتَأَخِّرُ يُسَمَّى نَاسِخًا وَالْمُتَقَدِّمُ يُسَمَّى مَنْسُوخًا (کشاف اصطلاحات صفحہ ۱۳۷۷) وَالْمُرَادُ بِخِلَافِ حُكْمِهِ مَا يُدَافِعُهُ وَيُنَافِيهِ بِأَنْ كَانَ الشَّيْءُ حَلَالًا فَحُرِّمَ أَوْ كَانَ حَرَامًا فَحُلِّلَ أَوْ كَانَ مُطْلَقًا فَحُظِرَ أَوْ كَانَ مَحْظُورًا فَأُطْلِقَ أَوْ كَانَ مُبَاحًا فَمُنِعَ أَوْ مَمْنُوعًا فَأُبِيحَ۔

(کتاب الناسخ والمنسوخ للصفار نحوی ص۹)۔

یعنی قائلین نسخ کی اصطلاح میں نسخ اسکو کہتے ہیں، کہ ایک شرعی دلیل کی بناء پر ایک حکم نافذ ہو پھر بعد میں ایک دوسری شرعی دلیل نازل ہو کر پہلے حکم کو منسوخ کر دے، جو اس دلیل کے خلاف ہے۔ پچھلی دلیل کو ناسخ اور پہلی دلیل کو منسوخ کہا جاتا ہے۔ خلاف سے مراد یہ ہے، کہ وہ حکم پہلے حکم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منافی ہو۔ مثلاً پہلے ایک چیز حلال تھی، اب حرام کر دی گئی۔ یا پہلے حرام تھی اب حلال ہو گئی۔ یا پہلے عام تھی اب مقید ہو گئی۔ یا پہلے مقید تھی اب عام ہو گئی۔ یا پہلے مباح تھی اب ممنوع ہو گئی یا پہلے ممنوع تھی اب مباح قرار دے دی گئی۔

نسخ کے مواقع قائلین نسخ کے نزدیک مندرجہ ذیل چیزوں میں نسخ ہو سکتا ہے :-

(۱) امر میں، یعنی پہلے ایک بات کا حکم دیا گیا تھا، اب اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

(۲) نہی میں، یعنی پہلے ایک بات کیمتعلق نہی تھی اب اس نہی کو اٹھا دیا گیا ہے۔

(۳) اطلاق میں، یعنی پہلے ایک حکم مطلق تھا، اب اُسے مقید کر دیا گیا ہے۔

(۴) مباح میں، یعنی پہلے ایک چیز مباح تھی، اب اسکی اباحت جاتی رہی۔

(۵) بعض کے نزدیک نسخ فی الاخبار بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلے خبر دی گئی کہ فلاں واقعہ ہوا ہے اور پھر کہدیا، کہ پہلی خبر منسوخ ہے، واقعہ نہیں ہوا، جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ یا خبر دیتے وقت علم نہ تھا، یا دیدہ و دانستہ جھوٹ بولا گیا۔ ونعوذ باللہ من ذالک۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ صلا)

نسخ کے ذرائع (۱) قرآن کریم کی ایک آیت کی دوسری آیت کو منسوخ کر دے۔ (۲) قرآن کریم کی کسی آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث منسوخ کر دے۔ (۳) قرآن کریم کی کوئی آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو منسوخ کر دے۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث حضور کی کسی دوسری حدیث کو منسوخ کر دے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ)

لیکن جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو گا، یہ سب کہنے کی باتیں ہیں، ورنہ قرآن کریم کی کسی آیت میں یا حضور کی کسی مرفوع حدیث میں یہ نہیں آیا، کہ فلاں آیت منسوخ ہے۔

نسخ کے اقسام (۱) ایک آیت کے حکم کو باطل کر دینا، لیکن اس کی تلاوت کو برقرار رکھنا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ آیت کریمہ لَآ اِکْرَاہَ فِي الدِّيْنِ (دین میں جبر نہیں) منسوخ ہے۔ (۲) آیت کی تلاوت کو منسوخ قرار دینا لیکن اس کے حکم کو قائم رکھنا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجم کی آیت تھی، مگر بعد میں اسے قرآن سے نکال دیا گیا، اور اس کے حکم کو قائم رکھا گیا۔ (۳) تلاوت اور حکم دونوں کا منسوخ ہو جانا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ پہلے قرآن میں سورۃ توبہ کے برابر ایک سورۃ تھی، جو سب بھلا دی گئی، اور صرف یہ ایک آیت اس کی یاد رہ گئی، لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى اِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَوْ اَنَّ لَهٗ ثَالِثًا لَابْتَغٰى اِلَيْهِ رَابِعًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔ اور یہ آیت بھی موجود قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ اس کی اور بھی اس قسم کی مثالیں بیان کیجاتی ہیں، جن کا درج کرنا موجب طوالت ہے۔ (۴) تلاوت یا حکم کوئی بھی منسوخ نہ ہو، بلکہ کسی حدیث کے ذریعہ اس حکم میں کچھ زیادتی کر دی جائے۔ مثلاً موزوں اور جرابوں پر مسح کا حکم ہے۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ)

غرض اسوقت عامۃ الناس نسخ کے یہی چار معنے لیتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک یہ چاروں معنے غلط اور ناممکن الوقوع ہیں۔ اور انکو صحیح تسلیم کرنا اتنا ہی خطرناک اور خلاف واقعہ ہے، جتنا خطرناک اور خلاف واقعہ یہ عقیدہ ہے، کہ نعوذ باللہ قرآن کریم میں کمی بیشی کی گئی ہے، اور وہ محفوظ نہیں رہا ÷

عقیدہ نسخ فی القرآن کیوں خطرناک ہے؟

(۱) نسخ فی القرآن کو صحیح تسلیم کرنے سے امان اٹھ جاتی ہے، اور قرآن کریم کا اعتبار ہی جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے، کہ نہ قرآن کریم نے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق بتایا ہے کہ وہ منسوخ اور ناقابل عمل ہو گئی ہے۔ اب معاملہ علماء کی سمجھ پر رہ گیا۔ لیکن ہر ایک کی سمجھ اور ہر ایک کا رجحان طبع الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک کی سمجھ میں اگر ایک آیت منسوخ ہو گئی، تو دوسرے کی سمجھ میں وہ نہیں، بلکہ کوئی دوسری آیت منسوخ قرار دئے جانے کی مستحق قرار پائے گی۔ یہی وجہ ہے، کہ بعض ایسی آیات جن کا مفہوم واضح تھا، لیکن تھوڑے سے اشکال کی بناء پر انہیں منسوخ قرار دیا جا رہا۔ مثلاً آیہ کریمہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[1] کو اس وجہ سے منسوخ قرار دیا گیا، کہ یہ آیت کریمہ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً[2] کے خلاف ہے، جس کے یہ معنے ہیں کہ اب لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، ان

[1] و [2] دیکھیں ص۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نرم بات کرنا، حکمت و موعظت سے انکو سمجھانا سب ناجائز ہو گیا، اور تلوار اور درشت کلامی نے اس کی جگہ لے لی۔

غرض نسخ کی بنیاد علماء کی سمجھ پر رکھنا، کہ وہ جس آیت کو چاہیں منسوخ قرار دیدیں، اور جس کو چاہیں ناسخ بنادیں، عمل بالقرآن کو ناممکن بنادے گا۔ اور افتراق عمل کی یہ خلیج اتنی وسیع ہو جائیگی، کہ اس کا پُر کرنا محال ہوگا۔ اور ایک ایسا فتنہ کھڑا ہو جائے گا، جس سے عہدہ بر آ ہونا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔

میرے خیال میں مسلمانوں میں جو عملی تعطل پیدا ہو گیا ہے، اور اس وجہ سے جس نکبت و ادبار کے وہ شکار ہوتے ہیں، اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک زبردست وجہ یہ عقیدہ بھی ہے۔ اور جبتک وہ اس عقیدہ سے تائب نہیں ہونگے، ان سے یہ نکبت و ادبار دور نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ عقیدہ اس بات کی دعوت دیتا ہے، کہ قرآن کے ایک حصہ پر عمل کیا جائے، اور اس کے ایک معتدبہ حصہ کو نعوذ باللہ بالکل ناکارہ اور نکما بنادیا جائے، جس کا ہماری زندگی پر کوئی اثر نہ ہو۔ اور یہی وہ چیز ہے، جو دینی اور دنیوی خواری کا موجب بنجاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (بقرہ ع ۱۰)

ترجمہ۔ پس کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر (عملاً) ایمان لاتے ہو اور اس کے ایک حصہ کا (عملاً) انکار کرتے ہو، سو تم میں سے جو ایسا کرے گا اس کی جزا اس کے سوا نہیں، کہ وہ اس زندگی میں بھی رسوا ہوگا! اور قیامت کے دن وہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے جو تم کرتے ہو غافل نہیں۔

(حاشیہ متعلقہ صلہ)

لہ اور لوگوں سے اچھی اور تہذیب کی بات کہو۔

لہ اور تمام محارب مشرکین سے جنگ کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) علاوہ ازیں نسخ کی بنیاد اس بات پر ہے، کہ قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں، جو بعض دوسری آیات کے خلاف ہیں۔ اور یہ اس بات کا اقرار ہے، کہ قرآن کریم میں اختلاف پایا جاتا ہے، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ (نساء ع۱۱) یعنی کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا، تو وہ اس میں بہت بڑا اختلاف پاتے۔ پس عقیدۂ نسخ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کا موجب ہے۔ ونعوذ باللہ من ذالک۔

عقیدۂ نسخ کے بطلان کے دلائل پہلی دلیل۔ قرآن کریم پر اگر ہم غور کریں، تو ہمیں سینکڑوں آیات ایسی ملیں گی، جو عقیدۂ نسخ کی کھلی کھلی تردید کر رہی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سورۃ ہود رکوع ا میں فرماتا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

خدائے علیم وخبیر نے یہ کتاب نازل کی ہے، جس کی سب آیات محکم اور ثابت الحکم ہیں۔ پھر انکی وضاحت بھی اسی حکیم وخبیر خدا کی طرف سے ہوئی ہے۔ سورہ سبا ع ا میں فرماتا ہے:-

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

یعنی علم رکھنے والے سمجھتے ہیں، کہ جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے، وہ حق ہے، نہ وہ بدل سکتا ہے، اور نہ اس کا کوئی حصہ بلاضرورت اور ناقابل عمل ہے، وہ عزیز وحمید کے رستہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ سورہ بینہ رکوع ا میں فرمایا:-

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ اس پاک کلام کی ساری تعلیم اور ساری شریعت قائم رہنے والی اور نہ منسوخ ہونے والی ہے۔

دوسری دلیل نسخ کے باطل ہونے کی حفاظت قرآن کریم کا وعدہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ حجر ع۱) یعنی ہم ہی نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسجگہ قرآن کریم کا نام ذکر رکھ کر اس حقیقت کو واضح کیا، کہ اس کا ہر ایک حصہ یاد رکھا جائے گا۔ اور اس کی کوئی ایک آیت بھی عملاً بھلا دیئے جانے کے قابل نہیں۔ دوسری طرف اس کی حفاظت کا وعدہ فرما کر اس خیال کی تردید فرما دی، کہ اس میں ناسخ و منسوخ کا کام علماء کی سمجھ پر چھوڑ دیا گیا ہے، کہ وہ جس کو چاہیں منسوخ کہدیں اور جسکو چاہیں ناسخ بنا دیں۔

تیسری دلیل نسخ کے بطلان کی یہ ہے، کہ سورہ نحل رکوع ۱۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ

یعنی اپنے من گھڑت اصولوں کی بناء پر یہ نہ کہو، کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ اللہ پر تمہارا جھوٹا افترا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایسا جھوٹا افترا کرنے والے کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ اور سورہ یونس رکوع ۲ میں فرماتا ہے :-

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۔ یعنی مجھے یہ حق نہیں پہنچتا، کہ میں اپنی طرف سے اسکو یا اس کے کسی حصہ کو بدل دوں۔

یہ آیتیں عقیدہ نسخ کی بنیادیں ہلا دیتی ہیں۔ آخر کسی آیت کے منسوخ ہونے کا کون حکم لگاتا ہے؟ قرآن یا حدیث نے تو بتایا نہیں، کہ فلاں آیت منسوخ ہے اور فلاں منسوخ نہیں۔ اب رہ گئی علماء کی سمجھ، سو جو آیت کسی کی سمجھ میں نہ آئی۔ اس نے اسے منسوخ کہدیا۔ اور اس طرح ایک حلال کو حرام اور ایک حرام کو حلال کہنے کی جرأت کی۔ حالانکہ خداوند کریم فرماتا ہے، کہ اپنے خیالات کے ماتحت حلال حرام قرار دینے والا شخص مفتری ہے، اور اس کی حالت تباہی ہے۔

چوتھی دلیل بطلان نسخ کی یہ ہے، کہ اس عقیدہ کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں جس کی سمجھ میں کوئی آیت نہ آئی، اس نے اسے منسوخ کہدیا۔ جسے آدھا قرآن سمجھ میں نہ آیا، اس کے نزدیک آدھا قرآن منسوخ ہوگیا۔ کسی کو ۵۰۰ آیتیں ناقابل فہم معلوم ہوئیں، کسی کو ۳۰۰۔ کسی نے اس تعداد کو گھٹا کر ۲۱ آیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منسوخ قرار دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس تعداد کو اور بھی کم کیا، اور صرف پانچ آیتیں منسوخ مانیں باقی سارا قرآن کریم ان کی سمجھ میں آگیا۔ جماعت احمدیہ نے خدا کے فضل سے ان پانچ آیتوں کو بھی حل کر دیا۔ اور عقیدۂ نسخ کی عمارت دھڑام سے نیچے آگری۔ پس جبر اتحال کی بنیاد اتنی بے ثبات ہو، وہ کیونکر اس کتاب کی آیات کے لئے حکم قرار پا سکتا ہے۔ جس کتاب سے ٹکرا کر دنیا کے تمام مذاہب اور انسانوں کے تمام ذاتی خیالات پاش پاش ہو گئے۔ اور اس کا یہ دعویٰ کہ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ[1] اسی شان کے ساتھ قائم رہا، جس شان کے ساتھ یہ دعویٰ کیا گیا تھا۔

عقیدۂ نسخ کے اسباب اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ جب اتنا ہی خطرناک اور خلاف واقعہ ہے، تو پھر علمائے سلف کو، جن میں بعض محقق بھی تھے، یہ غلطی کیوں لگی؟ اور کیوں انہوں نے اس بحث کو اٹھایا؟ اس کا جواب تاریخ اسلامی کے مختلف دوروں پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اندرونی اسباب بھی ایسے پیدا ہو گئے جن سے اس غلطی کو تقویت ملتی گئی۔ مثلاً آیت کا لفظ قرآن کریم میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے ایک معنے قرآنی آیات کے بھی ہیں۔ اس بنا پر بعد کے علماء نے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا الآیۃ اور اسی قسم کی بعض دوسری آیات سے جن کی تفصیل بعد میں آئیگی یہ سمجھ لیا، کہ اس سے نسخ آیات قرآنی مراد ہے۔ حالانکہ جیسا کہ ہم بیان کریں گے، ان آیات کا مفہوم بالکل اور ہے۔ اور نسخ فی القرآن سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا سبب اس غلط خیال کی تقویت کا یہ ہوا، کہ قرآن کریم کی بعض آیات محکم ہیں، اور بعض متشابہ۔ متشابہ آیات میں کئی معنوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ جو اپنی اپنی جگہ سب صحیح ہوتے ہیں لیکن ایک مرکزی

---

[1] یعنی گذشتہ باطل خیالات یا نظام ہوں یا آیندہ پیدا ہونیوالے ہوں، کوئی اس کے قریب نہیں آسکیگا۔ یہ حکیم وحمید کا نازل کردہ کلام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مشترک مفہوم ان سب میں پایا جاتا ہے۔ تشابہ کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھنے اور دِقّتِ استنباط کی وجہ سے علماء کو بعض روایات کی بناء پر بعض آیات کے متعلق غلطی لگی، کہ وہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ مثلاً آیۂ کریمہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى[1] کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کے بارے میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ نازل ہوئے تھے۔ اس سے آپکی مراد یہ تھی، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کی الہامی تشریح اور تفسیر صلوٰۃ العصر (نمازِ عصر) ہے، جس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ مقصود تھا کہ صلوٰۃ العصر کا نام صلوٰۃ الوسطیٰ کیوں رکھا گیا ہے۔ لیکن بعض دوسری روایات میں صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد اور وقت کی نمازیں بھی بیان ہوئی تھیں۔ اس لیے اس سے علماء نے یہ سمجھ لیا، کہ صلوٰۃ العصر قرآنی آیت تھی جو منسوخ ہو گئی ہے، اور صلوٰۃ الوسطیٰ کے معنے عام ہو گئے ہیں۔ حالانکہ یہ قرآنی آیت نہ تھی، بلکہ مدینہ کے حالات کے مطابق صلوٰۃ الوسطیٰ کی ایک الہامی تشریح تھی، جس سے یہ بتانا مقصود تھا، کہ صلوٰۃ الوسطیٰ ہر وہ نماز ہے جو کثرتِ اشغال اور کام کاج کی بھیڑ اور مصروفیات کے ہجوم کے وقت میں آئے۔ اور یہ ہر ملک، ہر زمانہ اور ہر شخص کے حالات کے مطابق مختلف ہے۔

تیسرا سبب اس غلطی کا یہ ہوا کہ کئی جگہوں میں قوانین اور احکام کی اصل روح کو نظر انداز کر دیا گیا۔ قوانین مختص الوقت اور مختص المقام بھی ہوتے ہیں۔ حالات کے مطابق وہ بدل بدل کر نافذ ہوتے ہیں۔ ایک حالت میں ایک قانون نافذ کیا جاتا ہے، تو دوسری حالت میں دوسرا قانون اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ پھر جب پہلی حالت عود کر آتی ہے، تو پہلا قانون واپس آجاتا ہے۔ مثلاً جنگ کے دنوں میں جو قوانین نافذ کئے جاتے ہیں، وہ امن کے زمانہ میں نہیں رہتے۔ اسی طرح محارب فریق کے متعلق جو احکام دئے جاتے ہیں، وہ اس وقت نہیں رہتے جب فریق محارب مغلوب ہو جائے یا صلح کر لے۔ لیکن اس بات کو اُن قوانین کی منسوخی یا عدم منسوخی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

---

[1] نمازوں کی حفاظت کرو۔ خصوصاً درمیانی نماز کی فوت نہ ہونے پائے)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علماء نے اس ادل بدل کو نسخ سمجھ لیا، اور سینکڑوں آیات اس وجہ سے منسوخ قرار دیدیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعض ایسے امور کہ جن کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا، ان میں انبیاء سابق کے دستور و آئین کے مطابق عمل فرما لیا کرتے۔ بعد میں اس کے متعلق جب کوئی حکم آجاتا، تو پہلے طریق عمل کو ترک کر دیتے۔ مثلاً پہلے کچھ عرصہ تک حضور ؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ بعد میں خدا نے فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ[1] کا حکم نازل فرما کر بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا۔ علماء نے اس سے یہ اندازہ لگایا، کہ پہلے کوئی حکم تھا جس کی بناء پر آپ ایسا کرتے رہے تھے۔ اب دوسرے حکم کے ذریعہ پہلے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ حالانکہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہ تھی، نہ کوئی حکم نازل ہوا تھا اور نہ اسکی منسوخی کا کوئی سوال تھا۔

چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہوا، کہ بعض اوقات ایک آیت نازل ہوتی، اور بعض سامعین غلطی سے اس کا ایک مفہوم سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے، مگر مراد الٰہی کچھ اور ہوتی تھی، جس کی وضاحت بعد کی وحی میں کر دی جاتی۔ مثلاً جب روزے فرض ہوئے، تو بعض صحابہؓ نے خیال کیا، کہ شاید روزے رکھنے کا طریق وہی ہوگا جو اسوقت کے اہل کتاب میں رائج تھا جسکی بعض صحابہؓ مختلف روزوں میں پہلے بھی پابندی کرتے تھے۔ اس کے مطابق وہ رات کو جب ایک دفعہ سو جاتے، تو پھر اگلی شام تک نہ کچھ کھاتے اور نہ اس رات اپنی بیویوں کے پاس جاتے۔ لیکن الٰہی ارادہ یہ نہ تھا۔ اس لئے فرمان نازل ہوا۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ الآیۃ کہ رمضان کی راتوں میں تبیین فجر تک میاں بیوی کے تعلقات اور کھانا پینا جائز ہے۔ اس قسم کی غلط فہمی کے ازالہ اور وضاحتِ مراد کو بعض صحابہ نسخ سے تعبیر کرتے تھے۔ اور لغوی اعتبار سے اس میں کچھ حرج نہ تھا۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ فرماتے ہیں :-

"آنچہ از استقرائے کلام صحابہ و تابعین معلوم مے شود کہ ایشاں نسخ را استعمال میکردند

---

[1] (نماز میں) اپنے چہرے اُس (مسجد حرام) کی طرف پھیرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بازائے معنے لغوی کہ ازالہ چیزیست بہ چیزے نہ بازائے مصطلحہ اصولیاں۔" (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صفحہ ۱۹)۔

یعنی جو کچھ صحابہ رضا اور تابعین کے کلام کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے، کہ وہ نسخ کو لغوی معنی میں استعمال کرتے تھے۔ یعنی ایک چیز کے ذریعہ دوسری چیز کو ہٹانا۔ انکی مراد نسخ سے وہ معنے نہ تھے، جو آجکل علمائے اصول کے نزدیک اصطلاحی معنے ہیں۔ لیکن بعد کے علماء نے اس سے وہ حقیقی نسخ مراد لے لیا۔ جس کے اقسام اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

پانچواں سبب عقیدۂ نسخ کا یہ ہوا، کہ قرآن کریم کی طرز تربیت اور اس کے اسلوب بیان کی حکمتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ بعض دفعہ ایک قانون کو دائمی شکل دینی ہوتی، لیکن حسن تربیت اور دوسری حکمتوں کے ماتحت اس میں آہستہ آہستہ سختی پیدا کیجاتی۔ پہلے اس کی خوبیوں پر زور دیا جاتا، پھر اس کے نہ نافذ کرنے کے نقصانات سامنے لائے جاتے، اور بتایا جاتا کہ وہ قانون کیوں ضروری ہے، اور آخر کار اسے رائج کر دیا جاتا۔ مثلاً شراب کی ممانعت کرنی تھی۔ اس کے متعلق پہلے ایسی آیتیں نازل کی گئیں، جن میں مخاطبین کو توجہ دلائی گئی، کہ وہ شراب کی مضرتوں اور اس کے فائدوں کا موازنہ کریں۔ جیسے فرمایا۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ یعنی وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ کہو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔

پھر اس کا ایک سب سے بڑا نقصان بیان کیا گیا، کہ اسکی وجہ سے عبادت الہٰی ناممکن ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمایا۔ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ جب تم مدہوش ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ آخر میں ان وضاحتوں کے بعد آیت کریمہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآیہ کے ذریعہ اسے دائمی طور پر حرام قرار دیدیا۔ اس تدریجی تعلیم سے بعد کے مفسرین نے یہ خیال کیا، کہ پہلی دو آیتیں اس آخری آیت کیوجہ سے منسوخ ہو گئیں۔ حالانکہ انکی منسوخی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت کے نزول کے بعد شراب کے نقصانات اور اس کے مخصوص دنیوی فائدے زائل ہو گئے؟ یا اس کے نزول کے بعد مدہوشی کی حالت میں نماز جائز ہو گئی؟ آخر کونسی چیز منسوخ ہو گئی، جو ان آیات کے مقاصد نزول میں شامل تھی؟

چھٹا سبب اس غلط عقیدہ کے رواج کا یہ ہوا، کہ اسلامی نظام خلافت کمزور ہو چکا تھا، اور منافقین جھوٹی روایات پھیلانے میں نڈر ہو گئے تھے۔ ہر شخص اپنی رائے کا مالک تھا۔ حالات پر وسیع نظر نہ تھی مختص الوقت اور مختص المقام احکام اور انکی ضرورتوں کا اندازہ نہ لگایا جا سکا اور انکو منافقین کی بعض روایات کی بناء پر ایک دوسرے کا مخالف قرار دے کر ناسخ و منسوخ کی تبر سے سینکڑوں آیات کو معمولی یہ قرآن سے کاٹ دیا گیا۔ یہ سبب اس عقیدہ کی اصل جڑ ہے پہلے اسباب اس سبب کی تقویت کا موجب بنے۔ عقیدہ نسخ کے رواج کا حقیقی موجب صرف یہی امر تھا۔ ایک آیت کا مفہوم بظاہر دوسری آیت کے مخالف نظر آیا۔ تطبیق کی توفیق نہ ملی۔ فوراً اس کی منسوخی کا خیال سامنے آ گیا۔ اور فیصلہ صادر کر دیا کہ وہ منسوخ ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ آیات کے درمیان جوں جوں تطبیق کی توفیق ملتی گئی، منسوخ آیات کی تعداد گھٹتی گئی۔ ایک وہ زمانہ تھا، کہ صرف سورۃ بقرہ میں ۲۶ کے قریب آیات منسوخ قرار پائیں۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ بحث سورۃ بقرہ) لیکن پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ سارے قرآن میں صرف ۵ آیات منسوخ رہ گئیں۔ حالانکہ اگر وہ آیات منسوخ تھیں، اور خدا نے انہیں منسوخ کر دیا تھا، تو پھر ان کا مفہوم ایک عالم کی سمجھ میں آ جانے کی وجہ سے وہ غیر منسوخ کیسے بن گئیں؟ خدا تو انہیں منسوخ قرار دے، اور بعد میں ایک شخص اپنی سمجھ کی بناء پر انہیں غیر منسوخ بنا دے۔ یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اور اگر خدا نے انکو منسوخ نہیں کیا تھا، تو پھر انہیں منسوخ کہنا کس بناء پر جائز تھا؟ علاوہ ازیں اس بات کی کیا ضمانت ہے، کہ وہ پانچ آیات واقعہ میں ہی ایک دوسرے کے مخالف ہیں، اور کوئی نہیں جو انمیں تطبیق پیدا کر سکے؟ غرض اس بے بنیاد خیال کی بناء پر ہی اس عقیدہ کو رواج دیا گیا۔ ورنہ اس کی اصل حقیقت کچھ نہ تھی۔

قائلین نسخ کے دلائل | قائلین نسخ کی پہلی دلیل یہ ہے، کہ نسخ قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (بقرہ ع ۱۳) کہ ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں، یا اُسے بھلا دیتے ہیں، تو پھر اس سے اچھی یا اس کے برابر کی ایک اور آیت لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح سورۃ نحل ع ۱۴ میں فرماتا ہے۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ کوئی دوسری آیت لے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو اس کا اچھی طرح علم ہے، جو وہ اتارتا ہے، تو وہ کہنے لگ جاتے ہیں، کہ تُو مفتری ہے (تم تو مفتری نہیں) بلکہ وہ خود علم سے بے بہرہ ہیں۔

اِسکا جواب یہ ہے، کہ قرآن کریم میں آیت کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دلیل[1] نشان[2] معجزہ[3]۔ قانون[4] قدرت۔ سابقہ[5] نظام۔ انقلاب[6] اقوام۔ عذاب[7] الٰہی۔ غرض کئی چیزیں ہیں جنہیں آیت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ[1]۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا[2]۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ[3] غرض بیسیوں آیات ہیں جن میں آیت کے معنے قرآنی آیات کے نہیں، بلکہ اَور معنے ہیں۔ اور پیش کردہ آیات کا سیاق و سباق اور خود ان کا اندرونی مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ یہاں آیت سے مراد قرآن کی آیت نہیں، بلکہ سابقہ مذاہب اور اقوام عالم کا نظام مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نظام قائم ہوتے رہے ہیں یا آئندہ قائم ہونگے اُن سب کے متعلق ایک قانون جاری ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ کبھی تو وہ اپنی ضرورت کو پورا کر چکے ہیں، اور اس قابل ہوتے ہیں، کہ انہیں ہٹا دیا جاسکے اور ان کی جگہ ایک نیا نظام آسمان سے

---

[1] تُو اور تیرا بھائی دونوں میری آیات لے کر جاؤ۔

[2] اور ہم انہیں کوئی نشان نہیں دکھاتے مگر وہ دوسرے نشان سے بڑا ہوتا ہے۔

[3] اور ان کے لئے مردہ زمین بھی نشان ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتارا جائے، اور کبھی لوگ انہیں بھلا دیتے ہیں، اور صرف اس امر کی ضرورت ہوتی ہے، کہ جو نظام لوگوں کی غفلت کی وجہ سے الٰہی نظام کی جگہ قائم ہو گیا ہے، اسے مٹا کر پھر سے نئے سرے سے وہی پہلا الٰہی نظام قائم کیا جائے، جب الٰہی نظام ہی اپنی ضرورت پوری کر کے مٹائے جانے کے قابل ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر نظام دنیا میں بھجوا دیتا ہے۔ اور جب وہ نظام تو صحیح ہو صرف لوگوں نے اسے بھلا دیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسی پہلے نظام کو بجنسہٖ پھر دنیا میں قائم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ دونوں قدرتیں حاصل ہیں۔

پس اس آیت میں بتایا گیا ہے، کہ نظام الٰہی بھی ایک عرصہ کے بعد یا قابل عمل نہیں رہتا، یا لوگ اس پر عمل ترک کر دیتے ہیں۔ قابل عمل نہ رہنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ لوگ اس میں ملاوٹ کر دیتے ہیں، یا زمانہ کے مطابق تعلیم نہیں رہتی۔ جب کلام ناقابل عمل ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا ہے، اور اس سے بہتر تعلیم بھیج دیتا ہے۔ لیکن جب لوگ عمل ترک کر دیں اور تعلیم محفوظ ہو، تو اللہ تعالیٰ اسی کلام کو دُہرا دیتا ہے، اور اس کا مثل نازل کر دیتا ہے۔ یعنی اس تعلیم میں ایک نئی زندگی ڈال دیتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس میں اسی طرف اشارہ ہے، کہ ہر کلام جب آئے یا جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائے، وہ ایک انقلاب چاہتا ہے۔ اور یہی امر لوگوں کے خیال میں ناممکن ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے انقلاب پر قادر ہے۔ خواہ نئے کلام کے ذریعہ سے وہ انقلاب پیدا کر دے، خواہ پرانے کلام کو ہی زندہ کر کے انقلاب پیدا کر دے۔ آیات قرآنی کے نسخ کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ قرآنی آیات کے منسوخ ہونے سے قدرت الٰہی کے اظہار کا کوئی واسطہ ہے۔" (انقلاب حقیقی ص۲۱ و ص۲۲)

دوسری دلیل قائلین نسخ کی طرف سے یہ پیش کی جاتی ہے، کہ بعض امور قرآن کریم میں اور طرح مذکور ہیں، اور احادیث میں ان کے متعلق اور حکم ہے۔ مثلاً قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے، کہ وضو کے وقت پاؤں بہرحال دھوئے جائیں۔ لیکن احادیث سے پتہ چلتا ہے، کہ موزوں اور جرابوں کی حالت میں مسح کر لینا کافی ہے۔ اسی طرح احادیث میں بعض چیزیں حرام بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ قرآن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے حرام ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ پس اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ قرآن میں نسخ ممکن ہے، تو یہ زیادۃ علی القرآن کیونکر جائز ہو گی؟

اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ خیال ہی بے بنیاد ہے، کہ قرآن کریم ساری مذہبی ضروریات کے اصول پر مشتمل نہیں۔ قرآن کریم جیسی جامع مانع کتاب تو دنیا بھر میں نہیں مل سکتی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام ع ۴) ہم نے قرآن میں کسی مذہبی ضرورت کی کمی نہیں رہنے دی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے دریافت کیا۔ بِمَا تَقْضِي يَا مُعَاذُ؟ یعنی اے معاذ تو کس پر فیصلہ کرے گا؟ تو انہوں نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب پر۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟ اگر تو اس کے متعلق کوئی حکم قرآن کریم میں نہ پائے تو پھر کیا کرے گا؟ انہوں نے عرض کی، پھر رسول اللہ کی سنت پر فیصلہ کروں گا۔ الحدیث (نور الانوار ص) دیکھئے یہاں حضرت معاذؓ سے یہ نہیں پوچھا گیا، کہ اگر کسی چیز کے متعلق قرآن میں کوئی حکم نہ ہو تو کیا کرو گے، بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر اس میں کوئی حکم نہ پاؤ تو کیا کرو گے۔ اور ظاہر ہے، نہ پایا جانا نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ غرض قرآن کریم میں تمام مذہبی اصول کا ذکر ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے، کہ کمی علم کی وجہ سے ہم ان سے استنباط نہ کر سکیں کیونکہ استخراج یا استنباط بجز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا اس شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو، ہر ایک کا کام نہیں۔ (مباحثہ لودھیانہ ص۹ بمفہومہ)۔

تیسری دلیل قائلین نسخ یہ پیش کرتے ہیں، کہ قرآن کریم میں بہت سی آیات ایسی ہیں، جو دوسری آیات کے خلاف ہیں۔ اگر نسخ نہ مانا جائے، تو پھر ان میں تعارض پیدا ہو جائے گا، اور دونوں ساقط الاعتبار ہو جائیں گی۔ مثلاً فرماتا ہے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ [1] (بقرہ ع ۲۲)

---

[1] اور تم پر وصیت فرض کی گئی ہے، جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو، والدین اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق یہ متقیوں کے لئے ضروری حکم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آیت آیت میراث یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ (انفال ع۹) اور حدیث لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ کے خلاف ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ الخ[1] آیہ کریمہ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ الخ[2] کے مخالف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیت وصیت اور آیت اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ مقابل کی آیات کی وجہ سے منسوخ ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اختلاف کا ادعا محض ناسمجھی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ خداوند تو فرماتا ہے۔ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ پس اس صریح تردید کے بعد قرآن کریم میں اختلاف تسلیم کرنا اور اپنی سمجھ کا قصور یا درنہ کرنا ایک مومن کے شان کے شایاں نہیں۔ اگر کوئی آیت بظاہر کسی دوسری آیت کے مخالف نظر آئے تو اس وجہ سے ایک کو منسوخ قرار دینے کی بجائے انمیں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر پھر بھی وہ حل نہو تو توقف کرنا چاہیئے، یہانتک کہ کوئی دوسرا صاحب بصیرت آکر اس کو حل کردے۔ اب ہم نمونہ کے طور پر انہی آیات کے معنے بیان کرتے ہیں، جو اختلاف کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ اور قائلین نسخ کے نزدیک نسخ کے ثبوت کی ناقابل تردید دلیل ہیں۔

آیت وصیت کے الفاظ پر ہم اگر غور کریں، تو معلوم ہوگا، کہ اس آیت اور آیت میراث اور حدیث لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ میں کوئی تضاد نہیں۔ آیت وصیت میں مرنے والے کو وصیت کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا، اور نہ اس کو اس وقت حکم دینے کے کچھ معنے ہیں۔ بلکہ غرغرے کی حالت کی وصیت کو تو قابل قبول ہی قرار نہیں دیا گیا۔ یہ خطاب قوم کو ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مرے، تو تمہارا فرض

---

[1] اگر تم میں سے بیس صابر ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے۔

[2] اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور اسنے ظاہر کیا کہ تم میں کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سے سو صابر ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، کہ تم اس مرنے والے کی جائداد کو شرعی احکام کے مطابق تقسیم کرواؤ۔ اَلْوَصِیَّۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہی تاکیدی حکم ہے جس کا ذکر یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ میں کیا گیا ہے۔ یہ آیت تو آیت میراث کی تائید ہے۔ یہ اس کے ذریعہ منسوخ کیونکر ہو گئی؟ پس اس جگہ ناسخ منسوخ کی بحث بالکل بے تعلق ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر اگلی آیت فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَیْنَھُمْ[1] میں موصی سے کونسا موصی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ اگر ہم قرآن کریم کے طرز بیان پر غور کریں اور اس کی حکمتوں کو سمجھیں، تو یہ اشکال آسانی سے حل ہو جائے گا۔ قرآن کریم کا عام اسلوب بیان ہے کہ جب ایک بات کا حکم دیتا ہے، یا کوئی حقیقت بیان کرتا ہے، تو اس کے ان تمام پہلوؤں کو بھی واضح کر دیتا ہے، جو اس حکم یا حقیقت کے ساتھ وجہ اور سبب میں اشتراک رکھتے ہیں۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ میں وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا[2] کے حکم کے ساتھ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْـُٔوْلًا ۔ وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔ الآیات وغیرہ احکام بھی دے دیئے، جن کا بظاہر

---

[1] پس اگر تم میں سے کوئی موصی کے متعلق کجی یا گناہ کا خوف کرے اور ان میں اصلاح کر دے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

[2] اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے مت قتل کرو۔ کیونکہ انکو اور تم کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ، کیونکہ یہ بیحیائی اور برائی کا راستہ ہے۔ (اور قتل نفس کے مرادف ہی) اور اس نفس کو مت قتل کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپس میں کوئی ایسا تعلق معلوم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اُنکو اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ زنا بھی قتل نفس ہے، کیونکہ بدکاری کے نتیجہ میں اگر حمل نہیں ٹھیرا، تو نطفہ غیر محل میں ضائع ہوا۔ اگر حمل قرار پاگیا، تو اول تو خاندانی عزت کو بچانے کے لئے اسے پہلے ضائع کر دیا جائیگا۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ کامل بھی ہوگیا تو پیدائش کے بعد اس ولدالحرام کی پرورش کا کون ذمہ لے گا؟ غرض اور خرابیوں کے علاوہ اس بدکاری میں قتل نفس کے کئی پہلو ہیں پس جب ہم اس وجہ پر غور کریں گے، تو ہمیں تمام احکام مذکورہ میں ایک خاص ربط اور ایک خاص جوڑ نظر آنے لگ جائے گا۔ اسی طرح آیت وصیت میں جب متعلقین کو احکام شرعی کی پابندی کا حکم دیا، تو اس کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ اگر مرنے والا ثلث جائداد میں حق وصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناجائز رعایت کر جائے، یا اپنے حق سے زیادہ میں وصیت کر جائے، تو تمہارا فرض ہے، کہ اس کی بھی اصلاح کرو، اور اس کی تقسیم میں احکام شرعی کی پوری

(بقیہ ترجمہ حاشیہ صفحہ ۴۴) جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ قتل کا مستحق قرار پاجائے۔ اور جو بھی مظلومیت میں قتل کیا جائے گا اس کے ولی کو ہم نے قانونی حق اس کے بدلہ کا دیدیا ہے۔ پس قاتل کو قتل کرنے میں جائز حدود سے تجاوز نہ کرے، اسکو قانونی امداد حاصل ہے۔ اور یتیم کے مال سے ناجائز تعلق نہ رکھو، ہاں احسن طریق سے اسکی نگرانی کرسکتے ہو کیونکہ اس کے مال سے ناجائز فائدہ اٹھانا بھی ایک جان کو ضائع کرنے کا موجب ہوگا۔ اور اگر تم اس سے بالکل بے تعلق ہو جاؤ گے، اور اس کے مال کی جائز نگرانی نہ کرو گے، تو بھی اس کا مال ضائع ہوگا۔ اور اس سے وہ یتیم ضائع ہو جائے گا۔ اور اپنے عہدوں کو پورا کرو، کیونکہ عہدوں کے متعلق ضرور پوچھا جائے گا۔ اور جب تم ماپنے لگو تو پورا ماپ رکھو۔ ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔ کیونکہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو دنیا سے امن اٹھ جائیگا۔ اور فتنہ و فساد پیدا ہو جائیں گے، اور اس وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نگرانی کرو۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ مرنے والا آخر مال کا مالک تھا۔ اس نے بڑی محنت سے یہ مال کمایا تھا، اگر ہم اس کی وصیت کے مطابق عمل نہ کریں تو یہ شاید ظلم ہو۔ الٰہی احکام ظلم کو مٹاتے ہیں، اسے قائم نہیں کرتے۔

اسی طرح سورۃ انفال کی آیات میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ یہ دونوں حکم الگ الگ حالات کے ماتحت ہیں مثلاً جہاں قومی تباہی اور مذہبی بربادی کا زبردست سوال پیدا ہو جائے، وہاں پہلا حکم ہوگا۔ اور جہاں یہ حالات نہ ہوں، وہاں دوسرا حکم جاری ہوگا۔ اس میں جنگ کی حالت میں بھاگنے کا کوئی سوال نہیں۔ یہ شروع میں مقابلہ پر آمادگی کے وقت کی بات ہے۔ فنون جنگ میں مہارت، تیاری سامان کی تکمیل پہلے حکم کو چاہتی ہے۔ اور جہاں یہ صورت نہ ہو وہاں اسکی جگہ دوسرا حکم لے لیگا۔ غرض مختلف حالات میں احکام بھی مختلف ہوں گے۔ اور ان آیات میں حالات کے ماتحت کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قائد لشکر جس قسم کے حالات دیکھے، ان کے مطابق اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنائے۔ یہاں ناسخ و منسوخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مَیں نے اس مضمون میں بعض تنبیہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میرا مقصد ان سے نکتہ چینی نہیں، اور نہ علمائے سلف پر الزام دھرنا مطلب ہے بلکہ مراد صرف موضوع کی اہمیت کا اظہار اور موجودہ زمانہ کے فندی طبع عوام کو متنبہ کرنا ہے۔ کُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ کے مطابق ہر حقیقت کے انکشاف کا ایک وقت ہوتا ہے۔ یہ عظیم الشان انکشاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حصہ میں لکھا تھا۔ آپ نے جہاں اور اصلاحیں فرمائیں وہاں اس حقیقت کو بھی اظہر من الشمس کیا۔ علمائے سلف رضی اللہ عنہم بہر حال شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کے خیالات اور اقوال جمع کر دئے۔ آج ہمیں اگر وہ خیالات ملتے ہیں، جنہیں ہم غلط سمجھتے ہیں، تو وہ باتیں بھی ملتی ہیں جو ہمارے مقاصد کے ثبوت کی زبردست دلیل ہیں۔ اگر وہ یہ باتیں نہ لکھ جاتے تو ممکن تھا کہ ہم اپنے مقاصد کو اس طرح زبردست دلائل کے ساتھ ثابت نہ کر سکتے جس طرح کہ اب کرتے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایات حکیم دین محمد صاحب اکونٹنٹ

ذکرِ حبیبؑ

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف)

۱۔ سردار فضل حق صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے بمقام موضع دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ کے رئیس تھے۔ ان کا سابق نام سردار سندر سنگھ تھا، اور والد کا نام سردار جیون سنگھ تھا۔ آپ پنجاب چیفس میں سے تھے۔ ہیپل گریفن کی کتاب "پنجاب چیفس" میں آپکے خاندانی حالات درج ہیں۔ سردار صاحب مرحوم نے بیان کیا، کہ وہ جوان تھے اور مشن سکول بٹالہ میں تعلیم پاتے تھے انکے ہموطن مولوی فتح دین صاحب مرحوم کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملاقات رہتی تھی۔ سردار صاحب کے دل میں ان دنوں دہریت کے خیالات پیدا ہو رہے تھے، جن کا تذکرہ ایک دفعہ انہوں نے مولوی فتح دین صاحب مذکور سے کیا۔ انہوں نے وہ باتیں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر دیں۔ پھر انکے جواب میں جو کچھ حضرت اقدسؑ نے فرمایا وہ واپس لوٹ کر سردار صاحب کو سنا دیا۔ اسطرح کچھ عرصہ تک زبانی پیغامات کے ذریعہ تبلیغ ہوتی رہی۔ مگر چونکہ سردار صاحب دہرم کوٹ بگہ کے رئیس زادہ تھے اور مولوی فتحدین صاحب ادنیٰ زمیندار تھے۔ مولوی فتحدین صاحب کا یا تو اثر نہ پڑتا تھا، یا وہ حضرت اقدسؑ کے زبانی دلائل کو پوری طرح ان تک پہنچا نہ سکتے تھے۔ اس لئے بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضروری سمجھا کہ خود ان سکھ رئیس زادوں کو تبلیغ کرنے کے لئے دھرم کوٹ بگہ تشریف لیجائیں۔ چنانچہ ایک دن حضور علیہ السلام اکیلے ہی موضع دہرم کوٹ میں مولوی فتحدین صاحب مرحوم کے مکان پر پہنچ گئے اور سردار فضل حق اور ان کے بھائی سے ان کے والد سے مخفی رات کیوقت مولوی صاحب کے مکان پر ملاقات کی۔ حضورؑ نے ان سکھ نوجوانوں کے سامنے ہستی باریتعالیٰ کے متعلق ان کے فہم اور قابلیت کے مطابق دلائل بیان کئے۔ جن میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی، کہ جو مکانات انسان بناتے ہیں جبتک ان کا کوئی نگران اور مرمت کرنیوالا نہو، یہ قائم نہیں رہ سکتے۔ مگر زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاند، سورج اور ستارے اپنے اپنے مفوضہ کام برابر باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ انکی نگرانی کون کرتا ہے اور کون انکو قائم رکھے ہوئے ہے؟ وہی جو اُن کا خالق ہے، ان کا نگران بھی ہے۔ اسیکی قدرتِ کاملہ سے یہ اپنا اپنا مفوضہ کام باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی نگران نہ ہو تو یہ دنیا درہم برہم ہو جائے۔ یہ اور اسی قسم کے اور بھی کئی دلائل بیان کئے۔

سردار صاحب فرماتے تھے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت اقدسؑ کا ابھی کوئی دعویٰ نہ تھا نیز سردار صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدسؑ کی اس ملاقات کے بعد انکو اسلام اور دیگر مذاہب کے متعلق مطالعہ کا شوق پیدا ہوگیا اور بعد ازاں حضرت اقدس بذریعہ ترسیل کتب اور خط و کتابت انکی مدد کرتے رہے۔ آخر سردار صاحب ایک طویل مدت گزر جانے پر قریباً ۴۴ برس کی عمر میں ۱۸۹۸ء میں مشرف با اسلام ہوئے۔

۲۔ سردار صاحب نے بیان کیا، کہ میرے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پیشتر حضرت اقدسؑ نے بھائی عبدالرحیم صاحب نو مسلم سابق سردار جگت سنگھ (جو سردار فضل حق صاحب سے تین سال قبل مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے) کی معرفت پیغام بھیجا، کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، جب صداقت کو آپ نے پالیا ہے تو اسکو دنیوی اغراض کے ماتحت کہاں تک چھپاؤگے؟ جلد آئیں اور اسلام قبول کریں۔ یہ زندگی چندروزہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ صداقت کو معلوم کرکے بھی تہی دست رہ جائیں۔ اس کے جواب میں سردار صاحب نے کہلا بھیجا، کہ میں بہت جلد حاضرِ خدمت ہوتا ہوں۔ چنانچہ حسبِ وعدہ سردار صاحب قادیان حاضر ہوئے۔ اور حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ سردار صاحب کے مسلمان ہونے کی خبر بجلی کی طرح اطراف میں پھیل گئی۔ اور اس سے علاقہ کے سکھ دیہات میں بڑا جوش پیدا ہوگیا۔

۳۔ سردار صاحب نے بیان کیا، کہ جب سکھوں میں جوش پیدا ہوگیا تو حضرت اقدس نے بنظرِ احتیاط سردار صاحب سے فرمایا، کہ آپ مسجد مبارک میں رہا کریں اور وہیں کھانا منگوا لیا کریں، اور قضاءِ حاجت کے لئے اطلاع دیکر ہمارے گھر کے اندر آجایا کریں۔ سردار صاحب کا بیان ہے کہ ضرورت پردہ داری مرحومہ (حضرت اقدسؑ کی ملازمہ) کو آواز دیتے۔ تب حضرت اقدسؑ پردہ کا انتظام کرکے سردار صاحب کو اندر بلا لیتے، اور جائے ضرور میں جانے کی ہدایت فرماتے۔ اور خود لوٹا بھر کر پاخانہ کی دیوار پر رکھدیتے۔ سردار صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ حضرت اقدسؑ کے اس کریمانہ سلوک پر بڑے پریشان ہوئے، اور آپ سے عرض کیا، کہ میں بڑا نادم اور شرمسار ہوں، کہ حضور میری خاطر لوٹا بھر کر لاتے ہیں۔ اسپر حضورؑ نے فرمایا، کہ سردار صاحب! میاں محمود احمدؓ کی طرح ہم آپکو بھی اپنا بیٹا ہی تصور کرتے ہیں۔ اس سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ اور نہ یہ آپکی طرف سے کوئی گستاخی ہے۔ تسلی رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۵۸۷ :۔ منکہ ملک عنایت الرحمٰن ولد بابو فقیر اللہ صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت مبلغ ساٹھ روپے ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ العبد :۔ ملک عنایت الرحمٰن احمدی بقلم خود۔ گواہ شد :۔ غلام مصطفیٰ صادق کلرک آئی۔ اے۔ او۔ سی جبل پور۔ گواہ شد :۔ نواب دین احمدی نیا محلہ جبل پور شہر۔

نمبر ۶۶۱۶ :۔ منکہ مسماۃ کریم بی بی زوجہ شیخ محمد عبد اللہ احمدیہ بوٹ ہاؤس قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ تفصیل جائیداد منقولہ مبلغ ایک ہزار روپیہ مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے بطور ورثہ نقد مل گیا ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ مبلغ پانچصد روپیہ میرا مہر ہے۔ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ غیر منقولہ جائیداد بر ۔۔ تیرہ سو روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ رقم میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کر دونگی۔ تفصیل جائیداد غیر منقولہ ایک دوکان واقعہ قادیان بمعہ پختہ ہے بمشرق دوکان عبد الرحیم صاحب سوڈا واٹر کی ہے بجانب جنوب زمین مولوی عبد الرحیم صاحب پسر حضرت مولوی شیر علی جانب شرق بازار کلاں کی سڑک ہے۔ یہ دوکان میں نے اپنا تمام زیور فروخت کر کے خرید کر بنائی ہے۔ اسکی اسوقت موجودہ قیمت کا اندازہ مبلغ ۱۵۰۰ پندرہ سو روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ وصیت کے طور پر ادا کر دونگی۔ تو وہ ۱/۱۰ حصہ میں سے منہا کر دی جائیگی۔ میری کوئی ماہوار آمدنی نہیں ہے۔ کاتب الحروف محمد عبد اللہ خاوند کریم بی بی احمدیہ بوٹ ہاؤس قادیان۔ الامۃ :۔ کریم بی بی۔ گواہ شد :۔ میر طیب احمدی صادر محلہ دار الفتوح قادیان۔ گواہ شد :۔ محمد نذیر خان دار الفتوح۔

نمبر ۶۶۲۸ :۔ منکہ علی محمد ولد بابو محمد بخش قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن انبالہ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اسوقت ۶۰ روپے ماہوار پر ملازم ہوں۔ میں اس آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے [illegible] جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد [illegible] بقلم خود [illegible]

[illegible] انبالہ۔ گواہ شد :۔ محمد بخش [illegible] انبالہ۔ گواہ شد :۔ [illegible] بقلم خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈپٹی ڈسٹرکٹ سٹیشن ماسٹر محلہ خلوت انبالہ شہر **نمبر ۶۶۲۹** :- منکہ سلیمہ بانو نجمہ زوجہ بابو علی محمد صاحب قوم پٹھان - پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالعلوم حال انبالہ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۳/۴/۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اسوقت سوائے زیورات و مہر مندرجہ ذیل کے اور کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے - میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو - تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - ۱ - مہر بذمہ خاوند ۵۰۰ روپے - ۲ - زیورات طلائی اسوقت مالیتی ۴۰۰ روپے - العبد: سلیمہ بانو نجمہ بقلم خود گواہ شد :- علی محمد خاوند موصیہ محلہ شکل کنڈ انبالہ شہر - آڈیٹر آف دی کنٹرولر آف اکاؤنٹس ایرفورس انبالہ - گواہ شد :- محمد بخش موسیٰ ولد رحیم بخش شیخ انبالہ شہر ریڈر سب جج صاحب درجہ سوئم انبالہ - گواہ شد :- نتھے خان بقلم خود ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر محلہ خلوت انبالہ شہر

نمبر ۶۶۳۰ :- منکہ بلقیس جہاں بیگم بنت حکیم محمد عبدالصمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۳/۳/۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے پاس اسوقت پارچات و برتن قیمتی مبلغ دو سو روپے ہیں - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اس کے علاوہ مجھے میرے والد صاحب پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ دیتے ہیں - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اگر بعد میں میری حیثیت یا آمدنی میں کمی بیشی ہوئی تو اس کی اطلاع بھی دفتر میں کرتی رہونگی - العبد: بلقیس جہاں بیگم بقلم خود - گواہ شد :- عبدالصمد والد موصیہ دارالفضل قادیان - گواہ شد :- عبدالواحد صدیقی دارالفضل قادیان - گواہ شد غلام نبی مہر

نمبر ۶۶۳۱ :- منکہ سمٰۃ رضیہ زوجہ عبدالحمید ایڈیٹر "ٹن رائز" قوم ڈراپچ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کشمیر بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۳/۴/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اسوقت جائیداد حسب ذیل ہے - نفیسی ایک جوڑی طلائی وزن دو تولہ ۳ ماشہ قیمتی ۱۲۵ روپے - نکلس طلائی ۲ تولہ ۸ ماشہ بازاری قیمتی ۱۵۵ روپے - سنگار پٹی طلائی ایک تولہ ۹ ماشہ بازاری قیمت ۱۰۵ روپے - پن طلائی ۹ ماشہ قیمت ۴۵ روپے - انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد وزن کل تینوں انگوٹھیوں کا ۸ ماشہ ۴ رتی قیمت ۴۲ روپے ۸ آنہ - کانٹے طلائی ایک جوڑی ۹ ماشہ ۴ رتی قیمت ۴۷ روپے ۸ آنے - قیمت کل زیور ۵۲۰ روپے - جبکہ خالص سونے کا نرخ تقریباً ۸۰ روپے تولہ ہے - علاوہ ازیں ۶۰۰ روپیہ حق مہر بذمہ خاوندم واجب الادا ہے - میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - یعنی میرے مرنے پر صدر انجمن احمدیہ قادیان میری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی - میری وفات کے وقت اگر میری اور کوئی جائیداد بھی ہو - تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ رضیہ زوجہ عبد الحمید ایڈیٹر "سن رائز"۔ گواہ شد:۔ عبد الحمید ایڈیٹر "سن رائز" خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ غلام محمد ثالث بقلم خود ولد بابو غلام محمد صاحب فورمین ریٹائرڈ ۹۴ کشمیر بلڈنگس میکلوڈ روڈ لاہور۔

نمبر ۶۶۳۲:۔ منکہ امۃ المنان ریحانہ زوجہ مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۱) نفسیاں طلائی سوا دو تولے۔ ہار طلائی سوا دو تولے۔ موتی طلائی پون تولہ۔ کانٹے طلائی نصف تولہ۔ انگوٹھیاں طلائی تین عدد نو ماشے۔ پازیب نقری (اٹھائیس) تولے ان سب کی قیمت تخمیناً ۳۸۸ روپے ہے۔ اور یکصد روپیہ میرے پاس نقد ہے۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپے جو ابھی میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ (۴) علاوہ ازیں مجھے میرے خاوند سے بطور جیب خرچ پانچ روپے ملتے ہیں۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ جو میری جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ العبد:۔ امۃ المنان ریحانہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ بھائی عبد الرحیم محلہ دار الرحمت۔ گواہ شد:۔ مرزا برکت علی احمدی کارکن دعوۃ و تبلیغ ساکن محلہ دار العلوم قادیان۔ گواہ شد:۔ مرزا ظہیر الدین منور احمد خاوند موصیہ محلہ دار العلوم۔

نمبر ۶۶۳۳:۔ منکہ محمد بشیر بھٹی ولد مولوی اللہ بخش صاحب قوم راجپوت بھٹی۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن زیرہ ضلع فیروزپور حال دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۴۵ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ محمد بشیر بھٹی سٹورمین آرڈیننس کلوزنگ فیکٹری دہلی۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل بقاپوری سکرٹری مال حلقہ پہاڑ گنج دہلی۔ گواہ شد:۔ محمد شریف چغتائی پریذیڈنٹ حلقہ پہاڑ گنج دہلی۔ گواہ شد:۔ نذیر احمد احمدی امیر جماعت احمدیہ دہلی۔

نمبر ۶۶۳۴:۔ منکہ مرزا مجید احمد ولد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر انیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مجھے اپنے محترم والد صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف سے مبلغ ۵۰ روپے بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہوئی تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ مرزا مجید احمد گواہ شد:۔ مرزا مبشر احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد والد موصی

نمبر ۶۶۳۵:۔ منکہ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی قوم قریشی ہاشمی پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ اور منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مشین سلائی قیمت ۱۲۰ روپے (۲) نکہ طلائی قیمت ۴۰ روپے۔ (۳) توڑے نقری قیمت ۲۲ روپے۔ (۴) ڈنڈیاں طلائی ۴۰ روپے (۵) بنڑیاں نقری قیمت ۲۰ روپے۔ میرے کل زیور کی قیمت موجودہ جنگی وقت کے لحاظ سے تخمیناً ۱۲۲ روپے بنتی ہے۔ اور مشین کی قیمت ملا کر دوسو بیالیس (۲۴۲ روپے) ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ چار سو روپیہ میرا حق مہر میرے خاوند کے ذمہ تھا جس میں سے میں نے ۱۲۰ روپے کی سیونگ مشین لے لی ہے۔ اب میرا حق مہر ۲۸۰ روپے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ پس اسطرح میرا واجب الادا حق مہر اور زیور کی قیمت مع مشین ملا کر کل رقم ۵۲۲ روپے صرف بنتی ہے جسکا دسواں حصہ یعنی ۵۲ روپے ۳ آنے ۳ پائی کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا کر دونگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر میری موجودہ جائیداد میں کوئی اضافہ ہو جائے۔ تو جتنے حصہ کی وصیت ادا ہو چکی ہو اتنا حصہ منہا کر کے باقی ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد: محمد اعظم بوتالوی فضل منزل قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ بوتالوی محلہ دارالبرکات قادیان

نمبر ۶۶۳۶:۔ منکہ بدر النساء بیگم زوجہ محمد شریف احمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۸ء ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں البتہ میرے شوہر نے میرے مہر (مالہ ۱۵۰/) سکہ عثمانیہ کے معاوضہ میں ایک سنگر سیونگ مشین قیمتی مالہ ۱۵۰/ (جس کے معادل مالہ کلدار ہوتے ہیں) دیدی ہے۔ جو اسوقت میرے قبضہ میں ہے۔ اس کی آمدنی بطریق کرایہ (۳/) سکہ عثمانیہ جسکے معادل ۲/ سکہ کلدار ہوتے ہیں مجھے وصول ہوتی ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور سر دست یہی سنگر مشین میری جائیداد ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میرا متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ:۔ نشان انگوٹھا بدر النساء بیگم موصیہ گواہ شد:۔ محمد شریف احمد شوہر موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید بشارت احمد امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۶۳۷ :- منکہ محبوب النساء بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۲ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ تبلیغ ۱۳۲۲ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں ہے میرا مہر مبلغ ۵۰۰ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل انگریزی ۴۲۰ کلدار ہوتے ہیں) ہیں جس کے منجملہ ۳۰۰ سکہ عثمانیہ مجھے اپنے خاوند سے بصورت زیور وصول ہو چکے ہیں۔ اور جو اسوقت میرے قبضہ وتصرف میں ہے بقیہ ۲۰۰ سکہ عثمانیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس طرح میری جملہ جائیداد ۴۲۰ کلدار ہوتی ہے میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر اگر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ بقلم محمد معین الدین۔ العبـــد :- (نشان انگوٹھا) محبوب النساء زوجہ مولوی محمد عمر صاحب۔ گواہ شد :- محمد عمر خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- حبیب اللہ خاں سکرٹری وصایا جماعت حیدرآباد دکن

مکان نمبر ۵ حلقہ سوم اندرون عقب ڈیوڑھی نواب اقبال الدولہ حیدر آباد دکن

نمبر ۶۶۳۸ :- منکہ امۃ الرشید بیگم زہرہ بنت ڈاکٹر مرزا برکت علی صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دارالعلوم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲ ۱۳۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں اسوقت دینیات کلاس درجہ خامسہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ البتہ مجھے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے اس جیب خرچ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہا کرونگی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کیوقت جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبـــد :- امۃ الرشید بیگم زہرہ بقلم خود گواہ شد :- مرزا ظہیر الدین منور احمد برادر موصیہ۔ گواہ شد :- مرزا برکت علی احمدی والد موصیہ کارکن دعوۃ وتبلیغ قادیان محلہ دارالعلوم گواہ شد :- بھائی عبدالرحیم محلہ دارالرحمت قادیان

نمبر ۶۶۳۹ :- منکہ امام بخش خاں ولد احمد خان صاحب قوم بلوچ منکانی پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ہیرو غربی ڈاکخانہ ہیرو شرقی ضلع ڈیرہ غازی خاں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۷ ۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) اراضی زرعی ساڑھے دس بیگہ رقبہ واقعہ موضع مہندا وموضع بنڈی تحصیل سنگھڑ قیمتی اندازاً مبلغ ۱۵۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ۶۲ روپے ماہوار (مع مہنگائی الاؤنس مبلغ دس روپے) ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد :- امام بخش خان موصی۔ گواہ شد :- گل محمد خان برادر امام بخش خان موصی گواہ شد :- (چودہری) فیض احمد انسپکٹر بیت المال قادیان

نمبر ۶۶۴۰ :- منکہ حسینی بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت ۲ر جنوری ۱۹۰۲ء ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ر تبلیغ ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری اسوقت کوئی ماہوار آمد نہیں۔ (۲) میری اسوقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ میرا زر مہر مبلغ (ماھہ) سکہ عثمانیہ (جسکے معادل مالعہ کلدار ہوتے ہیں) مجھے میرے خاوند سے بصورت زیور وصول ہو چکا ہے اور وہ اس وقت میری ملکیت ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ (بقلم محمد معین الدین) الامۃ :- (نشان انگوٹھا) حسینی بیگم زوجہ مولوی محمد عمر صاحب۔ گواہ شد :- محمد عمر خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- حبیب اللہ خان سکرٹری وصایا جماعت حیدر آباد دکن۔

نمبر ۶۶۴۱ :- منکہ محمد عبدالستار فاروقی ولد محمد عبدالکریم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازم عمر ۲۸ سال ساکن جدید ملے پلی ڈاکخانہ حیدر آباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ۳/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری آمد مبلغ (ﷲ) سکہ عثمانیہ (جس کے معادل لعہ سکہ کلدار ہوتے ہیں) میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ماہوار ادا کرونگا۔ (۲) میری اسوقت جائیداد صرف ایک سیکل اور اسباب امور خانہ داری تقریباً مالہ روپیہ عثمانیہ ایک دستی گھڑی قیمتی ﷲ منجملہ تقریباً مالہ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل مبلغ ﷲ ہوتے ہیں) میں اپنی اس جائیداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ میری وفات پر کوئی منقولہ وغیر منقولہ اس کے علاوہ جائیداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد :- محمد عبدالستار فاروقی۔ گواہ شد :- ذوالفقار علی خان۔ گواہ شد محمد معین الدین

نمبر ۶۶۴۲ :- منکہ محمد شریف احمد ولد محمد مختار احمد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن حیدر آباد دکن۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ۳/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ﷲ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل ۱۲/- سکہ کلدار ہوتے ہیں) ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ماہوار ادا کرونگا۔ (۲) میری اسوقت جائیداد صرف ایک بائیسکل اور اسباب خانہ داری پر مشتمل ہے جس کی جملہ مالیت مبلغ ما سکہ عثمانیہ (جس کے معادل ۱/ سکہ کلدار ہوتے ہیں) ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان وصیت کرتا ہوں ۔ اور نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میری وفات پر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے علاوہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ۔ العبد: محمد شریف احمد احمدیہ گلشن بیرون دروازہ غازی بنڈہ حیدر آباد دکن ۔ گواہ شد: سید بشارت احمد ۔ گواہ شد: محمد معین الدین ۔

نمبر ۶۶۴۳: منکہ محمد امام غوری ولد محمد یوسف غوری صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اسوقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے ۔ میری ماہوار آمد مبلغ ۱۹ سکہ عثمانیہ (جس کے معادل ۱۶/۵ کلدار ہوتے ہیں) ہے ۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں ۔ کہ اس کے مطابق ۱/۱۰ کے حساب سے اپنا حصہ آمد ماہوار ادا کرونگا ۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میری وفات پر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی نوٹ العبد: محمد امام غوری مکان ۱۱۴۱ محلہ کھوکر واڑی حیدر آباد دکن ۔ گواہ شد: محمد معین الدین ۔ گواہ شد: ذو الفقار علیخان

نمبر ۶۶۴۴: منکہ شیخ عبد العزیز ولد شیخ محمد دین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن ملتان حال کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ۔ اس وقت میری ماہوار آمد اوسطاً ۱۵۰ روپے ہے ۔ جو کہ کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ میرے مرنے کیوقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد: عبد العزیز بقلم خود ۔ گواہ شد: تحریر کنندہ شیخ فضل حق دوکاندار کوئٹہ ۔ گواہ شد: شیخ کریم بخش امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ ۔

نمبر ۶۶۴۵: منکہ حمیدہ بیگم زوجہ شیخ محمد شریف صاحب اقبال بوٹ ہاؤس قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۲/۱۹۲۲، ساکن قادیان حال کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے اس وقت میری ماہوار آمد کچھ نہیں ۔ جملہ زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں کی قیمت تین سو (۳۰۰) روپے ہے ۔ اور میرا حق مہر مبلغ سات سو روپے ہے ۔ یعنی کل جائیداد کی قیمت مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں جو میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دونگی ۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامۃ: حمیدہ بیگم زوجہ شیخ محمد شریف صاحب ۔ گواہ شد: تحریر کنندہ شیخ محمد اقبال ولد شیخ کریم بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ ۔ گواہ شد: S. M. Sharif Prop. Iqbal Boot House Quetta ۔ میں اس وصیت کی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ زیورات کی قیمت مبلغ تین صد روپیہ درست ہے ۔ اور حق مہر مبلغ سات صد روپیہ بذمہ عزیز محمد شریف ہے ۔ جو کہ وہ ہر وقت ادا کر دینے کو تیار ہے ۔ خاکسار کریم بخش امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۶۴۶ :- منکہ محمد عبد الکریم ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم قوم راجپوت (ہجراؤ) پیشہ ملازمت عمر ۲۵ برس پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار الفضل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ر۱۱ر۴۲ء ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت Indian Air Force میں بطور Wireless Operator مبلغ ساٹھ ۶۰ روپے ماہوار پر ملازم ہوں جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں غیر منقولہ جائیداد ایک پختہ مکان واقعہ محلہ دار الفضل قادیان ہے جس میں ہم پانچ بھائی ایک بہن اور والدہ شریک ہیں اسمیں بھی اپنے حق کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جو بھی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور مالک ہو گی۔ العبد :- محمد عبد الکریم بن حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم۔ گواہ شد :- محمد امین بن مولوی محمد صدیق صاحب وائرلیس اپریٹر اندھیری (بمبئی) گواہ شد :- راجہ محمد اکرم گجراتی ولد بابو فضل الٰہی وائرلیس اپریٹر اندھیری (بمبئی)

نمبر ۶۶۴۷ :- منکہ مسماۃ آمنہ بی بی زوجہ مولوی محمد منور صاحب قوم پٹھان عمر تقریباً اٹھارہ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر مبلغ پانسو روپے ہے۔ جس میں سے مبلغ تین صد روپیہ کے قریب لے چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ میں دیتی رہونگی۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میرے مرنے پر میری جائیداد ثابت ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل نہ کرا چکی ہونگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء اس حصہ کی ادائیگی میں روکاوٹ ڈالنے کے حقدار نہ ہونگے۔ الامۃ :- آمنہ بی بی۔ گواہ شد :- محمد منور خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- عبد اللطیف معلم المجاہدین قادیان

نمبر ۶۶۴۸ :- منکہ محمد منور ولد بابو غلام احمد صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ واقف تحریک جدید عمر تقریباً اکیس سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الفضل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ والدین بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ ۱۷ روپے ۴ آنے ماہوار ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں تا زندگی اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی میرے ورثاء کو اس میں کسی قسم کی مزاحمت کا حق نہ ہوگا۔ العبد :- محمد منور مولوی فاضل محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد :- ابو العطاء جالندھری قادیان۔ گواہ شد :- عبد اللطیف بہاولپوری معلم المجاہدین قادیان دار الامان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۵۸۹ :- منکہ عبدالحق ملک کیپٹن ائی ایم۔ ایس ولد ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) قطعہ زمین ۱۲ کنال واقعہ محلہ دارالانوار قادیان نزد مسجد محلہ مذکورہ قیمتاً مبلغ ۹۶۰۰ روپیہ۔ اس کی قیمت کل ادا کرچکا ہوں مگر فی الحال قبضہ نہیں ملا۔ (۲) دوعدد قطعات زمین سفید واقع بطرف مغرب احمدیہ فروٹ فارم قیمتاً مبلغ ۲۱۰۰ روپیہ اس کی بھی قیمت ادا کرچکا ہوں مگر فی الحال قبضہ نہیں ملا۔ (۳) جدی جائیداد جوکہ لاہور اور جہلم میں سفید زمین اور مکان کی صورت میں ہے۔ سفید زمین واقعہ اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور اور مکان واقعہ محلہ عیدگاہ جہلم ہے۔ اس کی تقسیم ابھی مکمل طور پر نہیں ہوئی اور اس میں میرے ساتھ میری والدہ اور دیگر چار بھائی ہیں۔ مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں جس کی کوئی آمدنی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ اسوقت ماہوار تنخواہ کے ہے۔ جوکہ مبلغ چھ سو روپیہ ہے۔ اس میں مبلغ ۵۴ روپے انکم ٹیکس منہا ہوجاتا ہے۔ باقی ۵۴۶ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جاوے۔ العبد :- عبدالحق ملک۔ گواہ شد :- سیّد عبدالرشید احمدی سب انسپکٹر آف ورکس ریلوے شہر سیالکوٹ۔ گواہ شد :- محمد شفیع سکرٹری وصایا سیالکوٹ شہر۔

نمبر ۶۶۲۰ :- منکہ چودہری نصیر احمد ولد چودہری فضل احمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت خان ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ ۴/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۱۰۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :- بقلم خود چودہری نصیر احمد این۔ سی۔ او ۳۴۰ سپلائی سیکشن معرفت ۶ ایڈوانس بیس پوسٹ آفس انڈیا۔ گواہ شد :- چودہری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد کلرک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان - گواہ شد :- چوہدری نذیر احمد خان جٹ دار الرحمت قادیان نمبر ۶۵۹۵ :- منکہ برکت علی لائق ولد میاں امام بخش صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ گورنمنٹ پنشنر عمر ۵۵½ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائیداد ایک پختہ مکان موسوم بہ دار الفضل واقعہ کوچہ مولوی برکت علی لائق قریشی لدھیانہ اور ایک مکان پختہ وخام واقعہ قصبہ دھرم کوٹ ضلع فیروز پور پر مشتمل ہے - جو مکان میرا لدھیانہ میں ہے - اسکی قیمت قریبًا پانچہزار روپیہ ہے - اور دھرم کوٹ والے مکان کی میرے حصہ کی قیمت قریبًا چارسو روپیہ ہے - گویا اسوقت میں ۵۴۰۰ روپیہ (پانچہزار چارسو) کی جائیداد کا مالک ہوں - لیکن ایک ہزار روپیہ میری بیوی کا حق مہر مجھ پر قرض ہے - اس لئے بعد منہائی ایک ہزار روپیہ مبلغ چار ہزار چارسو روپے (۴۴۰۰ روپے) میری جائیداد کی قیمت ہوئی جس کے دسویں حصہ یعنی ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اور اقرار کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز چار ہزار چار سو روپے کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ چارسو چالیس روپے (۴۴۰ روپے) اپنی زندگی میں یکمشت یا بالاقساط ادا کردونگا - علاوہ ازیں مجھے گورنمنٹ کی طرف سے ۵۱ روپے ۲ آنے بطور پنشن ملتے ہیں - میں اپنی پنشن کا ۱/۱۰ حصہ بھی ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا - اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو - تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی - العبد :- خاکسار برکت علی لائق امیر جماعت احمدیہ لدھیانہ - گواہ شد :- عبد الغنی قریشی پسر موصی دار الفضل لدھیانہ - گواہ شد :- محمد اقبال احمد قریشی پسر موصی لدھیانہ

نمبر ۶۵۹۹ :- منکہ محمد عبد اللہ خان ولد مولوی غلام رسول صاحب قوم کھچی راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اسوقت غیر منقولہ ومنقولہ جائیداد کچھ نہیں ہے - صرف آمدنی ماہوار ۶۵ روپے ہے جس پر میرا گذارہ ہے - گذشتہ دنوں کی تنخواہوں میں سے کچھ رقم بچا یا میرے پاس نقد ۳۰۰ روپے موجود ہے - اس نقد جائیداد اور آمد ماہوار کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - نقد رقم کا ۱/۱۰ مبلغ ۳۰ روپے نقد ادا کر دیئے ہیں - اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر بوقت وفات میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جس کے دسویں حصہ کی وصیت میں عین حیات میں ادا نہ کر سکا ہوں - تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی - میرے ورثاء کو کوئی اختیار ممانعت نہ ہوگا - چند حروف بطور سند لکھدیئے ہیں - المرقوم یکم اپریل ۱۹۴۳ء - العبد :- بقلم خود محمد عبد اللہ خان ۱/۴/۴۳ گواہ شد :- غلام احمد مولوی فاضل بدوملہی بقلم خود - گواہ شد :- غلام رسول بقلم خود والد موصی - نمبر ۶۶۰۱ :- منکہ عبد الرزاق خان ولد سردار احمد خان قوم بلوچ پیشہ حال ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۹ء ساکن ٹوبا بستی رانجھا چاہ وروالا - ڈاکخانہ شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خاں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ میں سے اپنے وطن ڈیرہ غازی خاں میں کچھ مزروعہ زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ہمارے دیگر غیر احمدی رشتہ داروں میں مشترک اور متنازعہ فیہ ہے۔ اسیطرح قادیان میں پانچ مرلہ زمین ہے۔ جو مکان کے لئے لی گئی ہے۔ اور محلہ دار الیسر میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی جائیداد نہیں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میرا گذارا اس وقت ملازمت پر ہے لوکو ورکشاپ لاہور میں نو آنے روز ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ قحط الاؤنس بھی ملتا ہے۔ جو حالات کے لحاظ سے بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔ اس وقت اوسطاً ۲۵ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے پر میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ العبد :۔ عبد الرزاق خان بقلم خود بمعرفت برادرم مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر محلہ دار الفضل قادیان دار الامان۔ گواہ شد :۔ عبد الرحمن مبشر محلہ دار الفضل قادیان گواہ شد :۔ ایس عبد الرحمن عفی عنہ

نمبر ۶۶۰۴ :۔ منکہ ریشم بی بی زوجہ محمد رمضان قوم ککے زئی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد صرف مہر مبلغ دوصد روپیہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ :۔ (نشان انگوٹھا) ریشم بی بی۔ گواہ شد :۔ محمد رمضان خاوند موصیہ۔ گواہ شد :۔ بقلم خود حکیم احمد دین محلہ دار السعۃ موصی نمبر ۵۱۰۳

نمبر ۶۶۰۵ :۔ میں شیخ لعل محمد ولد شیخ منصب علی صاحب مرحوم قوم شیخ انصاری پیشہ پنشن عمر ۶۱ سال تاریخ بیعت ۲۲ رمئی ۱۹۱۳ء حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ دو قطعہ مکان بلا شرکت غیری محلہ بشیرت گنج لکھنؤ میں ہے جس کی قیمت بوقت خرید ۲۳۵۰ روپیہ تھی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) میری ماہوار پنشن ۸۶ روپے ۱۳ آنے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جس کی ادائیگی ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش مطابق جنوری ۱۹۴۳ء سے شروع کی جاتی ہے۔ مجھے تین ماہ بعد پنشن ملتی ہے۔ اس لئے ہر پنشن پر گذشتہ تین ماہ کا حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ جو ۲۶ روپے ایک آنہ بشرح آٹھ روپیہ گیارہ آنہ ماہوار ہوتے ہیں۔ گذشتہ سہ ماہی (جنوری۔ فروری۔ مارچ ۱۹۴۳ء) کا چندہ اب ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ البتہ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ العبد :۔ لعل محمد بقلم خود موصی دار البرکات قادیان۔ گواہ شد :۔ عظیم الرحمن بقلم خود کارکن نظارت امور عامہ قادیان۔ گواہ شد فیض قادر بقلم خود محلہ دار البرکات قادیان۔

نمبر ۶۶۰۶ :۔ منکہ برکت بی بی بیوہ محمد ابراہیم قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۹ء ساکن لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶ رمارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں اپنے مرحوم شوہر کی جائیداد جو کہ ایک خام مکان قیمتی تین سو روپیہ اور پانچ بگھہ زمین قیمتی ۲۷۰۰ روپے یعنی کل تین ہزار کی جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی مالک ہوں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرا حق مہر ۳۲ روپے ابھی تک شوہر مرحوم کے ذمہ واجب الادا ہے۔ جو کہ انکی جائیداد سے لیا جائیگا۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے نہ منقولہ نہ غیر منقولہ۔ میری کوئی ماہوار آمدنی نہیں ہے۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الـمـوصیۃ :۔ نشان انگوٹھا برکت بی بی موضع لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات۔ گواہ شد :۔ عبد الحمید حوالدار کلرک ۹ انڈین فیلڈ رجمنٹ کوئٹہ حال موضع لاہوریاں۔ گواہ شد :۔ بقلم خود محمد حسین ولد خوشی محمد قوم راجپوت نازمہ ساکن حال لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر تحصیل و ضلع گجرات

نمبر ۶۶۱۱ : مِنکہ فضل کریم ولد میاں محمد امین صاحب قوم پراچہ پیشہ وکالت عمر ۶۴ برس تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۴ء ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ راپریل سنہ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت ماہوار آمدنی ۸۰ روپے ماہوار ہے جسکا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ نیز میرا اثاث البیت و کتب وغیرہ قریباً ایک ہزار ہوگا اور غیر منقولہ سکنی مکان واقعہ محلہ پراچگان بھیرہ مالیتی قریباً پانچہزار ہیں سے میرا حصہ شرعی قریباً ۱/۴ ہوتا ہے۔ اور اس مکان میں میری دو بہنیں اور ہم تین بھائی شریک ہیں۔ اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور اگر مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد چھوڑوں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی ایسے ہی اگر میری موجودہ آمدنی میں ترقی ہوگی۔ تو اسی نسبت سے یعنی ۱/۱۰ حصہ اسکا ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ مکان مذکورہ بالا کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ العبد :۔ فضل کریم وکیل قادیان۔ گواہ شد :۔ کظیم الرحمٰن بقلم خود کارکن نظارت امور عامہ گواہ شد :۔ جلال الدین کارکن نظارت امور عامہ قادیان

نمبر ۶۶۱۳ :۔ منکہ رقیہ خانم زوجہ سید مبارک علیشاہ قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۲ تبلیغ ۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ اور زیورات قیمتی دو سو روپے پر مشتمل ہے۔ میرا مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ بذمہ شوہر ہے۔ جو ابھی تک میں نے وصول نہیں کیا۔ زیورات قیمتی دو صد روپے میرے خاوند نے مجھ سے قرض لیکر خانگی ضروریات میں خرچ کیا ہوا ہے۔ گویا ۱۲۰۰ روپے میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا قرض ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں اور اقرار کرتی ہوں۔ کہ اپنی منقولہ جائیداد کا ۱/۱۰ یعنی ایک سو بیس روپے یکمشت یا بالاقساط ادا کر دونگی۔ اگر خدانخواستہ میں یہ رقم اپنی حین حیات میں ادا نہ کر سکی۔ یا اس رقم کا کوئی حصہ میرے ذمہ واجب الادا رہ گیا۔ تو اسکی ادائیگی کا ذمہ دار میرا شوہر سید مبارک علی شاہ سکرٹری مال جماعت احمدیہ لدھیانہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر بوقت وفات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ :۔ نشان انگوٹھا رقیہ خانم۔ گواہ شد:۔ مبارک علی شاہ بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد :۔ سید محمد احمد باہری پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ برکت علی لائق امیر جماعت احمدیہ لدھیانہ۔

نمبر ۶۶۱۴ :۔ منکہ احمد خان ولد شیر محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت سنہ ۳۱ء ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑیواہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اڑہائی گھماؤں زمین واقعہ موضع بگول ہے۔ ایک مکان واقع موضع بگول جو ہم تین بھائیوں میں مشترک ہے جسمیں میرا ⅓ حصہ ہے۔ میری ماہوار تنخواہ مبلغ [illegible] روپے ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اپنی آمدنی کا دسواں حصہ تا حیات داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: نشان انگوٹھا احمد خان موصی۔ گواہ شد عبد الغنی ہیڈ کلرک ۳۰۴ ورکشاپ اینڈ پارک کمپنی۔ بی۔ اے آئی فورس ساکن موضع بھلیر ڈاکخانہ گجرات پنجاب۔ گواہ شد :۔ Ghulam Sarwar Store Keeper 304 W/S & PK. Coy. I. B. ساکن موضع چوہور ڈاکخانہ سانگلاہل ضلع شیخوپورہ۔

نمبر ۶۶۱۸ :۔ منکہ فاطمہ زوجہ عبد المنان قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۴۰ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات نفیسیاں طلائی دو تولہ قیمت ایکسو چالیس ۱۴۰ روپے۔ کانٹے طلائی نصف تولہ قیمت تیس روپے اور مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے اور دس روپے جیب خرچ جو مجھے اپنے خاوند کی طرف سے ماہوار ملتا ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی کسی قسم کی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنے زیورات۔ مہر اور جیب خرچ ماہوار سب کے آٹھویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان آٹھویں حصہ کی مالک ہوگی۔ الامۃ :۔ فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد :۔ مرزا عبد الکریم ریٹائرڈ محلہ دار العلوم قادیان۔ گواہ شد:۔ جمعدار عبد المنان ۲/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی۔

نمبر ۶۶۱۹ :۔ منکہ زینب زہرہ زوجہ چودہری نصیر احمد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴۳ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ اس کے ⅓ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ سونا ساڑھے چھ تولہ بصورت زیورات جس کی موجودہ قیمت مبلغ ۵۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرا حق مہر ۱۰۰۰ روپے ہے۔ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اراضی دس مرلہ واقعہ محلہ دار الشکر قیمتی مبلغ ۱۱۰ روپے بنتی ہے۔ نقد مبلغ ۵۰۰ روپے۔ یعنی کل رقم ۲۱۱۰ روپے بنتے ہیں۔ میں اس کے ⅓ حصہ کی وصیت بحق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میرے مرنے کے وقت ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ اور اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں۔ تو وہ رقم میرے مرنے کے بعد ثابت شدہ جائیداد سے منہا ہوگی۔ اسوقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ لیکن میرا گذارہ میرے خاوند کی آمدنی پر ہے۔ العبدۃ:۔ زینب زہرہ۔ گواہ شد۔ بشیر احمد برادر موصیہ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:۔ چوہدری نصیر احمد۔ مَیں تصدیق کرتا ہوں کہ موصیہ زینب زہرہ کا حق مہر مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ میرے ذمہ واجب الادا ہے۔ چوہدری نصیر احمد جٹ باجوہ

نمبر ۶۶۲۲:۔ منکہ شیر محمد احمدی ولد مہتاب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن چک لوہٹ ڈاکخانہ بہلول پور ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۳/۴۳ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جدی زرعی زمین دس بگھہ پختہ اور زرخرید گیارہ بگھہ پختہ جوکہ موضع چک لوہٹ اور قصبہ بہلول پور تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ میں واقعہ ہے۔ کل زرعی زمین کی قیمت موجودہ نرخ سے مبلغ چار ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ اور اسی طرح مبلغ چار ہزار روپیہ میں مختلف دیہاتوں میں مختلف قطعات زمین میرے پاس رہن ہے۔ اسی طرح ایک مویشی خانہ اور ایک رہائشی مکان بھی میرے پاس ہے۔ جن کی موجودہ قیمت قریبًا ۴۰۰ روپے ہوگی۔ یعنی کل جائیداد قریبًا مبلغ آٹھ ہزار چار سو روپے کی ہوتی ہے۔ کہ نصف جن کے چار ہزار دوسو روپے بنتے ہیں۔ اس کے دسویں حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیّت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے آمین۔ کاتب الحروف خاکسار محمد شجاعت علی احمدی انسپکٹر بیت المال قادیان۔ العبد:۔ شیر محمد بقلم خود سکرٹری مال چک لوہٹ (نشان انگوٹھا) گواہ شد:۔ محمد موسیٰ بقلم خود (نشان انگوٹھا) گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک لوہٹ بقلم خود (نشان انگوٹھا)۔ گواہ شد:۔ ابراہیم احمدی نمبردار بقلم خود (نشان انگوٹھا)۔

نمبر ۶۶۲۳:۔ منکہ غلام محمد ولد میاں احمد دین صاحب قوم ویوں پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میں دوکانداری کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد دوکان کی اوسطًا پندرہ روپے ماہوار ہے۔ جن کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ میں بفضل خدا ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر کم وبیش آمد ہوئی۔ اس کے حساب سے ۱/۱۰ حصہ ادا کروں گا۔ نیز اس کے علاوہ اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری زندگی میں یا مرنے کے بعد ثابت ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ اگر کوئی حصّہ اس جائیداد کا اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ تو وہ حصّہ اس جائیداد سے مجرائی کر دیا جائیگا۔ اگر میں ادا نہ کرسکوں۔ تو میرے ورثاء اس کو ادا کریں گے۔ میرے پاس اس وقت ایک زیور کانٹے طلائی قیمتی ۹۳ روپے ہیں جس کا ۱/۱۰ حصہ یعنی ۹ روپے ۵ آنے ادا کر دونگا۔ والسلام۔ خاکسار سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال کاتب الحروف ۳/۴۳-۲۲۔ العبد: بقلم خود غلام محمد ولد احمد دین سکرٹری تبلیغ موضع مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد: بقلم خود نواب دین سکرٹری مال جماعت احمدیہ مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد: بقلم خود خوشی محمد احمدی موضع مدرسہ چٹھہ ڈاکخانہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ۔

نمبر ۶۶۲۴: منکہ سائرہ بیگم بنت قاضی حبیب اللہ صاحب قریشی قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ طبیہ کالج ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۲-۱۳ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ میری اسوقت مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں شاہدرہ گرلز سکول میں ملازم ہوں۔ میں اپنی تنخواہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ یا میں آئندہ پیدا کروں یا تنخواہ میں ترقی ہوتی رہی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کروں گی۔ میرے مرنے کے بعد بھی جو میری جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ میں نے اسوقت برائے اعلان وصیّت ۳ روپے ۸ آنے ادا کر دیئے ہیں۔ الـمـوصیہ: سائرہ بیگم معلمہ طبیہ کالج شاہدرہ باغ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد: سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد: منصور احمد برادر موصیہ طبیہ کالج شاہدرہ ضلع شیخوپورہ

نمبر ۶۶۲۶: منکہ سید محمود ولد میاں متولی قوم اعوان پیشہ تجارت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن لی مارکیٹ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۳-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جدی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک مکان خام مبلغ ۲ صد روپے میں موضع نڈھی بستی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ میں خرید کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً انیس کنال زمین زیر کاشت میرے پاس مبلغ آٹھ صد روپیہ میں رہن ہے۔ اس میں سے چار کنال نڈھی بستی میں واقع ہے۔ اور باقی گیارہ کنال اور چار کنال موضع سیہاں داکٹھا تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں واقع ہے۔ اسوقت میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ میں لی مارکیٹ کراچی میں برف و سوڈا واٹر فیکٹری کا مالک ہوں۔ میری ماہوار آمد تقریباً ۸۰ روپے ہے۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہونگا۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع باقاعدہ دیتا رہونگا۔ اور نیز میرے مرنے پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد: سید محمود بقلم خود مالک سوڈا واٹر فیکٹری لی مارکیٹ کراچی۔ گواہ شد: فضل احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد: امین الدین عباسی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔

نمبر ۶۶۲۷: منکہ فاطمہ بی بی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زوجہ محمد اسحاق قوم کھوکھر عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ملکھانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج ۵/۴/۴۲ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ اس وقت میری جائیداد نقد ۱۸۰ روپے اور ساٹھ تولہ چاندی قیمتی ۵۵ روپے سونا تین ماشہ قیمت پندرہ روپے کل اڑہائی سو روپیہ ہوتے ہیں ۔ اس کے ⅒ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔ اور آج ہی بذریعہ منی آرڈر مبلغ ۲۵ روپے جو کہ میری جائیداد کا دسواں حصہ ہے قادیان مرکز میں بھیجدئے ہیں ۔ نیز مجھے پچیس ۲۵ روپے ماہوار میرے خاوند کی تنخواہ میں سے جو کہ آسام میں فرٹ کے کام پر ملازم ہیں ملتے ہیں ۔ اس کا بھی ⅒ حصہ ماہوار جب تک ملتے رہیں گے ادا کرتی رہوں گی ۔ اور میرے مرنے کے وقت بھی جو میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہوگی ۔ اس کے بھی ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی ۔ بقلم خود ملک سراج الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سبھڑیال ۔ العبد ۃ :۔ فاطمہ بی بی زوجہ محمد اسحاق ۔ گواہ شد :۔ احمد دین راجپوت سبھڑیال بقلم خود ۔ گواہ شد :۔ خوشی محمد احمدی سکنہ ملکھانوالہ والد موصیہ ۔

نمبر ۶۵۹۷ :۔ منکہ امۃ السلام زوجہ ڈاکٹر عبد الحق ملک کیپٹن آئی ۔ ایم ۔ ایس قوم کشمیری بٹ عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کشمیری محلہ سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔ اس کے ⅒ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔ زیورات طلائی کڑے گیارہ تولہ ۔ گلوبند ۵ تولہ ۔ نکلس ۴ تولہ ۔ نغیسیاں ۲ تولہ ۔ بٹن ۳/۴ ۱ تولہ سنگار پٹی ۲ تولہ ۔ انگوٹھیاں ۲ تولہ ۔ کانٹے ۴ تولہ ۔ کل زیورات کا وزن ۳/۴ ۳۵ تولہ ۔ اس کے علاوہ مہر مبلغ دو ہزار روپے (۲۰۰۰ روپے) بذمہ خاوند ہے ۔ اس کے ⅒ حصہ کی بھی وصیت کرتی ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں ۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اس کا ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبدۃ ۔ امۃ السلام ۔ گواہ شد :۔ عبد الحق ملک خاوند موصیہ گواہ شد :۔ محمد شفیع سکرٹری وصایا سیالکوٹ ۔

نمبر ۶۵۶۷ :۔ منکہ غلام رسول خاں ولد مولوی میر ولی خانصاحب قوم اعظم آل پیشہ ملازمت عمر بیس سال پیدائشی احمدی ساکن میراں والی گلی ۔ ڈاکخانہ پوئی ضلع ہزارہ حال منور آباد ڈاکخانہ سمارو ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اسوقت میرا گذارہ صرف اس تنخواہ پر ہے جو مجھے ایم ۔ این سنڈیکیٹ سے ماہانہ مبلغ بیس روپے اور الاؤنس ۵ روپے اور ایک من گندم ملتی ہے ۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اور اقرار کرتا ہوں ۔ کہ زر وصیت ہر تنخواہ ملنے پر ادا کرتا رہوں گا انشاء اللہ العزیز ۔ اگر کوئی کمی بیشی ہوئی ۔ تو اس کے مطابق ⅒ حصہ ادا کرتا رہونگا اس کے علاوہ اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد :۔ غلام رسول ہزاروی ولد مولوی میر ولی خانصاحب منشی منور آباد (سندھ) گواہ شد :۔ عبد السلام احمدی ۱۶/۳/۴۲ ڈاکخانہ سمارو منور آباد (سندھ) گواہ شد :۔ محمد حسین خان منشی منور آباد (سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل
سرمہ چشم آریہ
آئینہ کمالات اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
چشمۂ معرفت
مسیح ہندوستان میں
تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصّہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجّۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپیہ ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمتیں
ارزاں۔

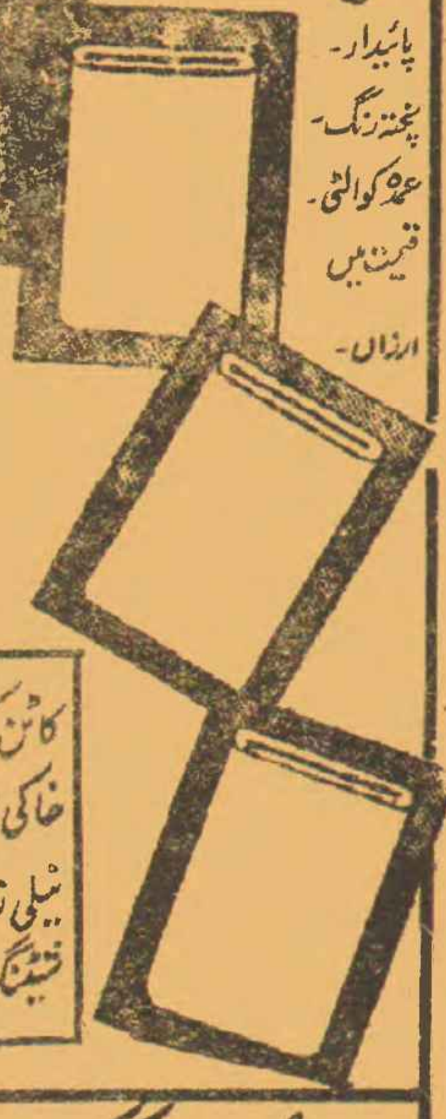

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر۔ برانچیں۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ابوالعطاء صاحب نے چھپوا کر دفتر الفرقان سے شائع کیا)